عشقِ لیلیٰ سے عشقِ مولیٰ کی طرف لیجانیوالی مفید کتاب
اللہ کے عاشقوں کی
عاشقی کا منظر
مؤلف
محمد ارسلان بن اختر میمن
پسند فرمودہ
مرشدی عارف باللہ مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم
تقریظ
شیخ الحدیث مولانا مفتی نظام الدین شامزی صاحب مدظلہ
مکتبۃ الحق
ماڈرن ڈیری جوگیشوری ممبئی

اللہ کے عاشقوں کی عاشقی کا منظر

عشق لیلیٰ سے عشق مولا کی طرف
لے جانے والی مفید کتاب

پسند فرمودہ:
مرشدی عارف باللہ مولانا
شاہ حکیم محمد اختر صاحب
دامت برکاتہم

تقریظ:
شیخ الحدیث مولانا
مفتی نظام الدین شامزی صاحب
مدظلہ العالی

مؤلف:
محمد ارسلان بن اختر میمن
تلمیذ:
مولانا حکیم محمد مظہر صاحب مدظلہ العالی

مکتبۃ الحق ماڈرن ڈیری جوگیشوری ممبئی ۱۰۲

فہرست مضامین

باب دوم: عشق مجازی

فرمودہ

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

مجھے امید قوی ہے کہ یہ کتاب اور موصوف کی دیگر کتابوں کا مطالعہ امتِ مسلمہ کے لئے معرفت اور محبتِ خداوندی کے حصول میں نہایت مفید ثابت ہوگا۔

دل سے دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ شانہ موصوف کی تصنیف اور تالیف کردہ کتابوں کو امت مسلمہ کے لئے نہایت مفید بنا کر قارئین اور معاونین کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔ (آمین)

العارض:

(عارف باللہ حضرت مولانا شاہ) حکیم محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

تقریظ

شیخ الحدیث حضرت مفتی نظام الدین شامزئی صاحب مدظلہ العالی

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاں نبی اکرم ﷺ کی نبوت کے مقاصد کو ذکر فرمایا ہے وہاں پر ایک مقصد یہ بھی ذکر فرمایا ہے کہ وَيُزَكِّيهِمْ تاکہ آپ لوگوں کے دلوں کا تزکیہ فرمائیں۔ آسان الفاظ میں تزکیہ اس کو کہا جاتا ہے کہ کسی کے دل پر محنت کی جائے اور اس کے دل سے رذائل کو نکال دیا جائے یا بالفاظ دیگر باطنی اور روحانی امراض کا علاج کیا جائے جس سے دل میں ان رذائل اور گناہوں کی نفرت آجائے اور اسلامی احکام کی محبت اور تڑپ دل میں بیٹھ جائے جسکا نتیجہ یہ ہو کہ احکام الٰہیہ اور مرضیات پر عمل اور معاصی سے اجتناب انسان کیلئے آسان ہو جائے۔ اور پھر اسکے بعد اگلا مرحلہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت و معرفت اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے اسماء مبارکہ کے مظاہر جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفات ہیں ان کی معرفت حاصل ہو جائے اور پھر اس کے بعد ترقی ہوتی جائے اور اگلے مراحل معرفت طے ہو جائیں۔ بہر حال یہ ایک مستقل موضوع ہے۔

بندہ نے ان ہی موضوعات پر لکھی گئی مولوی محمد ارسلان بن اختر میمن کی تصنیف کردہ دو کتابیں:

"اللہ کے عاشقوں کی عاشقی کا منظر"

اور

"اللہ تعالیٰ بندوں سے کتنی محبت کرتے ہیں"

سرسری طور پر دیکھی، ماشاءاللہ اپنے موضوع پر بہت اچھی کتابیں ہیں۔

مولوی محمد ارسلان صاحب کا تعلق بیعت چونکہ "عارف باللہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب" سے ہے اور ان موضوعات میں حضرت حکیم صاحب دامت برکاتہم کی معرفت مسلم ہے، اس لئے ان کے مسترشدین کو بھی ماشاءاللہ ان چیزوں

میں سے وافر حصہ ملا ہے۔ اس لئے معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ موضوعات مؤلف موصوف کیلئے باوجود نو عمری اور کم عمری کے **شنید** نہیں بلکہ **دید** ہے۔

میری دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ "مولوی محمد ارسلان صاحب" کو مکمل عالم باعمل بنا دے اور اپنی محبت و معرفت کاملہ نصیب فرمائے اور ان کی تحریر کردہ اس کتاب کو امت مسلمہ کے لئے نافع اور باعث ہدایت بنادے۔ آمین۔

(حضرت مفتی) نظام الدین شامزی عفا اللہ

۲۴ رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ

عرضِ مؤلف

احقر مؤلف کے دل میں ایک عرصے سے یہ داعیہ پیدا ہو رہا تھا کہ کوئی کتاب ایسی لکھی جائے جس کو پڑھ کر عاشق لیلیٰ و دنیا عاشقِ خدا بن جائے۔ اس بات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس ناکارہ نے عشق الٰہی پر مواد جمع کرنا شروع کیا۔

کیونکہ محبت و عشق کا مادہ فاسق و فاجر میں بھی موجود ہے اور یہ بات بندہ کے ذاتی تجربہ میں بھی ہے کہ عشق کا موضوع ایسا اثر انگیز اور سحر انگیز ہے کہ فاسق و فاجر سے بھی گھنٹہ ' ڈیڑھ گھنٹہ اس مضمون پر بات کرو تو وہ خوشی سے سنتا ہے۔ اور اگر اس مضمون کی جگہ قبر و حشر یا دوسرے کسی مضمون کو بیان کیا جائے تو سننے والا کچھ ہی دیر میں بور ہو جاتا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ عشق کا مادّہ فاسق میں بھی موجود ہے اور غیر فاسق میں بھی موجود ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ فاسق میں عشق مجازی کی شدت ہوتی ہے اور عاشقِ خدا میں عشق حقیقی کی شدت ہوتی ہے:

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ﴾

اور اہل ایمان اللہ سے اشد محبت کرتے ہیں۔

پس ضرورت اس بات کی ہے کہ عاشقوں کا عشق "عشق لیلیٰ" سے "عشق مولیٰ" کی طرف بدل جائے۔

اس کتاب کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کیلئے بندہ نے بلا مبالغہ کئی سو کتابوں کا مطالعہ کیا۔ اور تقریباً تین سال تک بندہ مضمون ھٰذا پر مواد جمع کرتا رہا۔ کیونکہ عشق الٰہی کا مواد بہت کم کتابوں میں ملتا ہے، اس وجہ سے بندہ کو اردو میں ایک کتاب بھی ایسی نہیں ملی جس میں آیاتِ عشق، حدیثِ عشق، اقوالِ عشق اور واقعاتِ عشق کو تفصیل سے لکھا گیا ہو۔ البتہ تصوف کی قدیم کتابوں سے بندہ کو اچھا خاصا مواد ملا جس کو بندہ اس کتاب میں لکھ چکا ہے۔

حقیقت میں بندہ کی حیثیت اس کتاب کی تالیف میں ترجمان کی سی ہے اس میں بندہ نے اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا اور نہ میں اس لائق ہوں البتہ بندہ نے صرف وہی

لکھا ہے جس کی تائید قرآن وحدیث یا تصوف کی مستند کتاب یا مشائخ کے اقوال نے کی ہو۔اس کے باوجود کوئی بات یا کوئی جملہ اہل علم اور اہل قلم پر گراں گزرے اور کسی طرح اس کی تاویل بھی نہ ہو سکتی ہو تو از راہ عنایت مطلع فرمادیں بندہ احسان مند ہوگا۔

جن حضرات کو اس کتاب سے نفع ہو وہ احقر راقم الحروف اور اس کے والدین اساتذہ اور پیر و مرشد و معاونین کو اپنی مخصوص دعاؤں میں ضرور یاد فرمائیں۔

العارض

محمد ارسلان بن اختر میمن

کان اللہ لہ عوضا عن کل شیٔ

آپ اس کتاب کو کیسے پڑھیں

یاد رکھئے! مسلمان کی نیت بہت ہی زیادہ اہمیت رکھتی ہے، لہٰذا کتاب پڑھنے سے پہلے یہ نیت کرلیں کہ اس کتاب کو اس لئے پڑھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جائے اور اس کتاب میں جو دین کی بات میں پڑھوں گا' انشاء اللہ تعالیٰ اس پر عمل کرنے کی پوری کوشش کروں گا' اس نیت سے آپ پڑھیں گے' تو اللہ تعالیٰ آپ کو عمل کی توفیق ضرور عطا فرمائیں گے۔ جس بات پر عمل کرنا مشکل ہوگا' آپ کی سچی نیت اور پکے ارادہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس پر عمل کرنا آسان فرمادیں گے اور جتنا وقت پڑھنے پر لگے گا وہ دین بنتا جائے گا اور عبادت میں شمار ہوگا۔

﴿کچھ گزارشات﴾

(۱) کتاب پڑھنے سے قبل یہ دعا ضرور کرلیں کہ یا اللہ اس کتاب کو میری ہدایت کا ذریعہ بنادے۔

(۲) دوسری اہم گزارش یہ ہے کہ کتاب پڑھنے سے پہلے اپنے دل' دماغ اور آنکھوں کے پردوں کو کھول لیجئے۔

(۳) کتاب پڑھنے کے لئے وقت ایسا نکالا جائے جو الجھنوں یا پریشانیوں سے گھرا ہوا نہ ہو' کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ الجھن ذہن پر سوار تھی کسی اور وجہ سے اور چبھن محسوس ہوتی ہے کتاب کے مضمون سے۔

(۴) کتاب پڑھنے سے پہلے توبہ 'استغفار ضرور کرلیں' تاکہ دل پر جو گناہوں کا غبار چھایا ہوا ہے وہ چھٹ جائے۔

(۵) مزید یہ کہ کتاب کے مطالعہ کے وقت ایک قلم ساتھ رکھیں اور جن امور میں خود کو کوتاہ محسوس کرتے ہوں اس پر نشان لگادیں اور اس کو بار بار پڑھیں اور اس کی اصلاح کے لئے خوب دعائیں بھی مانگیں اور کوشش بھی کریں۔

(۶) اس کتاب کو پڑھنے کی دوسرے مسلمانوں کو بھی دعوت دیں اور اس کتاب میں جو ایمانی ترقی اور اخلاقی بہتری اور صفات اولیاء سے متعلق کوئی بات ملے تو ان

خوبیوں اور صفات کی طرف دوسرے افراد کی بھی توجہ دلائیں۔

⑦ آخر میں گزارش ہے کہ مؤلف کتاب اور جن بزرگوں کی کتابوں سے استفادہ کر کے یہ مضامین تیار کئے گئے ہیں یا اس کتاب کی تیاری کے مختلف مراحل میں کسی بھی طرح شریک ہونے والے معاونین کے لئے خصوصی طور پر دعاؤں کا اہتمام کریں۔

﴿ایک اہم گزارش﴾

ہر مسلمان سے گزارش ہے کہ دوران مطالعہ اس کتاب میں کسی قسم کی کوئی غلطی یا کوتاہی نظر آئے یا مزید بہتری کی کوئی صورت سامنے آئے تو ناشر کو یا بندے کو اس کی ضرور اطلاع دیں' یہ آپ کا بندے پر احسان عظیم ہوگا۔

باب اول

عشق حقیقی

لفظ عشق کا ماخذ

"عشق" کا لفظ "عشقہ" سے ماخوذ ہے اور یہ اس بیل کا نام ہے جس کو عربی میں "لبلاب" کہا جاتا ہے اور ہندی میں "عشق پیچاں"۔ یہ بیل جس درخت سے لپٹ جاتی ہے اس کو بے برگ و بار کر دیتی ہے پھر وہ زرد ہو جاتا ہے اور کچھ دنوں بعد بالکل خشک ہو جاتا ہے۔

اسی طرح جب عشق قلب عاشق میں پیدا ہوتا ہے تو اس کا درخت وجود بھی معشوق کے جمال کی تجلی میں محو ہو جاتا ہے' غیر محبوب اس کے قلب سے فنا ہو جاتا ہے' خود عاشق کی ذات فنا ہو جاتی ہے اور معشوق ہی معشوق رہ جاتا ہے۔

بعض کا خیال ہے کہ "عشق" کا لفظ غیر مشتق ہے وہ خود اپنا مادہ ہے۔

تعریفِ عشق

۱ عشق افراط و شدت محبت کا نام ہے جیسا کہ کہا گیا ہے:

العشق تجاوز عن الحد فی المحبة قیل العشق عبارة عن افراط المحبة وشد تہا' وقیل المحبة اذااشتدت و قویت سمیت عشقاً۔

عشق محبت میں حد سے تجاوز کرنا ہے۔ عشق افراط محبت یا شدت محبت کا نام ہے، محبت جب شدید ہو جاتی ہے اور قوی ہو جاتی ہے تو اس کا نام عشق ہو جاتا ہے۔

۲ مخدوم شرف الدین احمد یحییٰ منیریؒ سے کسی نے پوچھا کہ عشق کیا ہے فرمایا، عشق فرط (شدت) محبت کا نام ہے۔　　(رموز عشق)

۳ حضرت بابا فریدؒ نے فرمایا:

عشق حقیقت میں ایک ایسا موتی ہے جس کی قیمت کوئی جوہری اور نقد [illegible] نہیں لگا سکتا کہ وہ کیا ہے۔

پھر فرمایا کہ:

اے درویش! سوائے انسان کے ایسی قیمتی نعمت کسی مقرب فرشتہ کو بھی نہیں دی گئی ہے جو کہ لقد کرمنا بنی آدم سے واضح ہے اور جس وقت کہ عشق پیدا کیا گیا اس سے خطاب ہوا کہ اے عشق! جا' سوائے مغموم آدمیوں کے دل کے اور کہیں قرار نہ لینا کیونکہ تیرا ٹھکانا صرف ان ہی لوگوں کے دل میں ہو سکتا ہے۔ (اسرار اولیاء)

۴ ایک اور اللہ والے نے لکھا ہے عشق خدا کے رازوں میں سے ایک راز ہے اور عاشق کی بیماری ساری بیماریوں سے جدا ہے۔ (تزکیہ احسان وسلوک)

۵ تزکیہ احسان وسلوک میں لکھا ہے کہ عشق الٰہی وہ بیماری ہے جس سے بیمار کبھی شفا نہیں چاہتا بلکہ اس میں اضافہ اور ترقی چاہتا ہے۔ (ایضاً)

۶ حضرت مولانا اویس انصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تعریف عشق سے متعلق فرمایا کہ عشق ایک آگ ہے جب وہ کسی دل میں سلگ جاتی ہے تو وہ معشوق کی ذات کے سوا سب کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔ (حالات صوفیاء)

۷ حضرت جیلانیؒ سے کسی نے سوال کیا کہ عشق کیا ہے؟ آپؒ نے ارشاد فرمایا: دل سے غیر اللہ کو خالی کر کے خالق کو دل میں لا بسانے کو عشق کہتے ہیں۔

پھر آپؒ نے ارشاد فرمایا:

العشق نار فی القلوب یحرق ما سوی المحبوب

عشق دلوں کی اس آگ کو کہتے ہیں جو محبوب کے علاوہ کو جلا دیتی ہے۔

(المحک الفقر ص ۱۸۰)

۸ ایک اور اللہ والے نے تعریف عشق سے متعلق فرمایا کہ:

عشق ایک ایسا دریا ہے جس کی انتہا نہیں اور نہ کوئی اس کی گہرائی اور تہہ تک پہنچ سکتا ہے جس نے اس دریا میں غوطہ لگایا وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس میں سیر کرتا رہے گا اور ہر گھڑی نیچے ہی ہوتا جائے گا اس کے اوپر ابھرنے کا کوئی امکان نہیں اس کا نہ کبھی پتہ چلے گا اور نہ کبھی وہ دریا کی گہرائی تک پہنچے گا اور جس کو معشوق تک پہنچنے کے بعد قرار آگیا اسے عشق نہ سمجھو اسے ہوس کہو عشق وہ ہے کہ جتنا معشوق سے قربت ہوتی جائے اور اس سے میل جول بڑھتا

جائے عشق کی آگ تیز تر ہوتی جائے، غم والم، حزن واندوہ آفت و مصیبت بڑھتی جائے۔ (جوامع الکلم ص ۴۰۸)

حقیقتِ عشق

عشق کی حقیقت کیا ہے اور عشق کسے کہتے ہیں اس کے متعلق صوفیاء کے بہت سے اقوال ہیں ان میں سے کچھ اقوال پیش خدمت ہیں۔

۱ طبعیت کا کسی شے کی طرف مائل ہونا، اس سے لذت حاصل کرنا اور اسکو حاصل کرنے کی کوشش کرنا، اس کو محبت کہتے ہیں۔ اور جب یہ میلان پختہ اور قوی ہو جائے اور انسان کے اعضاء جوارح اور خیالات وافکار پر غالب ہو جائے تو اسکو عشق کہتے ہیں۔

قرآن پاک میں عشق کی کیفیت کو حب شدید کہہ کر ادا کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ والذین امنوا اشد حباللہ ﴾

یعنی مؤمن لوگ اللہ تعالیٰ سے شدید محبت کرتے ہیں۔

۲ حضرت مولانا مسیح الامت ؒ نے ارشاد فرمایا کہ:

والذین امنوا اشد والی آیت میں اشد سے مراد عشق ہے۔

۳ حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب ؒ نے بھی اشد حب کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

یہاں پر اشد سے مراد عشق ہے۔ پھر فرمایا کہ جب سالک عملی طور پر مجاہدات کرتا ہے اور اعمال صالحہ میں ترقی کرتا رہتا ہے تو یہ محبت حال کے درجہ میں پہنچ جاتی ہے۔ (خطبات حکیم الامت ؒ)

۴ شیخ محی الدین ابن عربی ؒ نے اشد حب کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

قرآن میں عشق کو فرط محبت سے تعبیر کیا گیا ہے (اشد حب) جب ایسی محبت کا انسان کے قلب پر تسلط ہوتا ہے تو وہ محبوب کے سوا ہر چیز سے اندھا ہو جاتا ہے، اور یہ محبت اس کے بدن کے تمام اجزاء میں جاری وساری ہو جاتی

ہے اور اس کے وجود سے متصل ہو جاتی ہے۔ ہر شے میں اس کی نظر محبوب ہی کو دیکھتی ہے اور ہر صورت میں اس کو محبوب ہی نظر آتا ہے۔ اس کیفیت قلبی کا نام "عشق" رکھا گیا ہے۔

۵ سید ریاض الدین سہروردیؒ نے علم لدنی میں عشق سے متعلق لکھا ہے:

"مشائخ طریقت کے ایک گروہ نے بندہ کی طرف سے خدا تعالیٰ کے عشق کو جائز رکھا ہے لیکن خدا تعالیٰ کی طرف سے بندہ کے عشق کو جائز نہیں رکھا اور یوں کہا کہ عشق اپنے محبوب سے روکنے کی ایک صفت ہے اور بندہ حق تعالیٰ کے ملنے سے روکا گیا ہے اور حق تعالیٰ کو بندے سے ملنے کے لئے نہیں روکا گیا ہے۔ پس بندہ پر خدا تعالیٰ کا عشق جائز ہے اور حق تعالیٰ پر بندے کا عشق جائز نہیں۔ اور ایک گروہ نے کہا کہ بندہ پر بھی خدا تعالیٰ کا عشق جائز نہیں کیونکہ عشق حد سے تجاوز کرتا ہے۔

اور پھر متاخرین نے کہا ہے کہ عشق دونوں جہاں میں حق تعالیٰ کی ذات کے ادراک کے طالب کے سوا کسی اور کے لئے درست نہیں اور ادراک حق تعالیٰ کی ذات تک پہنچنے سے عاجز ہے، لہٰذا اس کے ساتھ محبت واخلاص درست ہے عشق درست نہیں اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ عشق سوائے معائنہ (آنکھ سے دیکھنے کے) ممکن نہیں اور محبت سننے سے جائز ہے اور چونکہ عشق نظر سے ہوتا ہے اس لئے اس کا اطلاق حق تعالیٰ پر روا نہیں کیونکہ دنیا میں اس کو کوئی شخص نہیں دیکھ سکتا"۔ (علم لدنی)

احقر مؤلف عرض کرتا ہے بعض لوگوں نے حقیقت عشق کی جو نفی کی ہے اس کی وجہ صرف کم علمی ہی ہو سکتی ہے کیونکہ قرآن نے اشد حب استعمال کیا ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو صرف لفظ حب ہی کو استعمال کرتے لیکن خالق کائنات نے دنیا کو یہ بتلانا مقصود تھا کہ محبت سے بھی اعلیٰ ایک درجہ ہے اور وہ عشق ہے والذین امنوا اشد حبا للہ میں اللہ نے اسی بات کا اظہار کیا کہ ایمان والے مجھ سے محبت نہیں کرتے بلکہ بہت زیادہ محبت کرتے ہیں اور صوفیاء کرام نے بھی اپنے کلام میں لفظ عشق کا کس قدر استعمال کیا ہے اس کو قارئین عنقریب پڑھ ہی لیں گے!

عشق کیا چیز ہے

عشق کی حقیقت پر بندے کے پیر و مرشد نے ارشاد فرمایا کہ:

عشق ایک ایسا عام لفظ ہے کہ ہر خاص و عام' عالم و جاہل' صغیر و کبیر' سب کی زبانوں پر جاری ہے لیکن اس کی حقیقت ایک لا ینحل معمے سے کم نہیں۔

حکیم صاحب موصوف نے اس کے متعلق حکماء' اطباء' صوفیاء اور شعراء کے بیانات سے دلچسپ مقالہ لکھا ہے جو درج ذیل ہے:

اس میں شبہ نہیں کہ قرآن کریم میں اس لفظ کا استعمال نہیں کیا گیا، ذخیرہ حدیث میں بھی بجز ایک ضعیف روایت کے جس کو خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں لیا ہے اور کہیں نظر سے نہیں گزرا۔ اس بناء پر بعض علماء نے مطلقاً عشق کو مذموم قرار دیا ہے لیکن تحقیق یہ ہے کہ عشق افراط محبت کا نام ہے اور محبت جب کہ اس کا تعلق خدا تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ ہو تو ایک فرد واجب ہے اور کسی محل مباح کیساتھ ہو تو مباح ہے ایسی صورت میں اگر محبت کی حد سے تجاوز کر جائے اور عشق کی حد تک پہنچ جاوے تو گو یا مطلوب فی الدین نہیں' مگر محمود ضرور ہے' مذموم نہیں کہہ سکتے۔ واللہ اعلم

(کشکول معرفت)

حدیثِ عشق

امام ابن قیم جوزیہ" اپنی کتاب طب نبوی ﷺ ص ۵۱۶ میں عشق سے متعلق ۲ حدیثیں لکھی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) اِنَّهٗ قَالَ مَنْ عَشِقَ فَعَفَّ فَمَاتَ فَهُوَ شَهِيْدٌ

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے عشق کیا اور عفت و پاکدامنی اختیار کی پھر اس کی موت ہو گئی تو وہ شہید مرا۔

دوسری روایت بایں الفاظ مذکور ہے:

(۲) مَنْ عَشِقَ وَ كَتَمَ وَعَفَّ وَ صَبَرَ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَاَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ

جس نے عشق کیا اور اسے پوشیدہ رکھا عفت رہا اور صبر کیا تو خدا اسے بخش

دے گا اور اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

مذکورہ بالا حدیث کی تحقیق

خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ ۵ /۱۵۶،۲۶۲،۶/۵۰،۵۱ اور ۱۳ /۱۸۴ میں اور ابن عساکر وغیرہ نے اس حدیث کو مختلف طرق سے بیان کیا ہے سوید بن سعید حدثانی ثنا علی بن مسھر عن ابی یحیی القتات عن مجاھد عن ابن عباس یہ سند حدیث ہے 'اس کی سند ضعیف ہے اس میں سوید اور ابو یحییٰ دونوں ضعیف ہیں' ائمہ حدیث متقدمین اس حدیث کے ضعیف ہونے پر متفق ہیں۔

اس حدیث کی مزید تحقیق سے متعلق مترجم طب نبوی نے لکھا ہے کہ:

امام بخاری نے صحیح بخاری کتاب الجہاد کے باب میں اور امام مسلم نے صحیح مسلم کتاب الامار کے باب جو حدیث لکھی ہے اس میں آپ ﷺ نے شہداء کی ۵ اقسام بیان کی ہیں۔ ان ۵ اقسام میں شہادت عشق سے متعلق کوئی قسم نہیں ہے! اسی طرح امام مالکؒ نے مؤطا میں امام داؤد، امام نسائی، امام ابن ماجہ نے شہداء کی سات اقسام لکھی ہیں ان میں بھی شہادت عشق کی قسم نہیں ہے اور مزید یہ کہ امام ابن جوزیؒ نے اپنی کتاب موضوعات میں بھی اس کو ضعیف لکھا ہے۔ (کتاب طب نبوی)

عشق حقیقی پر صوفیاء کے اقوال

ملفوظ نمبر (۱): اگر عشق نہ ہو تو دنیا کی ساری نعمتیں بیکار

حضرت ابو سلیمان بن ابراہیم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عاشق روحیں لطیف عطر ہیں، ان کے اجسام رقیق اور ہلکے پھلکے ہیں، ان کی موانست پاکیزہ ہے، ان کی باتیں مردہ دلوں میں جان ڈال دیتی ہیں اور عقل میں فراوانی پیدا کر دیتی ہیں، اگر عشق و محبت نہ ہو تو دنیا کی تمام نعمتیں بیکار اور ہیچ ہیں۔

بندوں کے پاس محبوب کی جانب سے جو کچھ پہنچ رہا ہے وہ اس امر کی دعوت دے رہا ہے کہ خدا ہی سے محبت کیجائے اور جس سے خدا محبت کرتا ہے اس سے محبت کیجائے

اور جس سے محبوب حقیقی کراہت و نفرت کرتا ہے اسی سے کراہت و نفرت کیجائے۔
محبوب سے محبت کرنے والا جو معاوضہ پائے گا وہ معاوضہ کسی کو بھی نصیب نہ ہو گا اگرچہ وہ کل موجوات کا مالک ہی کیوں نہ بن جائے۔

ملفوظ نمبر (۲): ایک بزرگ فرماتے ہیں

ہر کہ درد نیست ازیں عشق رنگ
نزد خدا نیست بجز چوب و سنگ

یعنی جس میں درد عشق کی کسک نہیں وہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک لکڑی اور پتھر سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔

ملفوظ نمبر (۳): شیخ ابوالمواہب شاذلیؒ فرماتے ہیں کہ عشق قطب ہے اور ساری نیکیاں اسی کے گرد گھومتی رہتی ہیں۔

عشق اول عشق آخر عشق کل
عشق گل و عشق شاخ و عشق گل

ملفوظ نمبر (۴): عشاق کہتے ہیں کہ سب مجاہدوں کی انتہا عشق ہے جسکے دل میں عشق الٰہی کا تیر نہیں لگا اسکی سب محنت بیکار ہے اور جسکو اول قدم پر ہی عشق کی دولت حاصل ہو گئی تو اسے پھر کسی مجاہدے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ وہ شعلہ ہے جو اگر بھڑک اٹھے تو نفس کی تمام نجاستوں اور گندگیوں کو جلا کر راکھ کر دیتا ہے۔

ملفوظ نمبر (۵):

ہر کرا جامہ زعشقے چاک شد
اوزحرص و عیب کلی پاک شد

یہی وجہ ہے کہ جس کو عشق حقیقی حاصل ہے وہ ساری کائنات کا بادشاہ ہے۔

گوش کن لاحبت ان اعرف زرب
یہ عشق ہی ہے جس کے سبب کائنات وجود میں آئی۔

ملفوظ نمبر (۶):

عشق آمد عروۃ الوثقیٰ ئے دیں
عشق باشد رہبر رہ یقیں

عشق دین کی اساس ہے اور یقین کی راہ میں اس کی رہنمائی کام آتی ہے۔

ملفوظ نمبر (۷):

عشق دریائیست بے حدود کراں
عشق بیرونیست از شرح و بیاں

عشق ایسا دریا ہے جس کا کنارہ نہیں اور اسکی حقیقت شرح وبیاں سے باہر ہے۔

ملفوظ نمبر (۸):

دین عاشق عشق و تجرید و فناست
مرتبت تفرید و ترک ما سواست

عشاق کا دین اپنے محبوب کے سوا ہر چیز سے کنارہ کش ہونا ہے

ملفوظ نمبر (۹):

بے محبت ہیچ کس کا دل نہ شد
در مقام قرب حق واصل نہ شد

جس کے دل میں عشق نہیں اس کو مقام قرب سے کیا واسطہ (آئینہ سلوک)

ملفوظ نمبر (۱۰): حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ جب حق تعالیٰ کی یاد میں خوب رونا آئے تو اس کا نام عاشقان خدا کی اصطلاح میں "گرم بازاری عشق" ہے۔

ملفوظ نمبر (۱۱): حضرت بہلولؒ نے فرمایا کہ عاشقوں عشق میں اتنا اثر پیدا کرو کہ معشوق خود تجھے منائے اور اس مقام کے آپ ﷺ مصداق تھے جیسا کہ ارشاد باری ہے

﴿ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ﴾

عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔

(انوار بہلویہ)

ملفوظ نمبر: (۱۲) معیار عشق

ایک اللہ والے نے فرمایا کہ دنیا میں ہر شخص عاشق ہے۔ ایک شخص چوکیدار ہے تمام رات مجاہدہ کرتا ہے، جاگتا رہتا ہے، گھر بار بال بچوں کو اکیلا چھوڑتا ہے، سردی گرمی برداشت کرتا ہے، یہ سب تکلیفیں اسلئے برداشت کرتا ہے کہ اسے اسکا محبوب مل جائے اس کا محبوب کیا ہے؟ تین ہزار روپے ماہوار!

دوسرا شخص جج ہے اپنا تمام وقت مقدمات میں صرف کرتا ہے دن رات قانونی بحث میں مصروف رہتا ہے یہ سب باتیں اس لئے برداشت کرتا ہے کہ اسے پانچ ہزار روپے ماہوار ملتے ہیں۔

اسی طرح ہر شخص کا کوئی نہ کوئی محبوب ہے جس کی چاہ میں اپنا سارا وقت صرف کرتا ہے اور قسم قسم کے مصائب برداشت کرتا ہے۔

اب عاشق کی بزرگی اور عظمت کا اندازہ اس کے محبوب سے لگایا جاسکتا ہے محبوب جس قدر اعلیٰ وارفع ہوگا اس کا عاشق بھی اسی قدر اعلیٰ وارفع ہوگا۔ جو شخص اللہ کا عاشق ہے وہ ان سب عشاق سے بہتر اور برتر ہے کیونکہ اس کے محبوب کا مرتبہ سب سے بلند ہے نہ اسکی کوئی مثل ہے نہ مثال۔ (مجالس عشاق)

ملفوظ نمبر (۱۴): سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں:

من اشتاق الی اللہ اشتاق الیہ کل شیٔ

جو شخص اللہ تعالیٰ کا مشتاق ہوتا ہے ہر ایک چیز اس کی مشتاق بن جاتی ہے۔

نیز فرمایا کہ:

اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام پر وحی نازل کی کہ اے داؤد! بنی اسرائیل کے جوانوں کو کہہ دو کہ تم میرے سوا کسی اور میں کیوں مشغول ہوتے ہو؟ کیسے ظلم کی بات ہے کہ میں تو تمہارا مشتاق ہوں اور تم غیر کے مشتاق بنو گے۔

شیخ ابو القاسم قیشری لکھتے ہیں کہ جب اشتیاق کی آگ مشتاق کے باطن میں بھڑکتی ہے تو اس کی روشنی سے زمین و آسمان کی چیزیں روشن ہو جاتی ہیں جو دل نور الٰہی سے منور ہوتا ہے وہ بارگاہ لایزالی کا مشتاق ہو جاتا ہے پھر اسے تمام ملک و ملکوت میں دکھلایا جاتا ہے اور دونوں جہانوں میں منادی کی جاتی ہے کہ یہ لوگ جن کے دل ہمارے اشتیاق کے نور سے منور ہیں اور ہماری بارگاہ کے مشتاق ہیں تم اس بات کے گواہ رہو کہ ہم ان کے ان سے بڑھ کر مشتاق ہیں۔

کسی ولی نے فرمایا ہے۔

ما من شیٔ عند الرحمان اعلیٰ منزلتہ

من الشوق والشوق المحمود

اللہ تعالیٰ کے نزدیک شوق محمود کا سب سے بڑا مرتبہ ہے۔

ملفوظ نمبر (۱۴): ایک اللہ والے نے لکھا ہے کہ:

مؤمن کے لئے دس نور ہوتے ہیں: نور روح، نور عقل نور معرفت نور علم، نور یقین نور توفیق، نور بصر نور حیا نور محبت اور نور شوق۔

شوقی الی وخبات وجهك مسبی
شوق المريض الی الباب العافيه

میں تیرا اس طرح مشتاق ہوں جیسا کہ مریض صحت نفس کا مشتاق ہوتا ہے۔

ملفوظ نمبر:(۱۵) عشق کی زبان میں درود شریف کے معنی

ایک اللہ والے نے لکھا ہے کہ قاری شاہ سلیمان صاحب پھلواروی کے خاندان میں ایک خاص درود شریف ہے جسکے پڑھنے سے رسول خدا ﷺ کی زیارت ہو جاتی ہے۔

وہ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ مجھ پر سخت انقباض طاری ہوا تو میں نے اپنے خاندانی مخصوص درود شریف کا ورد شروع کر دیا لیکن میری حالت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ میں بے حد پریشان تھا کہ حسن اتفاق سے ایک دفعہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی کی خدمت میں حاضری کا موقعہ مل گیا میں نے اپنا حال بیان کیا آپؒ نے فرمایا:

"اچھا پڑھئے درود شریف اور اس کے معنی بیان کیجئے"

میں نے درود شریف پڑھا اور معنی بھی بیان کر دیئے۔ آپؒ نے فرمایا:

"نہیں، ایسے نہیں عشق کی زبان میں معنی بیان کیجئے"

میں سوچ میں پڑ گیا کہ یا اللہ کیا عشق کی زبان میں کوئی اور معنی ہیں؟ اور اب میں عشق کی زبان کہاں سے لاؤں؟ ابھی یہ میں سوچ ہی رہا تھا کہ حضرتؒ نے فرمایا:

"میاں عشق کی زبان میں اس کا یہ مطلب ہے 'پیار کرے اللہ پیارے محمد ﷺ کو اور ان کی پیاری آل کو"

جیسے ہی حضرتؒ کی زبان مبارک سے یہ معنی بیان ہوئے میری کیفیت بدل گئی اور جتنا سخت انقباض تھا اس سے زیادہ انبساطی کیفیت پیدا ہو گئی۔ (مجالس عشاق)

ملفوظ نمبر:(۱۶) حضرت بابا فریدؒ نے ارشاد فرمایا

چنداں نازست زعشق تو بر سر من
یا در غلطم کہ عاشقی تو بر من
یا در سر ایں غلط شود ایں سر من
یا خیمہ زند وصل تو اندر من

تیرے عشق کی وجہ سے میرے سر میں اتنا ناز ہو گیا ہے یا میں غلطی پر ہوں کہ تو مجھ پر عاشق ہو گیا ہے یا میرے سر میں یہ غلط سودا ہو گیا ہے یا تیرا وصل مجھ کو حاصل ہو گیا ہے۔ (اسرار اولیاء)

ملفوظ نمبر:(۱۷) ابراہیم علیہ السلام کا آگ میں نہ جلنے کی وجہ

حضرات صوفیہ کرام فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ پر آتش نمرود کے گلزار ہو جانے کا سبب یہ تھا کہ ابراہیم علیہ السلام آتش عشق الٰہی کے مبتلا تھے بھلا ان کو آتش کائنات کیوں کر جلا سکتی، آتش آتش را نسوزد۔

ملفوظ نمبر:(۱۸) عشق الٰہی سے لبریز دو اشعار

عشق ہم جاں را رسوا کرد
داند طلب جمال تو شیدا کرد
دردے کہ زعشق تو بدل پنہاں بود
ازاں ہ جملہ زشوق تو زخم پیدا کرد

تیرے عشق نے مجھ کو رسوا کیا اور تیرے جمال کی طلب میں میں شیدا ہوا۔
تیرے عشق کی وجہ سے جو درد دل میں پیدا ہوا اسی سے تیرے اشتیاق میں زخم پیدا ہوا۔ (ملفوظات بابا فریدؒ)

ملفوظ نمبر:(۱۹) خواجہ عثمانؒ کا قول۔

ایک اور اللہ والے نے فرمایا کہ میں نے شیخ الاسلام خواجہ عثمان ہارونیؒ کی زبانی سنا کہ:
اہل عشق دوست کے سوا غیر کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اس لئے کہ جو بغیر دوست کے خوش ہوتا ہے تو اسے ہر قسم کا اندوہ لاحق ہوتا ہے، دوست کی خدمت سے اسے انس نہیں بلکہ اسے سب سے وحشت آتی ہے۔ جو دوست

دل نہیں لگاتا وہ پریشان در پریشان ہے۔
اسکے بعد فرمایا کہ عارف وہ شخص ہوتا ہے جو صبح اٹھے تورات کی بابت اسے یاد نہ ہو۔
پھر آبدیدہ ہو کر فرمانے لگے:
اے غافل اس سفر کے لئے توشہ تو تیار کر جو تجھے درپیش ہے یعنی موت۔ اس کے بعد فرمایا کہ اہل محبت وہ گروہ ہے کہ ان کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا۔　　　(دلیل العارفین)

ملفوظ نمبر:(۲۰) ایک اور اللہ والے نے لکھا ہے:

عاشق وہی ہے کہ اگر ایک لحہ میں محبوب اس کا اس کو ہزار بار دار پر کھینچے اور اپنے آپ کو اس سے بیزار بناوے تب بھی وہ بدستور ثابت قدم رہے اور اگر ہزار مرتبہ جسم اسکا پارہ پارہ کرے تب بھی وہ کچھ الم نہ پاوے۔ اور اگر اس کو دوزخ میں ڈال دے تب بھی وہ کچھ پرواہ نہ کرے جیسا کہ حضرت یونسؑ فرماتے ہیں کہ:

لو كان بيني و بينك بحر من نار لخضت فيها شوقا اليك
الٰہی اگر میرے اور تیرے بیچ میں ایک آگ کا دریا حائل ہوتا تو تیرے شوق میں اس میں کود پڑتا اور اس سے نہ نکلتا۔

ملفوظ نمبر:(۲۱) بیان عشق از عشق

حضرت شمس تبریزؒ نے فرمایا کہ:

عشق را از کس مپرس از عشق پرس
عشق او بس خوش بیان است اے پسر

عشق حقیقی کا مقام کسی سے مت پوچھو کہ کیا ہوتا ہے یہ کیا ہوتا ہے جب لب پر کسی کا نام آتا ہے۔
عشق کی تفسیر عشق ہی کی زبان سے پوچھئے، حق تعالیٰ کی محبت نہایت خوش بیان مقرر ہے اے پسر۔
مولانا رومیؒ نے اس کی تشریح مثنوی میں یوں بیان فرمائی ہے ؎

عقل در شرحش چو خردر گل بہ خفت
شرح عشق و عاشقی خود عشق گفت

گرچہ تفسیر زباں روشن گرست
لیک عشق بے زباں روشن ترست

عقل نے عشق کی شرح شروع کی تھی کہ عاجز ہو کر مٹی میں مثل گدھے کے سو گئی یعنی عناصر کے تقاضوں سے مغلوب ہو کر حب دنیا میں پھنس گئی اور عشق اور عاشقی کی شرح خود عشق نے بیان کرنا شروع کر دیا۔ (معارف شمس تبریز)

ملفوظ نمبر: (۲۲) مولانا رومیؒ کے اشعار

اگر عالم ہمہ پُر خار باشد
دل عاشق گل و گلزار باشد

اگر تمام دنیا کانٹوں سے بھر جاوے لیکن حق تعالیٰ شانہ کے عاشق کا دل ہمیشہ گل و گلزار اور پر بہار ہوگا، کیونکہ دنیائے فانی کی ہر بہار فانی ہے اور حی و قیوم کی ذات باقی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کے تعلق و محبت کی بہار بھی بے خزاں اور باقی ہے

ملفوظ نمبر: (۲۳)

ایں بہارے نیست کو را دے رسد

عاشقان حق کے قلب میں جو بہار ہے وہ ایسی بہار نہیں جسے خزاں زائل کر سکے یا نقصان پہنچا سکے۔

اللہ والوں کو اگر کبھی کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اس میں بھی حق تعالیٰ کی رحمت و حکمت کا مشاہدہ کرتے ہیں اور پر سکون اور خنجر تسلیم کے سامنے سر تسلیم خم رہتے ہیں۔ (معارف شمس تبریز ص ۹۶ تا ۹۷)

ملفوظ نمبر: (۲۴) حضرت شمس تبریزؒ فرماتے ہیں

عاشقی شیوہ نازک مردان نیست
عشق کار نازکاں و نرم نیست
عشق کار پہلوان است اے پسر
(معارف شمس تبریز ص ۱۰۲)

عشق نازک اور نرم لوگوں کا کام نہیں ہے یعنی عشق سیکڑوں ناز رکھتا ہے اور سیکڑوں ناز سے ہاتھ آتا ہے عاشقی بلاکشوں کا کام ہے۔

دونوں عالم دے چکا ہوں مے کشو
یہ گراں مے تم سے کیا لی جائے گی

الا ان سلعة الله غالية (الحدیث)
خوب سن لو! وہ خدائی سودا بڑا مہنگا ہے

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اہل ایمان کی ایسی ایسی آزمائش ہوئی کہ ان کے قلوب ان کے منہ تک آگئے۔ لیکن دولت بھی تو وہ ملتی ہے کہ جو لاثانی ہے آہ لاثانی کا لطف تعلق بھی لاثانی ہوتا ہے جس ذات پاک کا کوئی کفو اور ہمسر و مثل نہیں تو نعمت قرب حق کے ساتھ کائنات کی کوئی نعمت کیسے ہمسری کا دعویٰ کر سکتی ہے۔

حضرت رومیؒ فرماتے ہیں ؎

دعویٰ مرغابی کردست جاں
کے زطوفان بلا دارد فغاں

جانِ مؤمن نے جب مرغابی ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو طوفان بلا سے مرغابی کو کب ڈر ہوتا ہے۔

چنانچہ مشاہدہ ہے کہ مرغابی دریا کی بلند موجوں پر چڑھ جاتی ہے اور جب موجیں نیچے اترتی ہیں تو وہ بھی نیچے اترتی ہے۔ الغرض طوفان پر غالب اور سوار رہتی ہے اسی طرح مؤمن حق تعالیٰ کی محبت میں زمانہ کے ہر طوفان کا ڈٹ کر مقابلہ کرتا ہے اور بزبان حال کہتا ہے ؎

ہم کو مٹا سکے یہ زمانے میں دم نہیں
ہم سے زمانہ خود ہے زمانے سے ہم نہیں (ایضاً ص ۱۰۲)

ملفوظ نمبر:(۲۵) حضرت جیلانیؒ نے فرمایا

جو نام بھی خدا کے سوا ہے وہ غیر ہے عاشق معشوق کے سوا کسی اور سے آرام و سکون نہیں پا سکتا۔ (فوائد الجواہر)

ملفوظ نمبر:(۲۶) مرأۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ:

وہ شخص جو عشق میں جان لگاتا ہے اسے چاہئے کہ دوست کے سوا کسی چیز کی خواہش نہ کرے پھر فرمایا کہ عاشق کو عشق کے کوچہ میں ایسا ہونا چاہئے کہ

اسے دوزخ و بہشت یاد نہ رہے۔ (مرأۃ الاسرار ص ۵۵۳)

ملفوظ نمبر:(۲۷) ایک اللہ والے نے فرمایا

جب تک عاشق اپنی جان محبوب پر قربان نہ کرے اس وقت تک اس کا عشق کمال تک نہیں پہنچتا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے لکھا ہے کہ عاشق کا دل محبت کی آگ میں جلتا رہتا ہے لہٰذا جو کچھ بھی اس دل میں آئے گا جل جائے گا کیونکہ آتش محبت سے زیادہ تیز کوئی غیر آگ نہیں ہے۔ (اخبار الاخیار)

ملفوظ نمبر:(۲۸) مجموعہ تصوف میں لکھا ہے

عشق ایک حال ہے جس کو بیان کرنے سے زبان قاصر ہے عاشق کو سوائے محبوب کے کسی چیز سے محبت نہیں رہتی عاشق سوائے محبوب کے کسی کو بھی (نظر عشق سے) نہیں دیکھتا جس قدر عاشق اپنے محبوب کو دیکھتا ہے اسی قدر اس کی محبت بڑھتی ہے۔ (مجموعہ تصوف)

ملفوظ نمبر:(۲۹) مکتوبات قدوسیہ میں لکھا ہے

ذرۂ درد خدا در دل ترا
بہتر از ہر دو جہاں حاصل ترا

اللہ تعالیٰ کے عشق کا ایک ذرہ تیرے لئے دو جہاں کی دولت سے بہتر ہے۔ اس کام میں مردان خدا جان کی بازی لگا دیتے ہیں جان تک دیتے ہیں خون دل پیتے ہیں اور لخت جگر کھاتے ہیں ہر لحظہ دوست کے عشق میں جلتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں۔ (مکتوبات قدوسیہ ص ۲۰۷)

ملفوظ نمبر:(۳۰) حضرت بابا فریدؒ نے ارشاد فرمایا

عشق کا ولولہ اور شوق جو کہ عاشقوں میں ہے اس کی ابتدا اسی روز سے ہوئی تھی جس دن یہ عشق کی صورت پر فریفتہ ہوئے تھے۔ پس اے درویش! تمہیں اس کی قدر نہیں کہ اتنی اچھی صورتیں تمہارے دل میں جاگزین کر دی گئی ہیں اور روح کو جو کہ تمام اعضاء کا بادشاہ ہے ازل ہی سے دل کا مالک بنایا گیا ہے۔

اسی بناء پر کہا جاتا ہے کہ جہاں عشق ہے وہاں دل ہے پس اے درویش! اس کی قدر وہی جانتا ہے جس کے دل میں دوست کے اسرار اور عشق کے انوار جاگزین ہوں اور جس کے دل میں عشق کی جگہ ہو۔ (ملفوظات بابا فرید ص ۵۸)

ملفوظ نمبر: (۳۱) فطرت انسانی میں عشق

انسان کی زندگی منزل عشق سے شروع ہوتی ہے ہوش سنبھالتے ہی لیلیٰ کے جسم پر عاشق ہو جاتا ہے پھر جوں جوں عمر بڑھتی جاتی ہے اس لیلیٰ کی گلی کی ہر چیز پر عاشق ہو جاتا ہے حتی کہ اپنی جان بھی کھو بیٹھتا ہے اور لیلیٰ بھی۔

ملفوظ نمبر: (۳۲) مولانا رومیؒ فرماتے ہیں

از کرم از عشق معزولم مکن
جز بذکر خویش مشغولم مکن

اے خدا اپنے کرم سے مجھے نعمت عشق سے محروم نہ فرما اور اپنی ملازمت عشق سے معزول نہ فرما یعنی اپنی یاد کے علاوہ کسی دھندے میں مشغول نہ فرما۔

مجھ کو جینے کا سہارا چاہئے
غم تمہارا دل ہمارا چاہئے

ملفوظ نمبر: (۳۳) یحیٰ منیریؒ کا مکتوب

شیخ یحیٰ منیریؒ اپنے ایک مرید کو لکھتے ہیں:

اے بھائی خدا طلبی کا راستہ دراصل عشق کا راستہ ہے اور اس راستے میں سب سے پہلے اپنی تمام عزتوں، مرضیوں، مرادوں اور خواہشوں کو آگ لگانی پڑتی ہے۔ یہ نیستی کا راستہ ہے اس راستے کا خاک نشیں ہر محفل میں مسند نشین نظر آئے گا۔

دنیا کے بادشاہ جب کسی کو اپنا درباری اور مقرب بناتے ہیں تو اس کو انعام واکرام اور خلعت و دستار سے نوازتے ہیں لیکن یہ اس وقت ہوتا ہے جب وہ کسی کو نظر کرم سے دیکھتے ہیں اور اپنے قرب کے لائق سمجھتے ہیں۔ (آئینہ سلوک)

ملفوظ نمبر: (۳۴) ارواح و قلوب کے عشق کی قدامت

صوفی محمد اقبال صاحب مدظلہ العالی نے لکھا ہے کہ:

ہماری ارواح کو محبوب حقیقی اللہ جل شانہ نے اپنا عشق تو عالم ارواح میں ہی عطا فرمادیا تھا کہ اس وقت اسباب عشق یعنی صفات جمال کمال اور احسان کا ہماری ارواح کو مشاہدہ کروادیا تھا۔

اس نے نوازش اسطرح فرمائی تھی کہ ہماری ارواح سے براہ راست کلام فرمایا تھا اور یہ سوال کیا تھا الست بربکم کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ اس پر ہم نے جواب دیا تھا بے شک ہم سب گواہ بنتے ہیں۔ گواہی اور شہادت تو کچھ دیکھ کر ہی دی جاتی ہے ہم نے وہ کیا دیکھا تھا وہ اللہ پاک کے کلام الست بربکم میں اس کی ربوبیت کے انوار دیکھے تھے اور یہ قاعدہ ہے کہ نور خود ظاہر ہوتا ہے اور اپنے غیر کو بھی ظاہر کردیتا ہے۔

چنانچہ اس کلام پاک کے ساتھ ربوبیت کے انوار ہماری ارواح پر پھیل گئے یعنی ارواح پر صفت ربوبیت کی تجلی ہوئی اور ارواح نے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا تفصیلی مشاہدہ کیا اس کے ساتھ اسی نور کی وجہ سے اپنی تفصیلی احتیاج اور فقر کا بھی مشاہدہ ہوگیا۔ گویا ان دونوں مشاہدوں سے اللہ تعالیٰ کے صمد ہونے کا علم حاصل ہوگیا جو اللہ تعالیٰ سے عشق کا باعث ہے۔

چنانچہ ہماری ارواح محبت سے مست ہوگئیں اور اسی مستی میں اس بار امانت کو اٹھانے کے لئے تیار ہوگئیں جس کو اٹھانے سے زمین و آسمان اور پہاڑوں نے بھی معذرت کردی تھی آیت شریفہ: انا عرضنا الامانة علی السموات والارض الخ میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

پھر جب یہ ارواح مادی جسم میں مقید اور محبوس ہوگئیں تو جسم کے عوارضات کی وجہ سے روح کے ادراک کے آئینہ یعنی قلب کو زنگ لگ گیا اور اس میں اندھیرا ہوگیا اسلئے محبوب اور اس کی محبت سے بندہ کو غفلت ہوگئی حالانکہ واقعہ میں وہ محبوب اسکے ساتھ اور قریب موجود ہے، بس اذکار واشغال کے ذریعہ جب وہ زنگ دور ہوجاتا ہے تو قلب میں محبوب کی کچھ جھلک آتی ہے تو وہی پرانی عشقی کیفیت پھر لوٹ آتی ہے

ملفوظ نمبر:(۳۵) عشق الٰہی کی ابتدا کیسے ہوئی

حضرت سلطان العارفین نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کو پانے کے لئے راہ محبت میں قدم رکھے اور ریاضت و مشقت اپنے اوپر گوارا کرے تو اسے چاہئے کہ بارہ سال

شریعت میں اس طرح محنت اٹھائے کہ ہمیشہ قائم اللیل اور صائم الدہر رہے۔ اور بارہ برس تک طریقت میں ریاضت کرے کہ ماسوئی اللہ کو طلاق دے دے اور بارہ برس حقیقت میں ریاضت کرے کہ بجز حق تعالیٰ کے اور کسی کی طلب نہ رہے اور بارہ برس معرفت میں مرتاض رہے اور اس میں محو ہو جائے اس کے بعد عشق و محبت میں آنکھیں کھولے۔

ملفوظ نمبر: (۳۶) شیخ عبدالکریم جیلیؒ فرماتے ہیں

العشق نار الله الموقده
فافولها وطلوعها على الافئده
(شیخ عبدالکریم جیلیؒ)

عشق اللہ تعالیٰ کی بھڑکائی ہوئی وہ آگ ہے جس کا طلوع اور غروب دلوں پر ہوتا ہے۔

ملفوظ نمبر: (۳۷) ایک اللہ والے نے فرمایا

جو شخص محبت اور عشق کا دعویٰ کرتا ہے وہ معشوق کا دروازہ اس وقت تک کھٹکھٹاتا رہتا ہے جب تک اس میں جان ہوتی ہے اس لئے شاید کسی وقت کھل جائے اور کسی مرتبہ کو پہنچ جائے۔

ملفوظ نمبر: (۳۸) حضرت شاہ میناؒ نے ارشاد فرمایا

عشق ایسی آگ ہے جو عاشق کے دل میں بھڑکتی ہے اور محبوب کے سوا سب کو جلا دیتی ہے۔

ایک اور موقع پر فرمایا کہ عشق بلاواسطہ محبوب کے دل کا خیال ہے۔

ملفوظ نمبر: (۳۹) ایک اللہ والے نے فرمایا

جب تک کوئی شخص عشق کی تلوار سے غیر اللہ (دنیا و عورت کی محبت) کا سر نہیں کاٹتا اس وقت وہ تک عاشقوں کے مذہب میں داخل نہیں کیا جاتا (چاہے اس کی عبادت ہزار عابدوں کی سی کیوں نہ ہو!)

ملفوظ نمبر:(۴۰) ایک اللہ والے نے لکھا ہے

عشق میں جان کا غم نہیں ہوتا عاشقوں کے نزدیک جان دینا بڑا آسان کام ہے۔

ملفوظ نمبر:(۴۱) دلیل العارفین میں لکھا ہے

عاشق کا دل محبت کا آتش کدہ ہوتا ہے۔ (دلیل العارفین ص ۳۷)

ملفوظ نمبر:(۴۲) مطف بن ابی بکرؒ فرماتے ہیں

عاشق اپنے محبوب کے ذکر سے کبھی غافل نہیں ہوتا۔

ملفوظ نمبر:(۴۳) یحییٰ بن معاذؒ فرماتے ہیں

جس شخص میں (۳) تین خصلتیں ہوں وہ عاشق خدا نہیں:

(۱) اول کلام خدا کو کلام خلق (مخلوق) پر ترجیح دے۔

(۲) خدا تعالیٰ کی ملاقات کو خلق خدا کی ملاقات پر ترجیح دے۔

(۳) عبادت الٰہی کو خدمت خلق سے زیادہ سمجھے۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۶۳)

ملفوظ نمبر:(۴۴) حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا

ہزار افسوس اس عاشق پر جو محبوب کی دوستی کا دم بھرے اور جب عالم غیب کے اسرار اس کو معلوم ہوں تو فوراً ان کو دوسرے پر ظاہر کر دے۔

ملفوظ نمبر (۴۵): ایک اللہ والے نے ایک موقع پر کہا کہ اے میرے خالق! میں تو عاشق ہوں اگر تیرے سوا کسی اور کو تلاش کروں تو فاسق ہوں۔

ملفوظ نمبر:(۴۶) عشق سے متعلق دو سچی باتیں

عشق و محبت کی دنیا میں دو باتیں بڑی ٹھوس ہیں:

(۱) عاشق اپنے محبوب حقیقی کے حسن و جمال کی جتنی تعریف کرے اتنی ہی کم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قل لو کان البحر مداداً لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مدادا ﴾

کہہ دیجئے کہ اگر سمندر روشنائی بن جائے میرے رب کی باتوں کے لئے تو ختم

ہو جائے سمندر اس سے پہلے کہ ختم ہوں میرے رب کی باتیں اگرچہ ہم ویسا ہی لائیں اس کی مدد کو۔

(۲) جو انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے نام کا ڈنکا پوری دنیا میں بجا دیتا ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب بندہ اپنی عبادات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا مقرب بن جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے آسمان و زمین میں یہ اعلان کروا دیتے ہیں کہ لوگو! اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتے ہیں تم بھی اس سے محبت کرو۔

ثُمَّ یُوْضَعُ لَهُ الْقُبُوْلُ فِی الْاَرْضِ

پھر اس کے لئے زمین میں قبولیت رکھ دی جاتی ہے۔

ملفوظ نمبر: (۴۷) عشق الٰہی کی دعا

انسان کے دل میں عشق الٰہی پیدا ہو جائے انسان دل میں یہی دعا مانگے کہ: اے اللہ میں تجھ سے تیری محبت چاہتا ہوں۔

تیرے عشق کی انتہا چاہتا ہوں
میری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں
ذرا سا تو دل ہوں مگر شوخ اتنا
وہی لن ترانی سنا چاہتا ہوں

(اصلاحی بیانات)

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ارشادات

ملفوظ نمبر (۴۸): حضرت مولانا اشرف علی صاحبؒ نے فرمایا کہ عاشق کو اللہ سے بحث نہیں ہونی چاہئے کہ میرے فلاں عمل پر کچھ ثمرہ مرتب ہوا یا نہیں اور پھر فرمایا کہ عاشق تو محض محبت کی وجہ سے محبوب کی عبادت میں لگا دیتا ہے (نہ کہ کیفیات و دوزخ و جنت کے حصول کی وجہ سے) (ملفوظات کمالات اشرفیہ)

ملفوظ نمبر (۴۹): محبت و عشق وہ چیز ہے کہ جب یہ دل میں گھس جاتی ہے تو پھر محبوب کے کسی قول اور فعل میں کوئی شبہ اور وسوسہ پیدا نہیں ہوتا تمام مصائب لمحسین کو

آسان ہو جاتے ہیں نہ قید خانہ سے ان کو تکلیف ہوتی ہے نہ فاقہ سے کلفت۔
ان کی شان یہ ہوتی ہے کہ ان کے پاس کچھ بھی نہیں مگر خوش ہیں کیونکہ ان کے پاس ایک ایسی چیز ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے ان کو کسی چیز کی پرواہ نہیں ہوتی۔ وہ آغوش محبت میں رضائے محبوب ہے، لذت طاعت ہے، لذت مناجات ہے، لذت قرب ہے (اس لئے کہ) محبت سے معرفت بڑھتی ہے، طاعت و فرماں برداری میں لطف آنے لگتا ہے۔ (انفاس عیسیٰ ۱۹۹، ۲۰۳)

ملفوظ نمبر: (۵۰) طریقہ حصول محبت و محبوبیت

حضرت تھانویؒ نے ارشاد فرمایا کہ کسی کو اپنے اوپر عاشق کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ تم اس پر عاشق ہو جاؤ نتیجہ اس کا یہ ہو گا کہ وہ ایک دن تم پر عاشق ہو جائے گا اور تم اس کے معشوق بن جاؤ گے۔
حاضرین میں سے ایک مرید نے عرض کیا کہ: عاشق بننے کی تدبیر کیا ہے؟
ارشاد فرمایا کہ:
عاشقوں کی صحبت میں بیٹھنا اور عاشقوں کے سے کام کرنا

ملفوظ نمبر: (۵۱)

عشق ایسا دریا ہے اس کا کوئی کنارہ نہیں اس جگہ بجز جان سونپنے کے چارہ نہیں۔
(برکات رمضان ص ۹۵)

ملفوظ نمبر (۵۲): ایک اور موقع پر حکیم الامتؒ نے ارشاد فرمایا کہ کسی معشوق نے عاشق سے پوچھا کہ تم نے سیاحت میں کون سا شہر پسند کیا ہے؟ اس عاشق نے کہا سب شہروں میں عمدہ وہ شہر ہے جہاں میرا محبوب رہتا ہے۔ جس جگہ محبوب کی زیارت ہو۔
(خطبات حکیم الاسلام)

ملفوظ نمبر (۵۳): ایک اور مجلس میں فرمایا کہ عاشق کا یہ مذہب ہونا چاہئے کہ عاشق کی نظر مصلحت پر نہیں ہوتی (یعنی کسی بھی کام میں انجام کو نہیں دیکھتا بلکہ محبوب کے حکم کو دیکھتا ہے، وہ جان کی پرواہ نہیں کرتا بلکہ خالق جان کے حکم کو مد نظر رکھتا ہے) پھر فرمایا دیکھو شیطان عابد تھا عاشق نہ تھا (باوجود یہ کہ) آٹھ لاکھ برس اللہ کی عبادت کی لیکن ذرا سی حرکت (یعنی محبوب کی نافرمانی کی وجہ) سے خاک میں مل گئی۔ (برکات رمضان ص ۱۷۹)

ملفوظ نمبر (۵۴): ابوالحسن ندوی صاحبؒ نے اپنی کتاب "تزکیہ احسان تصوف و سلوک میں لکھا ہے کہ:

محبوب بننا تو ہر ایک کے بس میں نہیں ہے لیکن عاشق بننا تو ہر ایک کے لئے ممکن ہے! اگر خدا تعالیٰ نے تم کو محبوب نہیں بنایا تو تم عاشق بن کر زندگی کا لطف حاصل کرو۔ (تزکیہ احسان تصوف و سلوک)

احقر مؤلف کے نزدیک حضرت مولانا کا یہ ارشاد آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔اس ملفوظ پر حکیم الامت کا یہ ارشاد یاد آیا: حضرت نے فرمایا کہ اللہ نے نبوت کا دروازہ بند کیا ہے لیکن ولایت کا دروازہ بند نہیں کیا۔

ملفوظ نمبر (۵۵): ایک اللہ والے نے فرمایا کہ جس دل میں عشق کی آگ نہیں وہ دل سوائے گوشت کے ٹکڑے کے کچھ نہیں!۔

ملفوظ نمبر: (۵۶) عشق مولیٰ کا پٹرول

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ انسان میں مادہ عشق بمنزل سنکھیا کے ہے اگر اس کو کچا استعمال کیا جائے تو ہلاکت کا سبب ہے اور اگر کشتہ کر کے کھلایا جائے تو ذریعہ تندرستی و توانائی ہے۔

اسی طرح مادہ عشق کو لیلیٰ کے لئے استعمال کیا جائے تو سبب مصیبت اور بربادی ہے اگر عشق کو مولیٰ میں استعمال کیا جائے تو سبب قرب اور بلندی ہے۔ اہل اللہ عشق لیلیٰ سے پٹرول لیکر مولیٰ کی طرف اڑتے ہیں اور وہ پٹرول "حسرتوں پر تڑپنا" ہے۔

بندے کا اللہ تعالیٰ سے محبت کا مفہوم

کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ:

بندے کی محبت حق تعالیٰ کے لئے ایک صفت ہے جو فرماں بردار صاحب ایمان کے دل میں تعظیما تکبیر اور تکریما پیدا ہوتی ہے تاکہ وہ محبوب حق کی رضاجوئی کرے اس کے دیدار کی طلب میں بے قرار ہو اس کے سوا سے کسی چیز سے راحت نہ ہو اس کے ذکر کی عادت ہو غیر اللہ سے بیزار ہو اس کے لئے آرام

محال ہو اس سے راحت دور ہو۔ (کشف المحجوب)

امام قشیریؒ کا قول

بندے کا اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا تو ایک حالت ہوتی ہے جسے بندہ اپنے دل میں پاتا ہے مگر اسے عبارت اور الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ بعض اوقات یہ حالت انسان کو اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اس کی رضا کو ترجیح دینے پر مجبور کرتی ہے اور اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ اس کی جدائی پر صبر نہ کرسکے اور اس کی طرف جانے کا جوش پایا جاتا ہے اور اس کے بغیر قرار حاصل نہیں ہوتا اس صورت میں دل سے ہمیشہ اس کا ذکر کرکے انس حاصل کیا جائے۔ (رسالہ قشیریہ ص ۵۲۹)

آیاتِ عشق

﴿اللہ کے محبوب بندے اللہ سے کتنی محبت کرتے ہیں﴾

﴿اس سے متعلق قرآنی آیات﴾

شدت محبت

اہل ایمان اللہ کو بہت چاہتے ہیں اس بات کی تائید میں اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے:

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴾

اور لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو اللہ کے علاوہ ان کو خدا کا شریک بنا کر ان سے اللہ جیسی محبت کرتے ہیں لیکن جو ایمان لائے ہیں وہ اللہ کی محبت میں شدید ہیں اور کاش کہ ظلم کرنے والے اللہ کا عذاب دیکھ لیتے کہ بیشک تمام قوت اللہ ہی کی ہے اور اللہ شدید عذاب دینے والے ہیں۔ (پ ۲ بقرہ ۱۶۵)

﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ﴾

اور جو ایمان لانے والے ہیں وہ اللہ سے اشد محبت کرتے ہیں

پہلا مفہوم : اللہ کے عاشق اللہ کو ٹوٹ کر چاہتے ہیں۔

۹

دوسرا مفہوم: اللہ کے عاشق اللہ کو بے حد چاہتے ہیں۔
تیسرا مفہوم: اللہ کے عاشق اللہ سے بے انتہا محبت کرتے ہیں۔
چوتھا مفہوم: اللہ کے عاشق اللہ سے بے مثل محبت کرتے ہیں۔
یعنی اللہ کے عاشق اللہ سے اتنی محبت کرتے ہیں جس کی مثال و نظیر سارے عالم میں نہیں مل سکتی۔
مذکورہ بالا آیت کے ٹکڑے سے یہ پتہ چلا کہ جس شخص کے دل میں محبوب حقیقی کی محبت نہیں ہے وہ ایماندار بھی نہیں ہے بے ایمان ہے۔
اور محبوب دو جہاں ﷺ نے بھی ارشاد فرمایا:

الا لا ایمان له من لا محبة له

خوب اچھی اچھی طرح سن لو! جس کے دل میں محبت نہیں ہے وہ ایمان والا بھی نہیں ہے۔
یہ بات آپ ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔
ایمان سے متعلق امام بخاری اور امام مسلم نے ایک حدیث کو نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:
"دنیا بھر کی محبتوں پر جب تک اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت غالب نہیں آجاتی اس وقت تک اللہ کے ہاں اس کا ایمان مقبول نہیں ہوتا ہے"
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے علامہ آلوسیؒ نے تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے کہ:
اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اشد کا لفظ استعمال کیا ہے جو کہ شدت محبت پر دلالت کرتا ہے۔
پھر مزید تشریح کے لئے آپؒ نے ایک حدیث لکھی ہے جو قارئین کے سامنے پیش خدمت ہے:
ایک موقع پر آپ ﷺ نے دعا کرتے ہوئے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ وَ اَهْلِیْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ (ترمذی شریف ج۲ ص۱۸۷)

یااللہ! اپنی محبت میرے اندر میری جان سے بھی زیادہ عطا فرمادیں اور اہل و عیال سے بھی زیادہ اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ پیاسے کو جتنا ٹھنڈا پانی عزیز ہوتا ہے اس سے بھی زیادہ اے اللہ آپ مجھے محبوب ہوں۔

اس حدیث میں آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے محبت مانگنے کا طریقہ بتلایا ہے اور یہ حدیث امام بخاریؒ اور امام ترمذیؒ جیسے محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں لکھی ہے۔ لہٰذا جو اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنا چاہتا ہے وہ الفاظ نبوت میں اللہ تعالیٰ سے کثرت سے حصول محبت کی دعا کرے۔

بقول احقر کے پیر و مرشد عارف باللہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کے کہ آپ ﷺ اللہ کے پیارے اور مقبول ہیں آپ ﷺ کے الفاظ بھی مقبول ہیں مقبول لغت نبوت میں مانگو گے تو آپ کی دعا رد نہیں ہوگی انشاءاللہ!

اللّٰھُمَّ اجعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ کی شرح

مذکورہ بالا حدیث کی شرح پر اپنی طرف سے کچھ تبصرہ کرنے کے بجائے بندہ اپنے پیر و مرشد کا ایک مضمون جو کہ دردِ محبت سے لبریز ہے قارئین کے لئے پیش خدمت ہے:

بندہ کے پیر و مرشد نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ!

اس حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ :

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِن نَفْسِی

اے اللہ! آپ مجھے اپنی محبت اتنی دے دیں کہ اس جان سے زیادہ مجھے آپ کی محبت عزیز ہو۔

میرے دوستو! اللہ کی محبت کا یہ مقام ہمیں کیسے حاصل ہو کہ ہمارے قلب میں اللہ کی محبت اشد ہو جائے اور اگر اللہ کی محبت اشد نہ ہوئی تو یاد رکھئے ہم اللہ کے پورے فرماں بردار نہیں ہو سکتے کیوں؟ اس لئے کہ جب ہم کو اپنا دل زیادہ پیارا ہوگا تو جہاں ہمارے دل کو تکلیف ہوگی وہاں ہم اللہ کے قانون کو توڑ دیں گے۔ مثلاً کوئی ایسی حسین صورت سامنے آئی کہ دل چاہتا ہے اس کو دیکھیں، نہ دیکھیں تو دل کو تکلیف ہوگی تو اگر دل سے خدا پیارا ہے تو دل کو توڑ دیں گے خدا کو راضی کرلیں گے اور اگر دل

زیادہ عزیز ہے' اللہ تعالیٰ سے محبت کم ہے تو گویا دل احب ہو گیا دل کی محبت احب اور اشد ہو گئی پھر آدمی گناہوں سے نہیں بچ سکتا، نافرمانی سے بچنے کیلئے قلب میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا اشد ہونا ضروری ہے۔

محمود اور ایاز کا واقعہ

اسی وجہ سے مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ جس وقت سلطان محمود نے اپنے پچیس (۲۵) وزیروں کو بلایا اور کہا کہ شاہی خزانے کا یہ نایاب موتی توڑ دو لیکن ہر وزیر نے کہا کہ حضور یہ خزانے کا نایاب موتی ہے اس کی خزانہ شاہی میں کوئی مثال نہیں میں اس کو نہیں توڑوں گا یہاں تک کہ ان سب وزیروں نے انکار کر دیا اور معذرت کر لی۔

آخر میں شاہ محمود نے ایاز کو بلایا اسے دراصل وزیروں کو آزما کر مقام عشق دکھلانا تھا، یہ دکھلانا تھا کہ ایاز میرا سچا عاشق ہے باقی سب وزراء ریالی اور تنخواہی ہیں۔ اس نے کہا ایاز تم اس موتی کو توڑ دو ایاز نے فوراً پتھر اٹھایا اور موتی توڑ دیا پورے ایوان شاہی میں شور مچ گیا سب نے کہا مولانا رومی کی زبان سے سنئے:

ایں چہ بے باکی ست واللہ کافر است

انہوں نے کہا کہ اے ایاز بڑا بے باک بالکل کافر اور ناشکرا ہے کافر کے معنی یہاں ناشکرے کے ہیں۔

شاہ محمود نے کہا ایاز تم نے موتی کیوں توڑا ان وزراء کو جواب دو؟ اس نے کیا جواب دیا ؎

گفت ایاز اے مہتران نامور
امر شہ بہتر بقیمت یا گہر

ایاز نے وزراء کو خطاب کیا کہ اے معزز لوگو! آپ نے موتی کو قیمتی سمجھ کر نہیں توڑا لیکن شاہی حکم کو توڑ دیا میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ شاہی حکم زیادہ قیمتی تھا یا یہ موتی۔

اس واقعہ سے مولانا رومی یہ نصیحت فرماتے ہیں کہ اسی طرح ہمارے دل اگر ٹوٹتے ہیں تو ٹوٹ جائیں لیکن اللہ کا فرمان نہ ٹوٹے دل کی وہ خواہشات جن سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہیں مثل بیش بہا موتی کے خواہ کتنی ہی قیمتی اور لذیذ نظر آئیں ان کو توڑ دو

لیکن حکم الٰہی کو نہ توڑو اور نامحرم عورتوں اور مردوں کو ہرگز نہ دیکھو چاہے کتنا ہی تقاضا دیکھنے کا ہو امر الٰہی کے مقابلہ میں دل کی کوئی قیمت نہیں۔

(تعلق مع اللہ و معارف مثنوی و خطبات حکیم الامت)

لہٰذا دل کو پاش پاش کردو مگر ہرگز خالق دل کو ناراض کر کے حرام خوشیوں کو درآمد نہ کرو! لہٰذا آپ خود بتلایئے کہ جس سالک کو اللہ کی محبت حاصل ہو جائے گی وہ حرام خوشیوں کو درآمد کرے گا؟ گناہ چھپ چھپ کر کرے گا؟ ارے گناہ سے تو وہ ایسا بھاگے گا جیسے سانپ سے اور (ہمیشہ) اللہ کی رحمت پر فدا رہے گا!

﴿نفسانی خواہشات کی حقیقت پر ایک اصلاحی مضمون﴾

نفس کی تعریف

علامہ ثناء اللہ پانی پتی'' فرماتے ہیں کہ نفس سے مراد ایک جسم لطیف ہے جو جسد کثیف کے اندر سمایا ہے اور یہ روح اور جسم کے درمیان ایک پل کا کام دیتا ہے اور اس کا طبعی میلان حیوانی خواہشات کو پیدا کرتا ہے۔

کلام اللہ میں نفس سے متعلق فرمایا گیا کہ:

﴿اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰی عِلْمٍ وَّ خَتَمَ عَلٰی سَمْعِهٖ وَ قَلْبِهٖ وَ جَعَلَ عَلٰی بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ۔ فَمَنْ یَّهْدِیْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ۔ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ.﴾ (الجاثیۃ-۲۳)

سو کیا آپ نے اس شخص کی بھی حالت دیکھی ہے جس نے اپنی خواہش نفسانی کو اپنا خدا بنا رکھا ہے؟ اور اللہ نے اسکو باوجود سمجھ بوجھ کے گمراہ کر دیا ہے اور اس کے کان اور اس کے دل پر مہر لگادی اور اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا ہے سو ایسے کو بعد اللہ کے اور کون ہدایت کرے تو کیا پھر بھی نہیں سمجھتے۔

﴿نفسانی خواہشات کی مذمت و حقیقت سے متعلق احادیث﴾

ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

(۱) عَادِ نَفْسَكَ فَاِنَّهَا اَنْتَ صُبِبْتِ بِمُعَادَاتِي

یعنی اپنے نفس کو دشمن رکھ کیونکہ وہ میری دشمنی میں کھڑا ہے۔
(معارف اکابر)

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

۲ اِنَّ اَخوَفَ مَا اَتخَوَّفُ عَلٰی اُمَّتِی الھَوٰی
مجھ کو اپنی امت پر سب سے بڑا خوف نفسانی خواہشات (کی اتباع) کا ہے۔
(رواہ البیہقی)

ایک اور موقع پر فرمایا کہ:

۳ فَاَمَّا الھَوٰی فَیَصُدُّ عَنِ الحَقِّ
نفسانی خواہش حق بات قبول کرنے سے روکتی ہے۔
ایک شخص سمجھتا ہے کہ یہ راستہ سیدھا ہے اس راستے پر چلنے سے اللہ راضی ہوتے ہیں اور یہ دوسرا راستہ ٹیڑھا ہے اور خواہشات کا ہے اس کی منزل بھی دوزخ ہے پھر بھی انسان سب کچھ سمجھتے ہوئے بھی نفس کی چاہت کو پورا کرتا ہے۔

☆ اس وقت جو امت کی اکثریت اللہ سے دور ہوتی چلی جارہی ہے اس کی وجہ صرف نفسانی خواہشات ہیں۔

☆ حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ نے فرمایا کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے (یعنی یہ بات ناممکن ہے) کہ ایک آدمی نفسانی خواہشات کو بھی پورا کرتا رہے اور اللہ تک پہنچ بھی جائے!

☆ حضرت بابا فریدؒ نے فرمایا اللہ تک رسائی کی صورت یہ ہے کہ اپنے نفس کو (۳) تین طلاق دے۔

☆ حضرت مولانا مفتی شفیع صاحبؒ نے فرمایا تمام اعمال کا مغز یہ ہے کہ اپنے نفس کو جانوروں کی طرح آزاد نہ چھوڑا جائے بلکہ اس کو پابند کیا جائے!

☆ میرے دوستو! اس انسان کو اللہ نے اشرف بنایا اس کی وجہ یہی ہے کہ انسان کے ساتھ نفسانی خواہشات کا ایک سمندر ہے۔ اللہ نے فرشتوں کو پیدا کیا ان میں عقل رکھ دی مگر شہوت نہیں رکھی، حیوانات میں شہوت رکھی پر عقل

نہیں رکھی اور انسان کو پیدا کیا تو اس میں عقل اور شہوت دونوں ہی رکھ دی اب جس کی شہوت اس کی عقل پر غالب ہو گی تو وہ حیوانات سے بھی بدتر ہے اور جس کی عقل شہوت پر غالب ہو گی وہ فرشتوں سے بھی افضل ہے۔

بندہ جتنا خواہشات کو دباتا ہے اتنا ہی اللہ کے قریب ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس سے متعلق بندہ کے پیر و مرشد حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ:

گناہوں کے تقاضے تو ولایت کا ذریعہ ہیں

جس کے دل میں گناہ کے تقاضے حسینوں کو دیکھنے کے تقاضے زیادہ ہوں اس کو پریشان نہیں ہونا چاہیے یہ تقاضے ہی تو اللہ تعالیٰ کا ولی بننے کا ذریعہ ہیں، بس اتنا کرنا ہے کہ ان تقاضوں پر عمل نہ کرو جس سے دل شکستہ ہو جائے گا، جو زیادہ عاشق مزاج ہے اور زیادہ نظر بچاتا ہے اس کا دل بار بار شکستہ ہوتا رہتا ہے اور جس کا دل زیادہ ٹوٹتا رہتا ہے اس میں اللہ کی تجلیات زیادہ نفوذ کرتی ہیں۔

(۴) حدیث قدسی میں ہے:

أَنَا عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوبُهُمْ

میں ٹوٹے ہوئے دلوں میں اپنا گھر بناتا ہوں (التشرف بمعرفۃ احادیث تصوف)

یعنی ٹوٹا ہوا دل اللہ کے قابل ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ دل کو اسی لئے توڑتے ہیں کہ جب دل پاش پاش ہو جائے تو میری تجلیات قرب اس کے ذرہ ذرہ میں داخل ہو جائیں۔

مولانا رومیؒ نے اس مسئلہ کو ایک مثال سے سمجھایا، فرماتے ہیں:

جب کوہ طور کی ظاہری سطح پر اللہ کی تجلی صمدیت نازل ہوئی تو ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تاکہ میرے اندر بھی اللہ کی تجلی آجائے، اگر یہ ثابت رہتا اور نہ ٹوٹتا تو تجلی اوپر اوپر رہتی اندر داخل نہ ہوتی۔

اسی طرح جو لوگ گناہ سے بچنے کے مجاہدات میں اپنی تمناؤں کا خون کر کے دل کو پاش پاش کرتے ہیں تجلی قرب ان کے ذرہ ذرہ میں سما جاتی ہے اور ان کی

نسبت اولیاء صدیقین کی ہو جاتی ہے ایسے شخص کی گفتار اس کا کردار اس کی رفتار اور اس کے جینے کے اطوار دلالت کرتے ہیں کہ یہ سینہ میں ایک شکستہ دل رکھتا ہے۔ (تعمیر وطن آخرت)

حضرت ڈاکٹر عبدالحیؒ صاحب قدس سرہ اکثر یہ اشعار پڑھتے تھے:

آرزوئیں خون ہوں یا حسرتیں پامال ہوں
اب تو اس دل کو بنانا ہے تیرے قابل مجھے

یعنی اے میرے اللہ! میرے دل میں جتنی بھی آرزوئیں ہیں جتنی خواہشات ہیں، اے اللہ! میں آپ کی محبت میں اور آپ کی چاہت کو پورا کرنے کے لئے اپنی تمام خواہشات کا خون کر دوں گا اور آپ کی محبت میں تمام حسرتوں کو پامال کر دوں گا۔

اور اے اللہ ان تمام خواہشات کو قربان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اے میرے اللہ اب تو میں اس دل کو آپ کے قابل بناؤں گا جو بھی انسان اللہ کی محبت میں نفسانی خواہشات کو اپنے سینے میں دفن کرے اتنا ہی قرب الٰہی بڑھتا چلا جائے گا۔ اس پر ایک واقعہ یاد آتا ہے:

ہم تو ایک قدم پر ہیں

موسیٰ علیہ السلام نے کہا:
الٰہی میں تجھے کیسے پاؤں؟
اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
جب تو نیت وارادہ کرلے گا' مجھے پالے گا۔

☆ کتانی کا قول ہے جب تو نے ارادہ درست کرلیا تو اس کو پالیا۔
☆ حلاج کہتے ہیں اوپر چڑھنے کی ضرورت نہیں وہ تو ایک قدم پر ہے۔
☆ شیخ الاسلامؒ نے فرمایا: وہ ایک قدم پر ہے جب تو اپنے سے نکل جائے گا اس تک پہنچ جائے گا۔ (حیات صوفیہ ص۱۹۹)

نفسانی خواہشات کا اصول

اللہ تعالیٰ نے نفسانی خواہشات کو پیدا کر کے ایک اصول بنایا کہ جو شخص میری چاہت کو چھوڑ کر جتنا نفس کی چاہتوں کو پورا کرے گا اتنی ہی اس کی خواہشات بڑھیں گی

نہ کہ کم ہوں گی۔ یہ اصول اللہ کا بنایا ہوا ہے آسمان تو اپنی جگہ سے ہٹ سکتا ہے لیکن اللہ کی بات غلط نہیں ہو سکتی۔

اب شیطان کیا کہتا ہے وہ ملعون جو کہ دنیا کا سب سے بڑا بیوقوف ہے جس نے جنت جہنم کو دیکھ کر بھی اللہ کی نافرمانی کی وہ اپنے دوستوں سے بھی جو اس کی چاہت پر چلتے ہیں ان سے کہتا ہے:

یار آخری مرتبہ یہ گناہ کرلے تاکہ کچھ شہوت پوری ہو جائے گی پھر اس گناہ کو کبھی نہ کرنا۔

حالانکہ یہ تو شیطان کا دھوکہ ہے 'بقول ایک اللہ والے کے نفسانی خواہشات کی مثال جوع البقر ایک بیماری ہے اس کی طرح ہے اس بیماری میں انسان کو دس دیگیں بھی بریانی کی کھلادی جائیں تب بھی اسکی بھوک ختم نہیں ہوتی۔ نفس کا بھی یہی حال ہے۔

خواہشات کو ختم کرنے کا نسخہ

اس خواہش کو ختم کرنے کا سب سے محبوب طریقہ یہ ہے کہ آدمی اس خواہش کے تقاضے کو پورا نہ کرے اس عمل سے شروع میں تھوڑی تکلیف ہوگی (لیکن اس میں بھی حلاوت ہوگی) اس کے بعد دوبارہ اسی تقاضے کو دبانے میں بہ نسبت پہلے کے کم تکلیف ہوگی حتی کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ وہ تقاضا ہی ختم ہو جائے گا۔

اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ اَھْلِیْ کی عاشقانہ شرح

اس حدیث کے تین ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑے کی شرح تو قارئین پڑھ ہی چکے ہیں، یقیناً عزم بھی کر چکے ہوں گے کہ آج کے بعد ہم دل کو تو پاش پاش کر دیں گے مگر حرام خوشیوں کو درآمد نہیں کریں گے۔

اب آیئے دوسرے ٹکڑے کی شرح قارئین کے سامنے پیش خدمت ہے۔

اس حدیث کے دوسرے ٹکڑے میں آپ ﷺ نے فرمایا:

اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ اَھْلِیْ

یعنی اے اللہ آپ مجھے اپنی محبت اتنی حد تک عطا کر دیں کہ مجھے میرے اہل و عیال سے بھی زیادہ آپ سے محبت ہو۔

آپ خود ہی بتلائیں جس شخص کے دل میں اہل وعیال سے زیادہ اللہ کی محبت ہوگی وہ بیوی بچوں کی خوشیوں کو قربان کردے گا پر اپنے خالق اور مالک کو ناراض نہیں کرے گا۔ کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق

اس حدیث سے پتہ چلا کہ مخلوق کی اطاعت وچاہت کو پورا کرنے میں خالق کی نافرمانی جائز نہیں ہے بلکہ حرام ہے ایسا شخص انتہائی بے وفا ہے اور نالائق ہے جو بیوی بچوں کو خوش رکھنے کے لئے خالق کی نافرمانی کرتا ہے!

جہانگیر اور نور جہاں کا واقعہ

جہانگیر بادشاہ سے نور جہاں نے کہا کہ شیعہ ہو جاؤ پوچھا کیوں؟ کہا کہ تم میرے عاشق ہو، عاشق کو چاہئے کہ معشوق کا مذہب اختیار کرے تو اس نے کہا کہ۔

جاناں بہ تو جاں دادم نہ کہ ایماں دادم

اے نور جہاں میری محبوبہ تجھ پر میں نے جان دی ہے ایمان نہیں دیا ہے۔

ایک اور واقعہ جو کہ محبت الٰہی سے لبریز ہے اور حدیث کے اس ٹکڑے سے متعلق ہے قارئین کے سامنے پیش خدمت ہے:

حضرت سمنون محبؒ کی حکایت

حضرت سمنون محبؒ کے گھر میں حضرت جنیدؒ، شبلیؒ، ابوالحسن نوریؒ، رقام اور ابو حمزہ خراسانیؒ برابر جمع ہوا کرتے تھے اور وہاں حب الٰہی اور دوسرے تصوف کے مسائل پر باتیں ہوا کرتی تھیں۔ حضرت سمنونؒ بہت خوب صورت اور ملیح جوان تھے اور ہمیشہ عشق الٰہی میں سرشار رہتے تھے اہل محبت ہونے کی وجہ سے ان کی باتیں بھی بڑی دلکش اور شیریں ہوتی تھیں۔

حضرت سمنون محبؒ فرماتے ہیں کہ ہمیشہ میرا سر خدا تعالیٰ کی محبت کے سوا مشغول نہیں ہوا اور آپ کو سمنون محب اس لئے بلاتے ہیں کہ آپ کا ظاہر اور باطن سب کا سب صفات محبان ہو چکا تھا۔

فرماتے ہیں کہ شریعت کی اقامت پر میں نے ایک عورت سے نکاح کیا اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک لڑکی مرحمت فرمائی میرا دل اس کی طرف مائل ہوا۔ خواب میں دیکھتا ہوں

کہ قیامت برپا ہے اور ایک بلند جھنڈا جس کے نیچے بہت سی خلقت جمع ہے اس کی طرف چلا اور دریافت کیا کہ یہ جھنڈا کیسا ہے اور جو اس کے نیچے ہیں وہ کون ہیں؟ مجھے کہا گیا یہ محبان خدا کے جمع ہونے کی جگہ ہے اور یہ سب اللہ تعالیٰ کے محبّ ہیں (یہ سنکر) میں بھی ان کے درمیان چلا گیا ایک نے میرا بازو پکڑ کر مجھے کہا کہ تو ان میں سے نہیں ہے میں نے کہا کہ میں بھی حق تعالیٰ کا محب ہوں کہنے لگے کہ تیرا نام محبوں کے دیوان سے نکال دیا گیا ہے۔

میں نے بارگاہ میں عرض کی الٰہی:

اَلٰہِی اِنْ کَانَتْ ھِیَ تَقْطَعُنِیْ عَنَائِیْ فَازْفَعْہَا

مولا! اگر یہ میری بیٹی مجھے تجھ سے علیحدہ کرنے والی ہے تو اس کی جان قبض کر لیجئے۔

معاً میرے کان میں عورتوں کی آواز پہنچی کہ رو رہی ہیں میں خواب سے جاگ پڑا اور پوچھا کہ کیا سبب ہے کہنے لگیں کہ آپ کی بیٹی چھت پر سے گر پڑی ہے اور گردن ٹوٹ گئی ہے۔ (اسرار اولیاء و جوامع الکلا)

امتحان محبت

ایک روز لوگوں نے "دجلہ" کے کنارے حضرت سمنونؒ کو اس حال میں دیکھا کہ لکڑی کی چھڑی ان کے ہاتھ میں تھی جسے وہ اپنی ران پر مارتے تھے یہاں تک کہ وہ پھٹ گئی تھی اور اس سے خون بہہ رہا تھا، مگر انہیں کچھ خبر نہیں تھی اور اس حال میں وہ یہ پڑھ رہے تھے۔

ترد منی اختبار سری
وقد علمت المراد منی
ولیس لی فی سواک حظ
فکیف ما شئت فاختبرنی

(۱) تو میرے دل کا امتحان کرنا چاہتا ہے، باوجود یہ کہ تو جانتا ہے میری مراد اور میرا مطلوب تو ہے۔

(۲) اور میرے لئے تیرے علاوہ میں کوئی دلچسپی نہیں ہے' تو جس طریقہ پر چاہے مجھے آزمالے (خواہ بلاء کے ساتھ امتحان کر یا نعمت کے ساتھ)۔

(حیات صوفیہ۔ص ۲۱۲)

خواب کے ذریعے تربیت

اسی وقت پیشاب کی بندش میں ان کا امتحان ہوا تو زبان پر شکوہ نہ لائے صبر کرتے رہے کسی پر ظاہر نہ کیا۔ آخر رات کو ان کے کئی مریدوں نے خواب میں دیکھا کہ سمنونؒ گریہ زاری کے ساتھ دعا کر رہے ہیں اور خدا تعالیٰ سے شفا مانگ رہے ہیں جب سمنونؒ کو یہ معلوم ہوا تو سمجھ گئے کہ اس بیماری کو بھیج کر آداب عبودیت سکھانا اور مجھ سے عجز و نیاز مندی کا اظہار کرانا چاہتا ہے نہ کہ ستر حال۔

حضرت سمنون محبؒ کے محبت الٰہی سے لبریز واقعات قارئین پڑھ ہی چکے ہوں گے اور بندے کے خیال میں تو آپ کے واقعات اسم بامسمیٰ ہیں کے مصداق ہیں اور اس واقعہ کو پڑھ کر اہل محبت "ھل من مزید" (کچھ اور بھی ہے) کے نعرے لگا رہے ہوں گے اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے احب الی نفسی کی تفسیر سے متعلق مزید واقعات قارئین کے لئے پیش خدمت ہیں۔

حضرت فتح موصلیؒ کی حکایت

حضرت فتح موصلی "نے فرمایا کہ میرے دل میں میرے بیٹے کی محبت بھی جاگزین ہونے لگی تھی۔ میں بیٹے سے محبت اور شفقت کے بعد جب رات کو تلاوت کرنے لگا تو وہ پہلے کی سی کیفیت اور نشاط پیدا نہ ہو سکی، وظائف میں بھی لطف نہ ملا دعاؤں میں بھی ارتکاز پیدا نہ ہو سکا پھر عالم نوم میں مجھے باور کرایا گیا کہ:

اے فتح! مجھ سے دور ہو کر غیر اللہ سے دل لگانے والوں کا یہی حشر اور کیفیت ہوتی ہے۔

اس پر فتح موصلیؒ نے التجا کی کہ:

اے پروردگار! میں اپنے بیٹے کو راہ حق پر لانے کے لئے اسے شفقت پدری

دینا چاہتا تھا۔
لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا وہی بچہ اگلے لمحے بلکہ باپ کی بیداری سے بھی پیشتر رات کو پیشاب کرنے کیلئے اٹھا تھا کہ کنویں میں گر کر داعی اجل ہو گیا۔

حضرت ابراہیم جبلی ؒ کا واقعہ

حضرت ابراہیم جبلی جب اپنے وطن واپس لوٹ کر آئے تو اپنی چچازاد سے نکاح کیا تو اس سے حد درجہ محبت میں لگ گئے ایک لحظہ کے لئے بھی ان سے جدا نہ ہوتے تھے۔ یہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات کو سوچا کہ میرا میلان اور محبت تو اس سے بہت بڑھ گیا ہے یہ تو بہت برا ہے جب میں قیامت میں پیش کیا جاؤں اور وہ میرے دل میں رچ بس گئی ہو۔ چنانچہ یہ سوچ کر میں نے غسل کیا اور دو رکعات ادا کیں اور بارگاہ الٰہی میں عرض کیا:

اے میرے مالک! میرے دل کو بہتر حالت میں پھیر دے

چنانچہ جب صبح ہوئی تو اس (میری بیوی) کو بخار ہو گیا اور تیسرے دن انتقال کر گئی اور میں نے اسی وقت ننگے پاؤں مکہ شریف جانے کا تہیہ کر لیا۔ (ذم الہویٰ ص ۶۴)

حضرت علیؓ کا واقعہ

روایت ہے کہ ایک دن حضرت علیؓ اپنے دونوں صاحبزادوں امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو زانوں پر بٹھا کر ان کے چہروں کو دیکھ رہے تھے۔ اس کیفیت کو محسوس کرتے ہوئے حضرت حسنؓ جو بڑے تھے انہوں نے والد سے کہا کہ آپ ہم سے بے حد محبت فرماتے ہیں۔ اس پر حضرت علیؓ نے سکوت کیا تو حضرت حسنؓ نے دوبارہ کہا کہ کیا آپ کو یہ زیب دیتا ہے کہ آپ اپنے اللہ کے سوا کسی اور سے اتنی محبت کا اظہار کریں؟ اس یاد دہانی پر حضرت علیؓ بہت گرویدہ ہوئے تو حضرت حسنؓ نے ایک بار پھر سچی بات کی جانب اشارہ کیا کہ محبت صرف اللہ کا حق ہے اور اللہ سے محبت صرف اللہ ہی کے لئے ہونی چاہئے اللہ سے مخصوص محبت میں کسی دوسرے کی شرکت ممکن نہیں۔

حضرت رباح بن قیسیؒ کا واقعہ

حضرت رابعہ بصریہؒ نے ایک دفعہ رباح بن قیسیؒ کو ایک بچے سے پیار کرتے

ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ:

رباح! آپ کو کامیاب محب نہیں کہا جا سکتا کیونکہ آپ تو اس مختصر دل میں بھی اللہ کے سوا کسی اور کو جگہ دیتے ہیں۔

رابعہ بصریؒ کی یہ بات رباح کے دل کو لگی اور اس پر غشی طاری ہو گئی کچھ دیر کے بعد جب پسینہ پونچھتے ہوئے ہوش میں آئے تو بولے کہ رابعہؒ کی بات سچی تھی اور اس میں بہت ہی زیادہ ہیبت تھی۔

حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کا واقعہ

مکے کے قیام کے دوران حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کے وزراء آپ کے صاحبزادے کو جن کی عمر بہت کم تھی اور جن سے آپ بہت محبت کرتے تھے، لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے جب اپنے صاحبزادے کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے اس کو اپنے پاس بلایا اور زانو پر بٹھایا اس کو آپ پیار کر رہے تھے کہ غیب سے ایک آواز آئی:

اے ابراہیم! میری محبت کا کیوں جھوٹا دم بھرتا ہے جس وقت سے تو اپنے لڑکے سے ملا ہے، مجھے بھول گیا ہے۔

یہ آواز سن کر آپ کا رنگ زرد ہو گیا خوف سے رونے لگے، پھر بارگاہ الٰہی میں آپ نے دعا کی:

یا الٰہی! جس نے ابراہیم کو تیری یاد سے غافل رکھا ہے اس کے وجود کو مٹا دے"

آپ کا یہ دعا کرنا تھا کہ اسی وقت آپ کے صاحبزادے کا انتقال ہو گیا آپ نے اپنے صاحبزادے کو دفن کیا اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

اللہ سے کتنی محبت ہونی چاہئے

حضرت سمنونؒ، حضرت علیؓ، حضرت رابعہ بصریہؒ اور ابراہیمؒ کے واقعات سے یہ معلوم ہوا کہ جو محبت اللہ سے غافل کر دے اور جس محبت کی وجہ سے تعلق مع اللہ میں ضعف آئے ایسی محبت مذموم ہے اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ اگر ۵۰ فیصد محبت بیوی بچوں سے ہے تو ۵۱ فیصد محبت اللہ سے ہونی چاہئے یعنی ہر حال میں ہر موقع پر اللہ کی محبت کو غالب رکھنے والا سچا محب ہے اگر ایسا معاملہ نہیں ہے تو ایسا شخص دعوئ محبت

میں جھوٹا ہے۔

گزشتہ صفحات میں جو واقعات گزرے ہیں ان واقعات سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ بیوی بچوں کی محبت شیخ کی محبت یہ غیر میں داخل ہے یا نہیں ان سے بھی محبت کرنے والے کی محبت اشد ہوگی یا نہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ

اب رہا شبہ کے ازالہ کا مسئلہ تو اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ جب ہم غیر اللہ کی بات کرتے ہیں اس میں ہر وہ چیز داخل ہے جو اللہ سے غافل کر دے البتہ شیخ کی محبت استاد کی محبت والدین کی محبت یہ غیر اللہ میں داخل نہیں ہے یاد رہے کہ ہر وہ خدمت و طاعت جو اللہ سے قریب کرے وہ غیر اللہ میں داخل نہیں ہے بلکہ یہ اعمال تو اللہ کی رضا کا سبب ہیں لیکن اگر ان محبتوں کا مقصود دنیاوی غرض ہو تو پھر یہ بھی غیر اللہ میں داخل ہو جائیں گے یا ان محبتوں کی وجہ سے اگر کوئی شخص اللہ کی نافرمانی میں مبتلا ہو جائے تو بھی یہ محبت غیر اللہ میں داخل ہو جائے گی۔

یہاں پر جن شبہات کو لکھا گیا ہے اس شبہ سے متعلق حکیم الامت تھانویؒ نے ابراہیم بن ادھمؒ کے واقعے کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:

> اس واقعہ سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ بیٹے سے بالکل ہی محبت نہ کرے جتنا شرعاً اس کا حق ہے اتنی محبت کرنا سنت ہے البتہ اتنی محبت نہ ہونی چاہئے جو اللہ کو بالکل بھلادے جیسا کہ آج کل عام لوگوں میں رواج ہے اسی طرح بیوی بچوں سے وہ محبت نہ ہونی چاہئے جس سے اللہ تعالیٰ کی محبت میں کمی ہو جاوے دیکھئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:
>
> نہ روک دیں تم کو مال تمہارے اور اولاد تمہاری اللہ کی یاد سے۔
>
> اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور عنایت پر قربان ہو جایئے کہ یہ حکم نہیں کیا کہ اولاد سے بالکل محبت نہ کرو کیونکہ جانتے ہیں کہ اولاد کی محبت ان کے دلوں میں بھری ہوئی ہے اس لئے بالکل نہ چھوڑ سکیں گے اس وجہ سے یوں فرماتے ہیں کہ اس قدر ان کے پیچھے مت پڑو کہ خدا ہی کو بھول جاؤ۔ (تسہیل المواعظ ۱۳۷)

اَحبُّ اِلَیَّ مِنْ اَھْلِی پر حکیم الامتؒ کا ملفوظ

فرمایا کہ ایک صاحب کا خط آیا ہے اس میں لکھا ہے کہ مجھ کو اپنی اہلیہ سے بے حد محبت ہے اس قدر محبت مذموم تو نہیں؟ میں نے لکھ دیا کہ اس سے زیادہ بھی مذموم نہیں مگر ایک شرط سے۔ میں نے اس شرط کے متعلق بھی ان سے دریافت کیا ہے کہ اگر کسی موقعہ پر اس کی رعایت کرنے میں دین کا ضرر ہو تو اس وقت آپ کس کو ترجیح دیں گے دین کو یا اہلیہ کو؟

اس پر فرمایا کہ نہ معلوم بیچاری بیوی ہی کو کیوں تختہ مشق بنایا جاتا ہے اگر بیوی کے متعلق یہ شبہہ ہے کہ وہ غیر اللہ ہے تو یہ خود بھی تو عین اللہ نہیں غیر اللہ ہی ہیں جو محبت اہلیہ سے ہے اگر وہی محبت اپنی ذات سے ہو تو وہاں پر بھی تو یہی شبہہ ہونا چاہئیے مگر اس کا کبھی سوال نہیں کیا۔ خیر جو سوال کیا یہ بھی غنیمت ہے اس سے دین کی فکر کا تو پتہ چلا اور فکر دین وہ چیز ہے کہ یہ جب ہوتی ہے تو مصلح کا بھی جی چاہتا ہے کہ یہ بھی بتادو یہ بھی سکھادو اور اگر طلب اور فکر نہیں تو مرو اور پڑو گڑھے میں۔

(۲۲ ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ)

اَحبُّ اِلَیَّ مِنْ اَھْلِی کی حقیقت پر ابن قیم جوزیؒ نے لکھا ہے

عورتوں سے محبت کرنا، تو کوئی قابل مذمت و ملامت بات نہیں بلکہ یہ محبت' انسان کا کمال ہے اور اللہ تعالیٰ نے "محبت زن" کو ایک نعمت اور احسان قرار دیا ہے۔

سورت روم آیت نمبر ۲۱ میں ہے کہ:

اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تمہارے لئے تمہیں میں سے بیویاں پیدا کیں تاکہ ان کے پاس چین سے رہو، اور تمہارے درمیان محبت اور مہربانی اور الفت پیدا کردی۔

چنانچہ عورت کو شوہر کے لئے، سکون واطمینان اور تسکین قلب قرار دیا اور ان کے لئے خالص محبت والفت کا رشتہ استوار کیا جس میں محبت والفت اور راحت و مہربانی کے باعث رشتہ وابستہ ہے۔

سورۃ نساء میں حلال وحرام رشتے ناطے بیان کرنے کے بعد فرمایا:

اللہ چاہتا ہے کہ تمہارے واسطے بیان کرے اور تمہیں پہلوں کی راہ پر چلائے اور

تمہاری توبہ قبول کرے اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے اور اللہ چاہتا ہے کہ تم پر اپنی رحمت سے متوجہ ہو اور جو لوگ اپنے مزوں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم راہ سے ہٹ جاؤ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ تم سے بوجھ ہلکا کردے کیونکہ انسان کمزور پیدا کیا گیا۔ (الجواب الکافی)

مال سے محبت کی حقیقت

حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ نے فرمایا کہ حضرت مولانا تھانویؒ کا یہ جملہ میں نے خود اپنے کانوں سے سنا ہے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ مال کی محبت ہمارے دل میں بالکل ہی نہ ڈالتے تو ہم مال کی حفاظت بھی نہ کرسکتے کیونکہ جہاں بیٹھے وہیں بھول کے چلے جاتے۔

اس سے معلوم ہوا کہ فی الجملہ مال سے محبت ہونی چاہیے۔ دیکھئے فاروق اعظمؓ کا دور ہے 'قیصر و کسریٰ کے خزانوں کا اتنا بڑا ڈھیر پڑا ہوا ہے کہ اِدھر کا آدمی اُدھر کے آدمی کو نہیں دیکھ سکتا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا:

اے اللہ! میں یہ دعویٰ نہیں کرتا ہوں کہ اسکی محبت میرے دل میں نہیں ہے اس کی محبت ہے کیوں؟ اس لئے کہ اللہ نے اس کی محبت ہمارے خون میں ڈال دی ہے' آپ نے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی:

﴿زین للناس حب الشهوات الخ﴾ اور فرمایا:

اے اللہ! میں یہ کیسے کہہ سکتا ہوں کہ اس کی محبت میرے دل میں نہیں ہے لیکن اے اللہ! میں یہ دعا کرنا چاہتا ہوں کہ اس مال میں جتنی خیر ہے وہ ہمیں مل جائے اور اس میں جتنا شر ہے اس سے ہمیں بچا۔

معلوم ہوا کہ مال خیر بھی ہے اور شر بھی ہے، خیر رکھ لیجئے اور شر سے پناہ مانگئے۔ (خطبات احتشام)

حضرت سہلؒ فرماتے ہیں

جس نے درہم سے محبت کی وہ آخرت سے محبت نہیں کرتا اور جس نے روٹی سے محبت کی وہ اللہ عزوجل سے محبت نہیں کرتا، البتہ باپ اور بیٹے کی محبت اہل محبت کو محبین سے باہر نہیں نکالتی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب میں اس محبت کا

ایک حصہ ڈال دیا۔ اسی طرح بیوی کی محبت بھی اہل محبت سے نہیں نکالتی یعنی بیوی پر رحم و کرم کرنا اور شفقت سے پیش آنا کچھ مضر نہیں اس کے علاوہ دنیاوی حاجات اور مصالح کی محبت بھی مضر نہیں، جنکی ضرورت ہوتی ہے اور جن کے بغیر چارہ کار نہیں۔

البتہ سلف میں سے بعض اہل محبت کے نزدیک۔ ایسی محبت بھی انسان کو محبین سے خارج کر دیتی ہے اور اگر ان اشیاء کو خدا تعالیٰ کی مرضیات پر ترجیح دی اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے بجائے خواہشات میں ڈوب کر رہ گیا تو یہ طریقہ اسے تمام مشائخ کے نزدیک، اگر وہ غیر اللہ سے خوش ہوا اور غیر اللہ کی طرف سکون ملا تو بھی وہ حقیقت محبت سے خارج ہو جائے گا اور اگر غیر اللہ چھن جانے پر اسے افسوس ہوا تو بھی وہ حقیقی محبت سے محروم ہے۔ (قوت القلوب ج۲ص۲۴۸)

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کسی نے پوچھا کہ آنحضرت ﷺ کی گھریلو زندگی کیسی تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ:

> آپ ﷺ اسی طرح گھر میں تشریف لاتے تھے جس طرح دنیا کے سب مرد، لیکن فرق یہ ہے کہ تمام دنیوی امور انجام دینے کے ساتھ ساتھ جب کان میں اذان کی آواز پڑتی تو:
>
> مر کان لم یعرفنا
>
> "اس طرح اٹھ کر چلے جاتے تھے جیسے ہمیں پہچانتے ہی نہیں"

خود ایک موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے دنیا میں تین چیزیں پسند ہیں:

1. عورت،
2. خوشبو،
3. نماز۔

جاہلانہ خیال، ترک تعلق اہل و عیال

ایک اور موقع پر حکیم الامت تھانویؒ اَحَبُّ اِلَیَّ اَھْلِیْ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

جو لوگ محبت الٰہی کو دشوار یا محال سمجھے ہوئے ہیں یہ ان کی غلطی ہے کیونکہ انہوں نے محبت الٰہی کی حقیقت یہ سمجھی ہے کہ تعلقات دنیویہ کو کلیتہً ترک کر دیا جائے، بیوی بچوں کو چھوڑ کر ایک حجرہ سنبھال لیا جائے۔

یہ خیال جاہلانہ ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام سے زیادہ کسی کو اللہ تعالیٰ سے محبت نہ تھی اور انبیاء علیہم السلام اکثر صاحب ازواج وذریت تھے اور کسی نے بیوی بچوں کو چھوڑ کر حجرا نہیں سنبھالا بلکہ سب ان کے حقوق کو اہل دنیا سے زیادہ ادا کرتے تھے۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۱) ﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً﴾

(۲) ﴿وَمَا اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ﴾

اور حدیث میں ہے:

تم میں کامل الایمان والا وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ خلق و لطف سے پیش آئے۔

پس خوب سمجھ لیجئے کہ بیوی بچوں کو چھوڑ کر حجرہ سنبھالنا محبت الٰہی نہیں بلکہ معصیت حق ہے۔ محبت الٰہیہ ان کے چھوڑنے کا امر نہیں کرتی بلکہ پہلے سے زیادہ ان کی دلداری اور دلجوئی کا امر کرتی ہے۔ (خطبات حکیم الامت)

گزشتہ اوراق میں جو حدیث گزری ہے اس کے پہلے اور دوسرے حصہ کی شرح تو قارئین پڑھ ہی چکے ہوں گے، اب آیئے تیسرے حصہ کی شرح آپ کے سامنے پیش خدمت ہے۔

اَحَبَّ اِلَیَّ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدْ کی شرح

اس حدیث کا تیسرا جملہ ہے:

وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِد

اے اللہ! اپنی محبت مجھے اتنی دے دے کہ شدید پیاس میں ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ مجھے آپ کی محبت عزیز ہے۔

شدید پیاس میں ٹھنڈے پانی سے رگ رگ میں جان آتی ہے جان میں سینکڑوں جان

معلوم ہوتی ہے اس شدید پیاس میں پانی جتنا پیارا ہوتا ہے اے اللہ! اس سے زیادہ آپ مجھے پیارے ہو جائیے اپنی ایسی محبت میری جان کو عطا فرما دیجئے۔

مصنف "آئینۂ السلوک" نے اس حدیث سے متعلق لکھا ہے کہ جب محبت کسی شے سے اتنی بڑھ جائے کہ وہ شے اپنی جان سے مال، عزت آبرو اپنی ہر محبوب چیز سے زیادہ پیاری ہو جائے تو اسی کیفیت کا نام "عشق" ہے۔ (جس کو آپ ﷺ نے اپنے رب سے مانگا)۔

خالص محبت کیا ہے

ایک اور اللہ والے نے اس حدیث کے متعلق فرمایا کہ خالص محبت یہ ہے کہ محبوب کے نام پر ہر ہر چیز کو فدا کر دے حتیٰ کہ اگر اسے محبوب کی طرف سے کوئی بلا آئے تو اف تک نہ کرے حتیٰ کہ اسے زندہ جلا دیا جائے یا اس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں تو بھی اف تک نہ کرے ثابت قدم رہے۔

قارئین وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ کی تفسیر سے متعلق حدیث کی شرح پڑھ ہی چکے ہوں گے اور بندہ کے خیال کے مطابق ھل من مزید کے نعرے بھی لگا رہے ہوں گے۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے بندے نے مذکورہ آیت سے متعلق مزید احادیث قارئین کے لئے لکھی ہیں، البتہ اختصار کی غرض سے بندہ نے ان احادیث کی تشریح نہیں لکھی۔

ایک موقع پر آپ ﷺ نے دوران دعا باری تعالیٰ سے عرض کیا کہ:

(۱) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَ حب عَمَلٍ یقرب الی حبك (احمد، ترمذی، حاکم)

اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور جو لوگ آپ سے محبت کرتے ہیں ان کی محبت (مانگتا ہوں) اور آپ سے آپ کے عاشقوں کی بھی محبت مانگتا ہوں اور ان اعمال کی بھی محبت مانگتا ہوں جو تیری محبت سے قریب کر دیں!

بندے کے پیر و مرشد نے مذکورہ بالا حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا آپ ﷺ نے فرمایا:

(۲) اللھم انی اسئلك حبك، اے اللہ! مجھے آپ اپنی محبت دے دیجئے وحب من یحبك اور جو لوگ آپ سے محبت کرتے ہیں ان کی محبت دیجئے آپ کے عاشقوں کی محبت بھی میں مانگتا ہوں۔

اب آپ بتائیے کہ جو کوئی یہ کہے کہ کتابوں سے میں اللہ والا بن جاؤں گا مجھے اللہ والوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے اس کا یہ کہنا بخاری شریف کی اس حدیث کی روشنی میں حماقت ہے یا نہیں؟

سرورِ عالم ﷺ تو عاشقوں کی محبت مانگ رہے ہیں تو کون ظالم اس سے مستغنی ہو سکتا ہے؟ یہ دلیل ہے کہ یہ شخص کورا ہے مراد نبوت اور ذوق نبوت سے نا آشنا ہے وحب عمل یبلغنی حبك اور اے اللہ ایسے اعمال کی محبت دے دے جن سے تیری محبت ملے۔

عجیب رابطہ

علامہ سید سلیمان ندویؒ فرماتے ہیں کہ اللہ کی محبت اور اعمال کی محبت کے درمیان میں اللہ والوں کی محبت کیوں مانگی گئی ہے؟ اس لئے کہ یہ اللہ کی محبت اور اعمال کی محبت کے درمیان رابطہ ہے۔ یعنی اللہ والوں کی محبت میں یہ خاصیت ہے کہ اللہ والوں کے پاس بیٹھنے سے اللہ کی محبت بھی مل جاتی ہے اور اعمال کی محبت بھی مل جاتی ہے (سبحان اللہ) (مواعظ حسنہ)

ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

(۳) اَللّٰهُمَّ اجْعَل حُبَّكَ أَحَبَّ الأَشْيَاء إِلَيَّ كلها!

اے اللہ! مجھے اپنی اتنی محبت دے دے کہ مجھے ساری دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ آپ کی محبت محبوب ہو' وخشیتك اخوف الاشیاء عندی اور اے اللہ! مجھے اپنا اتنا خوف دے دے کہ ساری دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ مجھے تیرا ڈر اور خوف ہو۔ واقطع عنی حاجات الدنیا بالشوق الی لقائك اور اپنی ملاقات کا شوق میرے دل پر ایسا غالب کردے کہ دنیا کی ساری حاجتیں مجھ سے کٹ جائیں۔

(۴) ابن ساریہ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں۔ "نبی کریم ﷺ ان الفاظ سے دعا فرمایا کرتے تھے:

اے اللہ! اپنی محبت کو میری جان' سمع و بصر' اور میرے اہل و عیال سے بھی زیادہ محبوب بنادے۔

والذین اٰمنوا اشد حبا للہ سے متعلق ارشاداتِ اکابرین

۱ بندہ کے پیر و مرشد نے ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید میں مؤمن کی یہ نشانی بتائی گئی ہے کہ:

﴿ والذین امنوا اشد حبا للہ ﴾ (البقرۃ)

مؤمن اللہ کی محبت میں بہت زیادہ سخت ہوتے ہیں۔

مؤمن کو ماں باپ سے محبت بھی ہوتی ہے' بیوی بچوں سے بھی محبت ہوتی ہے' بھائی بہن سے بھی محبت ہوتی ہے' اپنے کاروبار' اپنی دکان' اپنے مکان اور اپنی ہر چیز سے محبت ہوتی ہے' مگر وہ ان تمام محبتوں پر اللہ کی محبت کو غالب رکھتا ہے اور جب اس کے دل پر خدا تعالیٰ کی محبت غالب ہو جاتی ہے تو وہ ہر جگہ غالب ہی رہتا ہے۔ جگر مراد آبادی فرماتے ہیں ۔

میرا کمال عشق بس اتنا ہے اے جگر
وہ مجھ پر چھاگئے' میں زمانہ پہ چھاگیا

جب بندہ مؤمن اللہ سے عشق و محبت میں یہ مقام حاصل کر لیتا ہے اور سب سے بڑھ کر اس کے دل میں اللہ کی محبت ہوتی ہے یہاں تک کہ اپنی جان' مال اور اولاد سے بھی زیادہ عزیز اور محبوب اللہ کو رکھنے لگتا ہے۔

۲ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ:

"ماں باپ' بیوی بچے' مال و دولت اور اپنی جان اور اپنی اس طرح کی دوسری چیزوں سے محبت "شدید" (سخت) ہونی چاہئے۔

میرے بھائیو! کس سے محبت "شدید" اور کس سے "اشد" اس کا اظہار مقابلہ کے وقت ہوتا ہے کہ جب ایک طرف دل کی چاہت ہو' ماں باپ' بیوی بچے اور جان و مال کی محبت کا تقاضا ہو اور دوسری طرف اللہ کی محبت کا مطالبہ ہو' اس مقابلہ کے وقت جس جانب کو ترجیح دی جائے گی سمجھا جائے گا کہ اس سے محبت "اشد" ہے لیکن اس مقابلہ یا امتحان میں آپ کی کامیابی اسی صورت میں ہے کہ آپ ہر حال میں خدائی احکام کو مقدم رکھیں۔

۳ حضرت پھولپوریؒ نے ارشاد فرمایا:

اس آیت میں امنوا بمعنی عَشِقْنَا کے ہے، یعنی ہم اللہ پر عاشق ہوئے

۴ حکیم الاسلام قاری محمد طیبؒ نے فرمایا:

اس آیت میں اشد سے مراد عشق ہے، پھر فرمایا جب سالک عملی طور پر مجاہدات اختیار کرتا ہے اور اعمال صالحہ اختیار کرتا ہے تو یہ محبت حال کے درجے میں پہنچ جاتی ہے اور اسی محبت کو عشق کہتے ہیں!

۵ مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ صاحبؒ نے ارشاد فرمایا:

اس آیت اشد سے مراد (محبت کا اعلیٰ درجہ) عشق ہے اگر یہ عشق (سالکین کے قلب میں) سچا ہوگا تو کبھی نہیں نکلے گا۔ (ذکر الٰہی ص ۱۲)

۶ حضرت لاہوریؒ نے مذکورہ آیت سے متعلق ارشاد فرمایا کہ:

محبت دو طرح کی ہوتی ہے:

پہلی اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے ساتھ براہ راست محبت ہو جائے۔

دوسری اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کسی سے محبت رکھی جائے۔

اللہ تعالیٰ کی سی محبت اور کسی سے نہیں ہوتی

عربی دان حضرات باسانی سمجھ سکتے ہیں کہ آیت میں اشد کا لفظ اسم تفصیل مذکر کا صیغہ ہے، اس کا یہ مطلب ہے کہ ایماندار بندوں کی ایک ایسی قسم بھی ہے جن کے دل میں ساری دنیا کی تمام دل لبھانے والی چیزوں اور تمام اعزاء واقرباء حتیٰ کہ بیوی اور بچوں سے بھی بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی محبت کا جذبہ غالب ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کے مقابلہ میں اولاد تک کی محبت ان کے دل میں پہاڑ کے مقابلہ میں رائی کے دانہ جتنی بھی قیمت نہیں رکھتی اسی قسم کی محبت کا ظہور حضرت ابراہیمؑ کے واقعہ میں ہوا ہے۔ (خطبات لاہوری ص ۴)

۷ حضرت سید علی ہجویریؒ نے اس آیت کی تفسیر میں یہ حدیث لکھی ہے کہ:

اَلَا لَا اِیْمَانَ مَنْ لَا مُحَبَّۃَ لَہٗ

جس کے دل میں محبت نہیں اس کا ایمان نہیں۔

۸ حضرت حکیم الامت نے اس آیت کی تفسیر میں ایمان کے تین درجے سامعین کو بتائے اور کہا کہ جس درجہ کی محبت ہوگی اسی درجہ کا ایمان ہوگا۔

پہلا درجہ: مضبوطی کا درجہ یہ ہے کہ خداوند کریم کے متعلق سن کر بے چین ہو جائے۔

دوسرا درجہ: یہ ہے کہ محض خداوند کریم کا ذکر سن کر دل میں ایک ولولہ اور جوش پیدا ہو اور نافرمانی کے چھوڑنے کی فکر ہو جائے اور اطاعت کرنے کے خیالات پیدا ہو جائیں۔

تیسرا درجہ: یہ ہے کہ اس خیال کے ساتھ ہی اس پر عمل بھی شروع کردیا یعنی نافرمانی کے سامان کو الگ کردیا اور یہ پختہ قصد کرلیا کہ اب کوئی حرکت حکم کے خلاف نہ کرینگے اور اس قصد کو نباہ دیا (اور شریعت کے تمام احکام پر پابندی کے ساتھ عمل کرنا بھی شروع کردیا) یہ درجہ سب سے بڑھ کر ہے (اور یہی مقصود ہے)۔ (خطبات اکابر ج ۳)

۹ ایک اور موقع پر حکیم الامت نے فرمایا خداتعالیٰ نے فرمایا کہ:

ایمان والے مجھے شدت سے چاہتے ہیں۔

یہ بات بالکل برحق ہے اگر آپ میں اللہ کی محبت کم ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ضرور آپ کے ایمان میں کمی ہے اور بغیر ایمان کے زندگی میں کوئی لذت نہیں ہے۔

(فضائل صبر و شکر ص ۴۲۲)

شدت محبت کے درجات

اس میں درجات متفاوت ہوں گے مثلاً:

پہلا درجہ: یہ ہے کہ خداتعالیٰ کے متعلق گستاخی سن کر بے چین ہو جائے۔

دوسرا درجہ: یہ ہے کہ محض خداتعالیٰ کا ذکر ہی سن کر قلب میں ایک ولولہ پیدا ہوا اور نافرمانی کے چھوڑنے کی فکر ہو جائے اور یہ سوچے کہ خداتعالیٰ کے یہ انعامات مجھ پر ہیں اور اس قدر فضل و کرم ہے۔

حالانکہ اگر دنیا میں کوئی چار پیسے ہم کو دیتا ہے تو اس کی کس قدر اطاعت کی جاتی ہے تو جب چار پیسے دینے والے کی اتنی اطاعت ہوتی ہے تو خداتعالیٰ کی اطاعت تو اس

سے کہیں زیادہ ہونی چاہئے اور اس کی نافرمانی کا تو وسوسہ بھی دل میں نہ آنا چاہئے۔
غرض خدا تعالیٰ کا نام اور احکام سن کر یہ خیالات اطاعت کے پیدا ہوئے مگر چند روز کے بعد پھر ذہن سے نکل گئے۔

تیسرا درجہ: یہ ہے کہ اس خیال کے ساتھ ہی اس پر عمل بھی شروع کر دیا یعنی جس قدر اسباب معاصی تھے سب کو ترک کر دیا۔ اگر اپنے پاس تصویر تھی اس کو چاک کر ڈالا اور اگر حرام کی کمائی تھی اس کے مالک کو واپس کر دیا، اگر مالک نہ مل سکے تو اس کو مالکین کی طرف سے صدقہ کر دیا۔ اگر نماز پڑھتے تھے نماز شروع کر دی۔ پاجامہ اگر ٹخنوں سے نیچا تھا اس کو کاٹ کر ٹخنوں سے اونچا کر لیا۔

یہ پختہ قصد کر لیا کہ اب کوئی حرکت خلاف حکم نہ کریں گے اور اس قصد کو نباہ دیا یہ درجہ سب سے بڑھ کر ہے اور اس کے بہت سے اور مراتب بھی نکل سکتے ہیں لیکن میں نے قصر مسافت کے لئے مثال کم کر دیئے کہ عاقل آدمی خود ہی مراتب کو سمجھ لے گا۔

حاصل یہ ہوا کہ شدت محبت لازم ایمان اور اس کے مراتب مختلف اور جس مرتبے کی شدت اسی مرتبے کا ایمان ہوگا اور یہی بات خدا تعالیٰ کو اس آیت میں بتلانا ہے اور مقصود اس بتلانے سے یاد دلانا ہے کہ تم شدت محبت اختیار کرو جس کی علامت اطاعت کاملہ ہے۔

اس کی ایسی مثال ہے کہ جیسے کوئی شخص اپنے نوکروں سے یہ کہنے لگے کہ جو ہمارا وفادار نوکر ہوگا وہ ہماری اطاعت کرے گا۔ ہر عاقل سمجھتا ہے کہ اطاعت اختیار کرو ورنہ جس قدر اطاعت میں کمی ہوگی اسی قدر وفا میں بھی کمی سمجھی جائے گی۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے بھی اسی خبر کے ذریعہ سے ہم کو متنبہ کیا ہے کہ تم شدت محبت اختیار کرو ورنہ اسی ضعیف درجے کا تمہارا ایمان بھی ہوگا۔

اب غور کی بات یہ ہے کہ آپ اپنے قلب کو ٹٹول کر دیکھئے کہ آپ میں کس درجہ کی محبت ہے؟ سو اس کا پتہ آسانی سے لگ سکتا ہے کیونکہ اس کے کچھ آثار ہوتے ہیں کہ وہ آثار جس مرتبے میں پائے جائیں محبت بھی اسی مرتبے میں ہوگی اور یہ گویا محبت کے پرکھنے کی کسوٹی ہے کہ جس طرح چاندی کا کھوٹا کھرا ہونا کسوٹی سے

معلوم ہوتا ہے اسی طرح محبت کا کم اور زیادہ ہونا ان آثار سے معلوم ہوگا اور یہی کسوٹی ہے۔

شدت محبت کی تحصیل کا طریقہ

اس کی تحصیل کی تدبیر کرو اور تدبیر بھی میں بتلاتا ہوں اور اسی پر انشاءاللہ بیان کو ختم کردوں گا لیکن یہ نہ سمجھ لو کہ محبت امر غیر اختیاری ہے اس کا پیدا کرنا ہمارے اختیار میں نہیں ہے پھر اس کی تدبیر کیا ہو، کیونکہ یہ گمان غلط ہے محبت گو خود غیر اختیاری ہو مگر اس کے اسباب اختیاری ہیں، جن پر محبت کا مرتب ہونا عادۃً ضروری ہے اور ایسے امور میں خدا تعالیٰ نے ہر امر کی تدبیر بتلائی ہے۔

سو وہ تدبیر یہ ہے کہ تم چند باتوں کا التزام کرلو:

اول یہ کہ تھوڑی دیر خلوت میں بیٹھ کر اللہ اللہ کر لیا کرو اگرچہ پندرہ بیس منٹ ہی ہو لیکن اس نیت سے ہو کہ اس کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی محبت پیدا ہو۔

دوسرے یہ کیا کرو کہ کسی وقت تنہائی میں بیٹھ کر خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو سوچا کرو اور پھر اپنے برتاؤ پر غور کیا کرو کہ ان انعامات پر خدا تعالیٰ کے ساتھ ہم کیا معاملہ کر رہے ہیں اور ہمارے اس معاملے کے باوجود بھی خدا تعالیٰ ہم سے کس طرح پیش آرہے ہیں۔

تیسرے یہ کرو کہ جو لوگ محبان خدا ہیں ان سے علاقہ پیدا کرلو اگر ان کے پاس آنا جانا دشوار ہو تو خط و کتابت ہی جاری رکھو لیکن اس خیال کا رکھنا ضروری ہے کہ اہل اللہ کے پاس اپنے دنیا کے جھگڑے نہ لے جاؤ نہ دنیا پوری ہونے کی نیت سے ان سے ملو بلکہ خدا کا راستہ ان سے دریافت کرو اپنے باطنی امراض کا علاج کراؤ اور ان سے دعا کراؤ۔

چوتھے یہ کرو کہ خدا تعالیٰ کے احکام کی پوری پوری اطاعت کیا کرو کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جس کا کہنا مانا جاتا ہے اُس سے محبت بڑھ جاتی ہے وقت میں گنجائش نہیں ہے ورنہ میں اس کو مفصل طور پر بتلاتا۔

پانچویں یہ کہ خدا تعالیٰ سے دعا کیا کرو کہ وہ اپنی محبت عطا فرماویں۔

یہ پانچ جز کا نسخہ، اس کو استعمال کر کے دیکھئے ان شاءاللہ تعالیٰ بہت تھوڑے دنوں میں خدا تعالیٰ سے کامل محبت ہو جائے گی اور تمام امراض باطنی سے نجات حاصل

ہو جائے گی اور آپ والذین آمنو اشد حباللہ کے پورے مصداق ہو جائیں گے۔

مگر ان پانچ اجزاء میں جو ایک جزو ہے اطاعت وہ اس وقت ہو سکتی ہے کہ جب احکام کا علم ہو اور احکام کا علم اس وقت ہو سکتا ہے کہ جب ان کو سیکھا جائے لہٰذا ایک چھٹے جزو کی اور ضرورت ہو گی۔

وہ یہ ہے کہ علم دین سیکھا جائے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ ہر شخص مولوی عالم بنے عالم بننے کے لئے تو صرف وہ لوگ مناسب ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے فراغت اور وقت دیا ہے آپ صرف اتنا کریں کہ اردو کے چھوٹے چھوٹے رسائل وغیرہ جو اسی غرض سے لکھے گئے ہیں کسی سے پڑھ لیں اور اگر پڑھنے کے لئے وقت نہ ہو یا عمر زیادہ ہو جانے کی وجہ سے یہ دشوار معلوم ہو تو کسی سے سن لیں۔

اس کے لئے اس کی ضرورت ہے کہ ہر شہر میں ایک دو عالم ایسے رہیں کہ جن سے یہ دو کام یعنی ان سے پڑھنے اور سننے کے۔ لئے جائیں اور ان دونوں کاموں کے لینے کی چار صورتیں ہوں گی:

اول تو یہ کہ اگر ان سی کوئی شخص پڑھنے جائے تو پڑھائیں۔

دوم یہ کہ اگر ان سی کوئی مسئلہ پوچھا جائے تو وہ بتلا سکیں۔

سوم ہر ہفتے میں ایک دن ایسا نکالیں کہ لوگوں کو جمع کر کے کوئی کتاب مسئلوں کی لے کر خود اس کے مسائل پڑھا کریں اور عام لوگ ان کو سنا کریں اور مسائل میں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، معاشرت، معاملات وغیرہ سب کے احکام داخل ہیں، سب سنائیں۔ (خطبات حکیم الامت)

﴿والذین امنوا اشد حبا للہ کی تفسیر سے متعلق ایک نقطہ کی تشریح﴾

آیت اشد حبا للہ جملہ خبریہ کے ساتھ نازل ہونے کے راز کے بارے میں بندے کے پیر و مرشد نے اس نقطہ سے متعلق ارشاد فرمایا کہ:

اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نہیں دیا کہ ہم سے محبت کرو بلکہ جملہ خبریہ اطلاع دی کہ:

﴿والذین امنوا اشد حبا للہ﴾

جو لوگ مجھ پر ایمان لائے یعنی مجھے پہچان گئے وہ سارے عالم سے زیادہ اور عالم کی ہر چیز سے زیادہ مجھ سے محبت کرتے ہیں

اللہ نے یہ خبر دی لیکن حکم کیوں نہیں دیا؟ کیونکہ جو حسین اور صاحب جمال ہوتا ہے وہ حکم نہیں دیتا، وہ تو آئینہ میں دیکھ کر جانتا ہے کہ جو مجھے دیکھے گا خود ہی تڑپے گا۔

پس اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ جو مجھے پہچان لیں گے اور میری محبت و عظمت و معرفت جن کو نصیب ہو جائے گی تو وہ خود ہی سارے عالم سے زیادہ مجھے پیار کریں گے۔ کیونکہ جب میرا کفو اور مثل اور ہمسر سارے عالم میں کہیں نہیں پائیں گے تو خود ہی مجھ سے محبت پر مجبور ہوں گے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے خبر دی حکم نہیں دیا۔

(مواہب ربانیہ ص۲۶۸)

اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ میرے بندوں کو حکم دینے کی ضرورت نہیں کہ مجھ سے محبت کرو کیونکہ جب میرا جمال ان پر منکشف ہو جائے گا تو وہ خود ہی مجھ سے محبت کریں گے، ہمیں کہنے کی ضرورت ہی نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ ہمارے نام، میں اتنی مٹھاس ہے اور ہم ایسے ہیں کہ جب میرے بندوں کی آنکھوں کا "موتیا" نکل جائے تو وہ خود ہی مجھ سے محبت کرنے لگیں گے مجھے حکم دینے کی ضرورت نہیں۔

اللہ تعالیٰ کو اپنے جمال اور اپنے کمال اور شان محبوبیت کا خود ہی علم ہے وہ جانتا ہے کہ اگر انہوں نے مجھے پہچان لیا اور دل میں پالیا تو خود ہی مجھ سے محبت کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

آیت نمبر ۲

اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے بے پناہ محبت کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے کیونکہ دستور فطرت ہے کہ اگر کوئی کسی کو چاہے تو وہ بھی اسے چاہتا ہے۔

اہل محبت اللہ کو پسند ہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ. یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ . وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝﴾

اے ایمان والو! اگر کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے تو وہ (اللہ) بہت جلد ایسی قوم لے آئے گا جس سے اسے محبت ہو گی اور وہ بھی خدا سے محبت رکھتی ہو گی اہل ایمان کے حق میں وہ نرم ہو گی کافروں پر غالب ہو گی، اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے سے خوف نہیں کھائیں گے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

(پ ٦۔ مائدہ ۵۴)

احقر مؤلف کے پیر و مرشد عارف باللہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے مذکورہ بالا آیت کی بڑی عمدہ اور محبت سے لبریز تفسیر کی ہے جو کہ قارئین کے سامنے پیش خدمت ہے ارشاد فرمایا کہ لوگوں کی تین قسمیں ہیں:

(۱) ایک انتہائی وفادار یہ اولیاء صدیقین کا گروہ ہے۔

(۲) دوسرا گروہ انتہائی بے وفا لوگوں کا ہے اور وہ مرتدین میں ہیں۔

(۳) تیسرا گروہ درمیانی قسم کے لوگوں کا ہے جو کبھی وفا کرتے ہیں اور کبھی بے وفائی کرتے ہیں اور یہ گروہ مؤمنین فاسقین کا گروہ ہے۔

مقام محبت

ارشاد فرمایا کہ محبت کا مقام عظیم الشان ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں **ومن یرتد منکم عن دینه فسوف یاتی الله بقوم** جو تم میں سے مرتد ہو جائے گا دین سے پھر جائے گا اللہ تعالیٰ ان بے وفاؤں کے مقابلے میں ایک قوم پیدا کریں گے جس کی شان کیا ہو گی **یحبهم و یحبونه** ان سے اللہ محبت کرے گا اور وہ اللہ سے محبت کریں گے۔

یعنی یہ اللہ کے عاشقوں کی قوم ہو گی مرتدین کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ اہل محبت کو لا رہے ہیں اس کے متعلق علماء محققین کی رائے ہے کہ اہل محبت کبھی مرتد نہیں ہو سکتے کیونکہ مقابلہ میں جو چیز لائی جاتی ہے وہ اس کی ضد ہوتی ہے لہٰذا بے وفاؤں اور غداروں کے مقابلہ میں اللہ اہل محبت کو لا رہا ہے معلوم ہوا کہ یہ وہ قوم ہے جو ضد ہے بے وفاؤں کی غداروں کی مرتدین کی اس لئے یہ کبھی مرتد نہیں ہو سکتی مرتدین کے مقابلہ میں اگر اہل محبت بھی مرتد ہو جائے تو اعتراض لازم آتا ہے کہ یہ کیسا مقابلہ ہوا۔

اس لئے ہمارے حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ فرماتے ہیں کہ اہل محبت کی

صحبت میں زیادہ بیٹھا کرو تاکہ تم بھی اہل محبت ہو جاؤ۔

یحبھم و یحبونہ ...... کی جامع تفسیر

اگر اہل محبت بھی بے وفا ہوتے تو مرتدین کے مقابلہ میں یہ آیت یحبھم و یحبونہ نازل نہ ہوتی۔ یہ آیت نازل فرما کر اللہ تعالیٰ نے بتادیا کہ مرتدین جو بے وفائی کی کلی مشکک کے فرد کامل ہیں یعنی جو بے وفائی کے انتہائی مقام پر پہنچ گئے ان کے مقابلہ میں وفاداری کی کلی مشکک کے فرد کامل یعنی وفاداری کے انتہائی مقام پر پہنچنے والی قوم کو ہم پیدا کر رہے ہیں۔ جن کی شان یحبھم و یحبونہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت فرمائیں گے اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے۔

اسلام لانے کے بعد جو مرتد ہو گئے وہ انتہائی بے وفا غدار اور شقی القلب تھے لہٰذا انتہائی درجہ کی بے وفا قوم کے مقابلہ میں انتہائی درجہ کی وفادار قوم پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ فضلاً واحساناً لازم تھا ورنہ مقابلہ صحیح نہ ہوتا۔ دو من طاقت والے پہلوان کے مقابلہ میں ڈیڑھ من طاقت والا پہلوان نہیں لایا جاتا بلکہ ڈھائی من کا لایا جاتا ہے لہٰذا انتہائی بے وفا قوم کے مقابلہ کے لئے انتہائی وفادار قوم اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اہل محبت کبھی مرتد نہیں ہو سکتے اگر اہل محبت بھی بے وفا ہوتے تو لازم آتا کہ نعوذ باللہ مرتد کا مقابلہ اللہ تعالیٰ نے مرتد سے کیا ہے یہ مقابلہ پھر مقابلہ کہاں رہتا مقابلہ تو ضد سے ہوتا ہے۔ لہٰذا اہل ارتداد کا مقابلہ اس آیت میں اہل وفا سے ہوا ہے جس سے معلوم ہوا کہ یہ قوم جس کی صفت یحبھم و یحبونہ ہے یہ اہل وفا ہے اس قومیت کے عالم میں جتنے افراد ہوں گے وہ کبھی مرتد نہیں ہوں گے، بے وفا نہیں ہوں گے اللہ کا دروازہ نہیں چھوڑیں گے اور نبی کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔

جو مرتد ہوئے وہ پہلے نبی سے بھاگے جس نے نبی کو چھوڑ دیا اس نے اللہ کو چھوڑ دیا اسی طرح اہل محبت اپنے مرشد کو چھوڑ کر نہیں بھاگتے، مرشد سے بھاگنے والے بھی بے وفا ہوتے ہیں جن کے دل میں اللہ کی محبت نہیں ہوتی ان کے دل میں اہل اللہ کی محبت بھی نہیں ہوتی اور جس کے دل میں اہل اللہ کی محبت نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت نہیں کرتے اللہ کے پیاروں کے صدقہ میں اللہ کی محبت نصیب ہوتی ہے۔

جو نبی پر ایمان نہیں لائے کیا اللہ نے ان سے محبت کی؟ کیا ابو جہل اور ابو لہب

سے اللہ نے محبت کی؟ نبی پر ایمان نہ لانے سے اللہ کے غضب کے مورد ہوئے اور ان کی دنیا اور آخرت تباہ ہو گئی اسی طرح جو نائبین رسول سے 'اہل اللہ اور مشائخ سے محبت نہیں رکھتے اللہ کی محبت و عنایت سے محروم رہتے ہیں اور جو ان سے محبت کرتے ہیں ان کو اللہ کی محبت نصیب ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے عاشقوں کا تذکرہ لفظ قوم کے ذریعے کیا ہے اس قومیت کے اجزائے ترکیبی دو ہیں ایک یحبھم اور دوسرا و یحبونہ یعنی جن سے اللہ محبت کرتا ہے اور جو اللہ سے محبت کرتے ہیں اس قوم کی امتیازی شان یحبھم و یحبونہ ہے۔

یحبھم کی تفسیر میں علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ اللہ کس طرح اپنے بندوں سے محبت کرتے ہیں؟ فرماتے ہیں کہ اللہ کی محبت بندوں کے ساتھ ایسی ہے جیسی اللہ تعالیٰ کی شان ہے اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق محبت کرتے ہیں یعنی جس سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں اس کو اپنا مراد اور محبوب بنا لیتے ہیں پھر اس کی مفید چیزوں کا انتظام کرتے ہیں اور مضر چیزوں سے بچاتے ہیں۔ یعنی اسکو اپنی اطاعت میں مشغول رہنے کی اور معاصی سے بچنے کی توفیق عطا فرماتے ہیں یہ علامت ہیکہ اللہ ان سے محبت کرتا ہے۔

آیت مبارکہ میں یحبونہ پر یحبھم کی تقدیم کا راز

یہاں ایک سوال یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کو پہلے بیان کیا اور اپنے عاشقوں کی محبت کو بعد میں یحبھم یعنی اللہ تعالیٰ ان سے محبت کریں گے و یحبونہ اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے اس کا جواب یہ ہے کہ۔

کام بنتا ہے فضل سے اختر
فضل کا آسرا لگائے ہیں

اللہ تعالیٰ نے بتادیا کہ ہماری محبت کے صدقہ میں تم باوفا بنو گے۔ علامہ آلوسی نے اس سوال کا یہی جواب دیا کہ قدم اللہ تعالیٰ محبتہ علی محبۃ عبادہ اللہ نے اپنی محبت کو اپنے بندوں کی محبت پر اس لئے مقدم فرمایا تاکہ صحابہ جان لیں کہ انھم یحبون ربھم بفیضان محبت ربھم کہ یہ اپنے رب کی محبت کے فیضان کے صدقہ میں مجھ سے محبت کررہے ہیں۔ اور فرمایا کہ میری محبت کی تین علامات ظاہر ہوں گی جو لوگ محبت محبت تو کہتے ہیں لیکن محبت اس وقت تک نہیں جب تک اس

میں شدت نہ ہو۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڈھی ؒ فرماتے ہیں ۔

محبت محبت تو کہتے ہیں لیکن
محبت نہیں جس میں شدت نہیں

اللہ تعالیٰ کے وفادار بندوں کے لئے اشد محبت کی قید ہے والذین آمنو اشد حبا للہ اگر بال بچوں کی، مال ودولت کی سموسوں اور پاپڑی کی محبت شدید بھی ہو تو کچھ حرج نہیں بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کی محبت اشد ہو کچھ فیصد زیادہ ہو۔

محبوبانِ خدا کی صفات

یہ وہ خاص بندے جن کو اللہ تعالیٰ مرتدین کے مقابلہ میں لائیں گے ان کی پہلی صفت یحبھم ہے کہ اللہ ان سے محبت کرے گا اور دوسری صفت ہے ویحبونہ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے تو یحبونہ کی تفسیر کیا ہے ای یمیلون الیہ جل شانہ میلا صادقًا یعنی اللہ کی طرف ان کا قلب ہر وقت میلان صادق اور سچی طلب کے ساتھ لگا رہتا ہے اور میلان صادق کیا ہے؟ فیطیعونہ فی امتثال اوامرہ واجتناب مناھیہ یعنی اللہ تعالیٰ سے محبت کی علامت یہ ہے کہ وہ اللہ کے احکام مانتے ہیں اور گناہوں سے بچتے ہیں۔ (مواہب ربانیہ)

اہل محبت کی تین علامات

گزشتہ اوراق میں جو آیت لکھی گئی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے عاشقوں کی تین علامات بتائیں جو تفسیر کے ساتھ پیش خدمت ہیں:

﴿اذلة علی المؤمنین اعزة علی الکافرین یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومة لائم﴾ (پ۶۔ سورہ مائدہ)

مضمون ارتداد کے مقابلے میں اپنے عاشقوں کا ذکر فرمانے کے بعد حق تعالیٰ شانہ نے اپنے عاشقوں کی تین علامات بھی بیان فرمادیں تاکہ ان کی شناخت ہو سکے۔

پہلی علامت: اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ تواضع وعاجزی وانکساری کے ساتھ ملتے ہیں۔ اور کفر کے ساتھ سختی سے پیش آتے ہیں

دوسری علامت: اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں۔

تیسری علامت: اللہ کے عاشق ساری دنیا کے انسانوں کی ملامت سے نہیں

ڈرتے۔

مذکورہ بالا تینوں علامات بتا کر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

عاشقانِ حق کو خدا کی تنبیہ:

﴿ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله واسع عليم﴾

ہمارے محبوب بندے اور محب بندے مسلمانوں پر مہربان اور کافروں پر تیز ہوں گے اور جہاد کرتے ہوں گے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور وہ لوگ کسی کی ملامت کی پرواہ نہ کریں گے۔ لیکن ان نعمتوں پر فائز ہونے کے بعد ان کو اپنے اوپر ناز نہ ہونا چاہئے کہ یہ ہماری یہ صفات قابل فخر ہیں بلکہ ذلك فضل الله یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہیں عطا فرماویں اور وہ بڑی وسعت والے اور بڑے علم والے ہیں۔

پس ان کو شکر گزار ہونا چاہئے حق تعالیٰ کی عنایت کا اور اپنے کو عجب اور کبر سے حفاظت کا اہتمام ہونا چاہئے یہ بندہ کا کمال نہیں ان کا انتخاب ہے جسے چاہیں اپنا بنالیں۔

(روح کی بیماریاں اور ان کا علاج حصہ دوم ص ۱۳۶)

دلیل ۲: ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿ان الله اشترى من المؤمنين انفسهم واموالهم بان لهم الجنته﴾

بے شک اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلے خرید لیا ہے۔

دستور یہ ہے کہ عام آدمی اگر کوئی چیز خریدنا چاہے اور اسے پہلے سے پتہ بھی چل جائے کہ اس چیز میں کیا کیا عیب ہیں پھر بھی خرید لے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ چیز اپنے نقائص کے باوجود اس آدمی کو اچھی لگی۔

اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا تو اسے اس کے عیوب کا پہلے سے پتہ تھا وہ جانتا تھا کہ یہ ضعیفاً (کمزور) عجولاً (جلد باز) ہلوعاً (جھگڑالو) منوعاً (منع کرنے والا) اور جزوعاً (جزع فزع کرنے والا)۔ ہے۔ مگر اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اپنی جنت کے بدلے میں اسے خرید لیا ہے، یہ اس بات کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں سے محبت کرتے ہیں جو ایمان والے ہوتے ہیں۔

عشاقِ حقیقی کے عشق کا منظر
احادیث کی روشنی میں

عاشق اپنے محبوب کی ذرہ برابر نافرمانی سے بھی کانپ اٹھتا ہے اس پر ایک واقعہ

(۱) حضرت جابرؓ عبداللہ انصاریؓ سے مروی ہے کہ ایک انصاری نوجوان مسلمان ہوا، اس کا نام ثعلبہ بن عبدالرحمٰن تھا نبی ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا اور آپ ﷺ کے لئے موزے بنایا کرتا تھا۔

ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے اس کو کسی کام کے لئے بھیجا وہ چلتے ہوئے کسی انصاری آدمی کے گھر کے دروازہ کے پاس سے گزرا اس کو گھر کے اندر ایک عورت غسل کرتی نظر آگئی اور ساتھ ہی آپؓ کو یہ خوف ہوا کہ کہیں حضور ﷺ کو بذریعہ وحی اس بدنگاہی کا پتہ نہ چل جائے۔ چنانچہ وہ اس خوف کی وجہ سے جدھر منہ تھا اسی طرف بھاگ نکلا اور مکہ اور مدینہ کے درمیان پہاڑوں میں جا کر چھپ گیا چالیس روز گزر گئے کہ حضور ﷺ کو اس کا کہیں پتہ نہ چلا۔

ادھر حضرت جبرائیلؑ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ:

اے محمد! آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور اللہ رب العزت فرمارہے ہیں کہ آپکی امت میں سے ایک آدمی پہاڑوں میں مجھ سے پناہ کی درخواست کر رہا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر اور حضرت سلمان فارسیؓ کو اس کی تلاش کا حکم دیا دونوں حضرات حکم کی تعمیل کرتے ہوئے مدینہ کے پہاڑی راستوں سے ہوتے ہوئے اس کی تلاش میں چل دیئے۔ ان کو مدینہ کا رہنے والا "ذفافہ" نامی ایک چرواہا ملا، حضرت عمرؓ نے اس سے پوچھا کہ تجھے ان پہاڑوں میں کسی نوجوان کا علم ہے جس کا نام ثعلبہ ہے؟ اس چرواہے نے کہا شاید آپ اس نوجوان کا پوچھ رہے ہیں جو جہنم کے ڈر سے بھاگا ہوا ہے؟ حضرت عمرؓ نے اس سے کہا کہ تجھے کیسے علم ہے کہ وہ جہنم کے ڈر سے بھاگا ہوا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ جب آدھی رات ہوتی ہے تو وہ نوجوان ان پہاڑوں سے نکلتا ہے اور اپنے سر پر ہاتھ رکھے ہوئے یہ کہتا ہے کہ:

اے کاش! تو میری روح کو قبض کر کے روحوں میں داخل کر دیتا اور میرا جسم مردوں میں شامل ہو جاتا۔ اے کاش کہ تو مجھے روز قیامت حساب کے وقت رسوائی سے بچالے۔

حضرت عمر نے فرمایا کہ بس اسی نوجوان کی تلاش ہے وہ چرواہا ان دونوں حضرات کو اپنے ساتھ لے گیا۔

جب آدھی رات کا وقت ہوا تو وہ نوجوان پہاڑوں سے نکلا سر پر ہاتھ رکھے ہوئے کہہ رہا تھا:

ہائے! کاش کہ تو مجھے موت دیکر میری روح کو روحوں میں داخل کر دیتا اور میرا جسم مردوں میں شامل کر دیتا، اے کاش! کہ تو مجھے روز قیامت حساب کے وقت رسوائی سے بچالے۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ عمرؓ اس کی طرف بڑھے اور جا کر اس کو اپنی گود میں لے لیا اس نوجوان نے کہا کہ اے عمرؓ! کیا رسول اللہ ﷺ کو میرے گناہ کا پتہ چل گیا ہے؟ حضرت عمرؓ نے کہا کہ مجھے تو پتہ نہیں البتہ گزشتہ کل آپ ﷺ کے سامنے تمہارا ذکر کیا گیا تھا اور مجھے اور سلمان ہم دونوں کو تمہاری تلاش کا حکم فرمایا تھا۔ اس نوجوان نے کہا اے عمر! مجھے ایسے وقت حضور ﷺ کی خدمت میں لے کر جانا جب کہ آپ نماز میں مشغول ہوں۔ چنانچہ یہ دونوں حضرت ثعلبہ بن عبدالرحمٰن کو ساتھ لے آئے جب نماز کا وقت ہوا اور جماعت کھڑی ہو گئی تو حضرت عمرؓ اور سلمانؓ جلدی سے صف میں جا کر مل گئے۔

ثعلبہ نے جب نبی ﷺ کی قرأت کی آواز سنی تو غش کھا کر گر پڑا نبی کریم ﷺ جب سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عمرؓ اور حضرت سلمانؓ سے دریافت فرمایا کہ ثعلبہ کہاں ہے؟ اس کا کیا ہوا؟ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! وہ یہاں حاضر ہے نبی کریم ﷺ اٹھے اور جا کر ثعلبہ کو ہلایا، چنانچہ ثعلبہ بن عبدالرحمٰن ہوش میں آگئے۔

حضور اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ثعلبہ تو مجھ سے کیوں غائب رہا؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اپنے گناہ کی وجہ سے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تجھے ایسی آیت نہ بتلادوں جو تیری تمام خطاؤں اور گناہوں کو مٹادے؟ اس نے عرض کیا

کہ ضرور بالضرور یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ آیت پڑھا کر:

﴿ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار﴾ (البقرہ:۲۰۱)

اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرا گناہ تو بہت بڑا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا کلام سب سے بڑا ہے، پھر آپ نے اس کو واپس گھر جانے کا حکم فرمایا۔ ثعلبہ بن عبدالرحمٰن کی مسلسل آٹھ دن بیماری کی حالت رہی۔

پھر ایک روز حضرت سلمانؓ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ثعلبہؓ کے پاس تشریف لے جائیں، کیونکہ وہ غم کی وجہ سے موت کے قریب ہو گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ اٹھو اور ثعلبہ کے پاس میرے ساتھ چلو۔

جب حضور اکرم ﷺ ثعلبہ کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ نے اس کا سر گود میں رکھ لیا۔ انہوں نے اپنا سر حضور اکرم ﷺ کی گود سے ہٹالیا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو نے اپنا سر میری گود سے کیوں ہٹالیا؟ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میرا سر اس قابل نہیں کیونکہ وہ گناہوں سے بھرا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا تجھے کیا تکلیف محسوس ہو رہی ہے؟ انہوں نے عرض کیا مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے میرے گوشت پوست اور ہڈیوں میں چیونٹیاں چل رہی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیری کیا خواہش ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا رب مجھے معاف کر دے۔

ابھی آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں فرمایا تھا کہ جبرائیلؑ حاضر خدمت ہوئے اور کہا کہ:

> اے محمد ﷺ! آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور اللہ رب العزت آپ کو فرما رہے ہیں کہ اگر یہ میرا بندہ ساری روئے زمین کے برابر بھی گناہ لے کر آئے تو میں اس کے اس قدر گناہ بھی معاف کر دوں گا۔

چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے اللہ رب العزت کا یہ فرمان اس نوجوان کو بتلایا اسنے زور سے ایک چیخ ماری اور اللہ کو پیارا ہو گیا۔

راوی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس کے غسل اور کفن دفن کا حکم فرمایا نماز

جنازہ کے بعد اس کو دفن کے لئے لے جایا جا رہا تھا تو حضور ﷺ اپنے پاؤں مبارک کی انگلیوں کے بل چل رہے تھے۔ دفن کے بعد ہم نے آپ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ اپنے پاؤں مبارک کی انگلیوں کے بل چل رہے تھے اس کی کیا وجہ تھی؟ آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے نبی برحق بنا کر بھیجا ہے کہ اس جنازہ میں شریک فرشتوں کی کثرت کی وجہ سے میں اپنا پاؤں زمین پر نہیں رکھ سکتا تھا۔ (تنبیہ الغافلین وکتاب التوابین لابن قدامہ ص ۱۰۵ تا ۱۰۸)

میرے دوستو! یہ اللہ کی محبت ہی تو ہے کہ ایک شخص نفس کے دباؤ پر ایک گناہ کر بیٹھتا ہے، لیکن غلبہ محبت کی وجہ سے اس گناہ پر اتنا نادم ہوتا ہے اتنی آہ فغاں کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکے لئے آسمان سے معافی نامہ جاری کرتے ہیں۔

اس واقعہ سے دو باتوں کا پتہ چلتا ہے:

(۱) اللہ کا عاشق ذرہ برابر بھی نافرمانی کرتا ہے تو اس کے جسم کا ایک ایک حصہ کانپ اٹھتا ہے، گناہ پر نادم ہونا یہ اللہ کے محبوب بندوں کی نشانی ہے کیونکہ اللہ کے مبغوض بندے گناہ پر نادم نہیں ہوتے جیسا کہ شیطان آج تک نادم نہیں ہوا تو خلاصہ کلام یہ ہوا کہ معمولی سے گناہ پر نادم ہونا یہ اللہ کے محبوب بندے کی نشانی ہے۔

(۲) اس واقعہ سے دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس انسان سے بے انتہا محبت کرتے ہیں، اس کی دلیل اس واقعہ میں بھی موجود ہے۔ وہ یہ ہے کہ ثعلبہ نے اللہ کی نافرمانی کی اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ثعلبہ کے لئے معافی نامہ اتارا تا کہ میرا بندہ سچی توبہ کر کے میرا محبوب بن جائے یہ اللہ کی محبت نہیں تو اور کیا ہے۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی اللہ سے محبت کا واقعہ

(۲) ابو حذیفہ بن عتبہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے جب اپنے آزاد کردہ (غلام؟) حضرت سالم کو داماد بنالیا تو قریش نے انہیں اس پر ملامت کی اور کہا:

کیا تم قریش کی ایک باعزت خاتون کے ایک غلام سے نکاح کر رہے ہو؟

فرمایا: اللہ کی قسم میں نے حضرت سالم رضی اللہ عنہ کا اس سے قصداً نکاح کیا اور میں خوب جانتا

ہوں کہ حضرت سالمؓ اس سے بہتر ہیں۔
اُنہیں یہ کلام بڑا شاق گزرااور پوچھا:
یہ کیسے ہے حالانکہ یہ تیری بیٹی ہے اور وہ سالمؓ تیرے آزاد کردہ غلام ہیں؟
فرمایا: میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:
جو ایسے آدمی کو دیکھنا چاہے جو کامل دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتا ہے تو سالمؓ کی طرف دیکھے۔ (قوت القلوب)

ایک عجیب واقعہ

(۳) ایک صحابیؓ کا واقعہ حضرت مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی صاحب دامت برکاتہم نے لکھا ہے کہ انہوں نے قرآن میں ایک آیت دیکھی جس میں کسی بات کا یقین دلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی تھی۔ جب ان صحابیؓ نے اس آیت کو پڑھا تو رو پڑے اور کہنے لگے کہ یہ کون سا شخص ہے جس کو یقین دلانے کے لئے اللہ کو قسم کھانی پڑی۔

گناہ کر کے نادم ہونے والے شخص کا واقعہ

(۴) حضرت بریدہ الاسلمیؓ بیان کرتے ہیں کہ:
ماعز بن مالک الاسلمیؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:
یارسول اللہ ﷺ! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے اور زنا کر بیٹھا ہوں' میری خواہش ہے کہ آپ مجھے پاک کردیں۔
آپ ﷺ نے انہیں واپس بھیج دیا اگلے دن وہ پھر آگئے اور کہا یارسول اللہ ﷺ! میں نے زنا کیا ہے آپ ﷺ نے انہیں دوبارہ واپس لوٹا دیا۔
پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کی قوم کو پیغام بھیج کر دریافت کیا کہ تمہارے علم کے مطابق ماعز کی عقل میں کوئی فتور تو نہیں؟ یا تم اسے بدلا بدلا سا تو نہیں پاتے ہو؟
قوم والوں نے جواب دیا ہماری معلومات کے مطابق وہ کامل عقل کا مالک ہے اور ہمارے خیال کے مطابق وہ نیک آدمی ہے۔
ماعزؓ تیسرے دن پھر آگئے آپ ﷺ نے ان کے بارے میں دوبارہ دریافت فرمایا قوم والوں نے کہا:

نہ تو اس کا کردار بدلا ہے اور نہ ہی اس کی عقل میں کوئی کوتاہی واقع ہوئی ہے۔
چنانچہ چوتھے روز ان کی خاطر ایک گڑھا کھودا گیا' پھر آپ ﷺ کے حکم سے انہیں سنگسار کر دیا گیا۔

پھر غامدیہ خاتون بھی آگئی اس نے درخواست کی: یارسول اللہ ﷺ میں زنا کر بیٹھی ہوں' مجھے پاک کر دیں۔ آپ ﷺ نے اسے بھی واپس لوٹا دیا اگلے دن پھر آکر اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ مجھے کیوں واپس لوٹاتے ہیں؟ شاید آپ مجھے بھی اس طرح واپس لوٹانا چاہتے ہیں جس طرح ماعز کو واپس لوٹایا تھا، اللہ کی قسم' میں تو حاملہ ہو چکی۔ ہوں آپ ﷺ نے یہ بیان سننے کے بعد فرمایا: تب تو سزا نافذ نہیں ہو سکتی' جاؤ اور ولادت کے بعد آنا۔

جب غامدیہ نے بچے کو جنم دے لیا تو اسے ایک کپڑے میں لے کر آئی اور کہا میں بچے کو جنم دے چکی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے لے جاؤ اور دودھ پلاؤ یہاں تک کہ تم اس کا دودھ چھڑا دو۔ جب اس نے دودھ چھڑا دیا تو بچے کو لے کر آئی اور اس کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا کہنے لگی:

یارسول اللہ ﷺ اس کا دودھ میں نے چھڑا دیا ہے اور اب یہ کھاتا پیتا ہے۔
رسول اللہ ﷺ نے بچہ ایک مسلمان کے حوالے کر دیا پھر آپ ﷺ کے حکم سے اس کے لئے سینے تک گڑھا کھودا گیا اور آپ ﷺ کے حکم سے لوگوں نے اسے سنگسار کر دیا۔

حضرت خالد بن ولید ؓ نے ایک پتھر غامدیہ کے سر پر مارا تو خون کے چھینٹے حضرت خالد ؓ کے چہرے پر آ پڑے اس پر حضرت خالد ؓ نے اس خاتون کو سخت الفاظ کہے نبی اکرم ﷺ نے یہ الفاظ سنے تو فرمایا:

مَهْلًا يَا خَالِد ! فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَلَهٗ (رواہ مسلم کمافی المشکوۃ)

خالد...... ذرا رک کر! اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے' اس عورت نے ایسی عظیم توبہ کی ہے کہ اگر لوگوں سے ناجائز محصول یا ٹیکس لینے والا بھی ایسی توبہ کرتا تو اس کی بخشش ہو جاتی۔

پھر آپ ﷺ کے حکم سے اس کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی اور اسے دفن کر دیا گیا۔
ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے دریافت کیا: یا رسول اللہ ﷺ آپ نے اسے رجم کیا ہے اور اس کی نمازِ جنازہ بھی ادا کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَو قُسِمَتْ بَيْنَ سَبْعِيْنَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَ سِعَتْهُمْ، وَ هَل وَجَدْتَ شَيْئًا اَفْضَلَ مِنْ اَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

یقیناً اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اہلِ مدینہ کے ستر آدمیوں پر تقسیم کر دی جائے تو سب کی بخشش ہو جائے کیا تم نے اس سے بھی افضل کوئی کام دیکھا ہے کہ اس نے اپنی جان اللہ کو راضی کرنے کی خاطر قربان کر دی۔
میرے دوستو! گناہ پر نادم ہونا یہ بندے کی اللہ سے محبت کی علامت ہے اور سچے تائب کی نشانی بھی ندامت ہی ہے چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ الندمت توبہ توبہ ندامت کا نام ہے۔ اللہ کے محبوب بندے اول تو گناہ کرتے ہی نہیں لیکن اگر کبھی نفس کے دباؤ میں آکر گناہ کر بیٹھتے ہیں تو ندامت کے ساتھ خوب رو دھو کر اللہ کو منا لیتے ہیں۔

ایک صحابیؓ کی اللہ سے محبت پر ایک واقعہ

(۵) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو ایک لشکر پر امیر بنا کر) بھیجا، پس وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتا اور قرآن پڑھاتا اور اپنی قرأت (ہر رکعت میں) قل ھو اللہ احد پر ختم کرتا۔ جب یہ (لشکر والے) لوٹ کر آئے تو انہوں نے رسول اللہ کو بتلایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اس سے پوچھو، یہ ایسا کیوں کرتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے پوچھا تو اسنے کہا کہ (اس میں) رحمٰن کی صفت ہے، اسلئے میں اسے (زیادہ) پڑھنا پسند کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے (سن کر) فرمایا، اسکو بتلادو کہ اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت فرماتا ہے۔
(بخاری و مسلم)

(تخریج: صحیح بخاری، کتاب التوحید، صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب قرأۃ "قل ھو اللہ احد")

فائدہ: اللہ کی صفات پر مشتمل سورت کو پسند کرنا اور کثرت سے پڑھنا، یہ بھی اللہ کی

محبت حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی شخص اگر ہر رکعت کی قرأت کے آخر میں قل ھو اللہ احد پڑھنے کا اہتمام کرے تو یہ جائز ہے اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ دنیا بھر کی محبتوں پر جب تک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت غالب نہیں آجاتی اس وقت تک اللہ کے ہاں کسی کا ایمان قبول نہیں۔

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا دنیا کا بندہ ہلاک ہوا، درہم کا بندہ ہلاک ہوا، بیوی کا بندہ ہلاک ہوا، لباس کا بندہ ہلاک ہوا۔ (قوت القلوب)

ایک محبت بھری وحی الٰہی

علمائے متقدمین سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک صدیق کو وحی فرمائی:

میرے بعض بندے ایسے ہیں جو مجھ سے محبت کرتے ہیں اور میں ان سے محبت کرتا ہوں، وہ مجھے چاہتے ہیں اور میں انہیں چاہتا ہوں' وہ مجھے یاد کرتے ہیں اور میں انہیں یاد کرتا ہوں وہ میری طرف دیکھتے ہیں اور میں ان کی طرف نظر کرتا ہوں۔ اب اگر تو بھی ان کی راہ پر چلے تو میں تجھ سے محبت کروں گا اور اگر تو ان سے (الگ ہوکر) دوسری (راہ) پر چلا تو میں تجھ پر غضب ناک ہوں گا۔

انہوں نے عرض کیا:

اے پروردگار! ان کی علامت کیا ہے؟ فرمایا:

وہ دن میں اندھیرے کے خیال میں ہوتے ہیں، جیسے کہ ایک مہربان چرواہا بکریوں کا خیال رکھتا ہے۔ وہ غروب آفتاب کیلئے بے چین ہوتے ہیں، جیسے کہ غروب کے وقت پرندے اپنے اپنے گھونسلوں کی طرف لپک کر جاتے ہیں۔

اب جب رات آئی، اندھیرا چھا گیا، بستر ے لگ گئے اور ہر دوست اپنے دوست کے ساتھ خلوت کرنے لگا تو وہ میرے لئے کھڑے ہوگئے اور میرے سامنے چہرے رکھ دیئے، میرے سامنے مناجات کرنے لگے اور میرے انعامات کے لئے چپک گئے۔ اب وہ پکار رہے ہیں، آہیں بھرتے اور فریاد کناں ہیں، کبھی کھڑے ہوکر' کبھی بیٹھ کر اور کبھی رکوع و سجود کر کے عبادت میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

وہ جو مشقت اٹھا رہے ہیں میری نگاہوں میں ہے اور جو میری محبت کی فریاد کر رہے ہیں وہ میں سن رہا ہوں۔ سب سے پہلے میں ان کے دلوں پر اپنا نور ڈالوں گا۔ جیسے میں ان کی خبر دے رہا ہوں وہ میری خبر دیں گے۔ (قوت القلوب ج ۲ ص ۱۶۷)

واقعاتِ عشق

حکایت کے متعلق ملفوظات

حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ نے فضائل حج کے اخیر میں بہت تفصیل سے حکایات کے متعلق تنبیہات لکھی ہیں' یہاں پر ہم بہت اختصار سے لکھتے ہیں کیونکہ حکایات بھی بہت کم لکھی ہیں۔

عشاق اور مخلصین کے واقعات کی نہ کوئی حد ہے نہ انتہا' البتہ ان واقعات میں کچھ امور قابل لحاظ ہیں۔

- یہ احوال اور واقعات جو گزرے ہیں وہ عشق اور محبت پر مبنی ہیں اور عشق کے قوانین عام قوانین سے بالاتر ہیں ۔

مکتب عشق کے انداز نرالے دیکھے
اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

- عشق کے ضوابط کسی اصول کے ماتحت نہیں ہوتے' نہ یہ پڑھنے لکھنے سے آتے ہیں' بلکہ عشق پیدا کرنے سے آتے ہیں ۔

محبت تجھ کو آداب محبت خود سکھا دے گی

- اپنا کام کوشش اور سعی کر کے اس سمندر میں کود پڑنا ہے' اس کے بعد ہر محنت آسان ہے اور ہر مشقت لذیذ ہے' ہر وہ چیز جو عشق سے بے بہرہ لوگوں کے لئے مصیبت اور ہلاکت ہے وہ اس سمندر کے غوطہ لگانے والوں کے لئے آسان اور لطف و فرحت کی چیز ہے۔ اس سمندر میں غوطہ لگانے والے انجام اور عواقب کی مصلحت بینوں سے بالاتر ہوتے ہیں ۔

عبث ہے جستجو بحر محبت کے کنارہ کی
بس اس میں ڈوب ہی جانا ہے اے دل پار ہو جانا

لہٰذا ان واقعات کو اسی عینک سے دیکھنے کی ضرورت ہے اور اس رنگ میں رنگے جانے کی کوشش کرنا چاہئے' لیکن جب تک عشق پیدا نہ ہو اس وقت تک نہ تو ان واقعات سے استدلال کرنا چاہئے اور نہ ان پر اعتراض کرنا چاہئے اس لئے کہ وہ عشق کے غلبہ میں صادر ہوتے ہیں۔ (ماخوذ از فضائل صدقات ملخصا)

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا محبت الٰہی میں عیش و عشرت کا ترک کرنا

۱ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ بچپن ہی سے بڑے شوقین مزاج تھے آپ خود فرمایا کرتے تھے میں بلند سے بلند مرتبے کا مشتاق رہتا ہوں۔ آپ کے شوق کا یہ حال تھا کہ اتنا مشک اور عنبر اور عود لگاتے تھے کہ جس بازار سے گزر جاتے اسکے قریب کے کمروں میں موجود لوگوں کو عمر کی خوشبوؤں کی مہک سے پتہ چل جاتا کہ عمرؒ گزرے ہیں۔ لوگ دھوبی کو اپنے کپڑے دیتے ہوئے کہتے تھے کہ عمرؒ کے کپڑوں کے ساتھ ہمارے کپڑے دھونا تاکہ اسکی خوشبو کے اثرات ہمارے کپڑوں میں آجائیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو حسن بھی ایسا دیا تھا کہ جو آپ کے چہرے کی طرف نگاہ کر لیتا وہ دیکھتا ہی رہتا۔ اور آپ کی چال بھی ایسی دل نشین تھی جو دیکھتا وہ دنگ رہ جاتا۔

آپؒ اس وقت مہنگے سے مہنگا اور اچھے سے اچھا کپڑا پہنتے تھے ۸۰۰ درہم کی چادر خریدی صرف اوڑھنے کے لئے، جب آپ کہیں سفر میں جاتے تو ۶۰ اونٹوں پر آپ کے کپڑے آتے تھے۔ آپؒ ہمیشہ فرمایا کرتے کہ میرا نفس ہمیشہ شوقین رہا ہے۔ یہ سارا حال آپ کے خلیفہ بننے سے پہلے اور زمانہ جاہلیت کا ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہدایت کی دولت سے نوازا۔

جب خلیفہ سلیمان بن عبدالملک کے انتقال کا وقت آیا تو رجا ابن حیرہ نے اس سے کہا:

اے سلیمان! مرنے سے پہلے ایسا کام کر جس سے تیری آخرت بن جائے۔

اس نے کہا کیا کروں؟ تو رجا ابن حیرہ نے کہا خلافت کے لئے کسی اچھے انسان کو چننا۔ حالانکہ سلیمان کے اپنے بیٹے بھی تھے۔ اُس نے کہا ایسا کام کر جاؤں گا جس میں میرے نفس اور شیطان کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ کہا لکھو:

میں عمر بن عبدالعزیز کو خلیفہ بناتا ہوں۔

پھر جب عمرؒ کو خلافت ملی تو اپنی بیوی کے پاس آئے اور کہا کیا خیال ہے کیوں نہ جنت کمائیں اور کہا کہ اب میں تو جنت کا مشتاق ہوں۔ تو بیوی نے کہا میں آپ کے ساتھ ہوں۔

عمر بن عبدالعزیز کی بیوی کا نام فاطمہ تھا اور اسے اللہ نے ایسا حسن دیا تھا کہ پورے عرب میں اس کی کوئی مثال نہ ملتی تھی۔ یہ وہ خاتون ہے اس جیسی عورت شاید ہی دنیا میں آئی ہو کیونکہ یہ سات نسبت سے بادشاہوں کی عزیزہ تھی، اس کا دادا بادشاہ، اس کا باپ بادشاہ، اس کے ۴ بھائی بادشاہ تھے اور خود عمرؒ بھی خلیفہ تھے۔

پھر ان دونوں میاں بیوی نے محبت الٰہی میں اپنے سارے عیش و عشرت کے سامان کو اللہ کے راستے میں لٹادیا اور زہد کو اختیار کیا۔

ایک مرتبہ ایک تاجر آپ کی خدمت میں آٹھ درہم کا ایک کمبل لے کر آیا آپ نے اسے بڑا پسند کیا اور ہاتھ میں لے کر فرمایا: "بڑا نرم ہے" یہ سن کر وہ صاحب بیساختہ ہنسنے لگے۔ آپ نے فرمایا عجیب احمق آدمی ہو، بلاوجہ ہنستے ہو۔ وہ صاحب کہنے لگے:

جی! احمق نہیں ہوں، دراصل مجھے یاد آیا کہ ایک بار جب کہ آپ گورنر تھے، آپ نے مجھے فرمایا تھا کہ میں آپ کے لئے ایک عمدہ قسم کی گرم چادر خرید کر لاؤں۔ میں نے آٹھ سو کی چادر خرید کر پیش کی تو آپ نے اس پر ہاتھ رکھتے ہی فرمادیا تھا: "بڑی کمزور قسم کی اٹھالائے"۔

اور آج ماشاء اللہ آٹھ درہم کے موٹے سے کمبل کو فرمایا جارہا ہے کہ بڑا ملائم ہے اس پر مجھے تعجب ہوا اور بیساختہ ہنسی آگئی۔ حضرت عمرؒ نے فرمایا:

جو شخص آٹھ آٹھ سو کا کمبل خریدتا ہے میں نہیں سمجھتا کہ وہ اللہ سے بھی ڈرتا ہے۔

ایک ہی کرتا

ایک دن حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو جمعہ کے لئے ذرا دیر ہوگئی لوگوں نے اعتراض کیا، اس پر فرمایا: "میں نے اپنی قمیص دھوئی تھی، اس کے سوکھنے کے انتظار میں دیر ہوگئی۔"

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ بیمار تھے، مسلمہ بن عبدالملک عیادت کے لئے آئے دیکھا کہ کرتا بہت میلا ہورہا ہے، اپنی ہمشیرہ فاطمہ بنت عبدالملک زوجہ عمر بن

عبدالعزیز سے کہا: ان کی قمیص کیوں نہیں دھو دیتیں؟ فاطمہ نے کہا بخدا ان کے پاس یہی ایک قمیص ہے اگر اسے اتار کر دھویا تو اتنی دیر ان کو بغیر قمیص کے رہنا ہوگا۔

عمرؒ کو بدبو سے بڑی نفرت تھی ایک مرتبہ گھر میں آئے تو دیکھا کہ بچوں نے منہ پر کپڑا رکھا ہوا تھا جب وجہ دریافت کی تو کہا کہ آج آپ کی بچیوں نے کچی پیاز سے روٹی کھائی ہے۔ یہ سنا تھا کہ عمر دھاڑیں مار مار کر رونے لگے، تین براعظم کا بادشاہ لیکن گھر میں کھانے کو کچے پیاز کے سوا کچھ نہیں۔

پھر آپؒ نے روتے ہوئے کہا اے میری بچیو! میرے پاس دو راستے تھے ایک راستہ تو یہ تھا کہ میں اللہ کی نافرمانی کر کے دولت کماتا اور ساری زندگی عیش میں گزارتا اور تمہیں اچھے اچھے کپڑے پہناتا اور اچھے اچھے کھانے کھلاتا۔ اور دوسرا راستہ یہ تھا کہ اللہ کی چاہت کے مطابق زندگی گزار کر اس دنیا سے چلا جاتا غرض میں نے دوسرے راستہ کو اختیار کیا۔ اس طرح سمجھا بجھا کر آپ نے اپنے بچوں کو مطمئن کیا اور اسی حال میں آپ نے بقیہ زندگی گزاری۔

جب آپؒ کا انتقال کا وقت قریب آیا تو آپ نے رجا ابن حیرہ سے کہا میرے لئے دعا کرنا کہ اللہ میرے لئے آسانی کا معاملہ کرے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جب عبدالملک ابن مروان (جو کہ خلیفہ تھے) کو جب قبر میں رکھا گیا تو اس کے چہرے کا رنگ سیاہ ہو چکا تھا۔ اور جب سلیمان بن عبدالملک کا انتقال ہوا تو جنازہ کے وقت اس کے جسم نے ہلنا شروع کر دیا۔ لوگوں نے کہا شاید زندہ ہو گیا ہے تو میں نے کہا اس کو جلدی دفن کر دو کیونکہ اس پر مرنے سے پہلے ہی اللہ کا عذاب آچکا ہے۔ پھر یہ سب سنا کر رجا سے کہا اب میری باری ہے پتہ نہیں میرے ساتھ کیا ہوگا؟

پھر اس اللہ کے بندے کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ کیا سارے جہاں نے دیکھا جب عمرؒ کے جنازہ کو قبر کے قریب رکھا گیا تو آسمان سے ایک پرچہ آکر گرا جس پر دو سطریں لکھی ہوئی تھیں:

(۱) بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۲) هذا براءة من الملك العزيز لعبده عمر بن عبدالعزيز من النار

یہ پروانہ ہے عمر بن عبدالعزیز کیلئے جہنم کی آگ سے خلاصی کا۔ (حیوۃ الحیوان)

عباسی خلیفہ منصور نے حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد ابی بکرؒ سے فرمائش کی کہ کوئی نصیحت فرمایئے۔ فرمایا: آنکھوں دیکھی یا سنی سنائی؟ منصور نے کہا آنکھوں دیکھی۔ فرمایا:

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا انتقال ہوا تو گیارہ بیٹے وارث تھے اور ترکہ کل سترہ دینار پانچ کا کفن اور دو دینار کی قبر کی جگہ خریدی گئی باقی اولاد پر تقسیم ہوئے تو لڑکوں کا حصہ فی کس ۱۹ درہم تھا۔ (ایضاو سیرت ابن جوزیؒ)

اور ہشام عبدالملک کا انتقال ہوا اور اس کا ترکہ اس کی اولاد پر تقسیم ہوا تو ایک ایک کو دس دس لاکھ ملا۔

میں نے اپنے آنکھوں سے حضرت عمرؒ کی اولاد میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے ایک دن میں سو گھوڑوں کا جہاد فی سبیل اللہ میں عطیہ دیا اور انہی آنکھوں سے ہشام کی اولاد میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ لوگ اس بے چارے کو صدقہ دے رہے تھے۔ (ایضا)

فرعون کی باندی کا محبت الٰہی میں تکالیف برداشت کرنا

۲ فرعون کی ایک باندی تھی وہ موسیٰؑ کے رب پر ایمان لے آئی۔ فرعون کو جب پتہ چلا اسے دربار میں بلایا تو وہ خوشی خوشی دربار میں آئی اور کیوں نہ آتی آج تو اس کی محبت کا امتحان اور امتحان کے بعد وصال محبوب کا دن تھا تو کہا:

جان جائے بلا سے جائے مگر محبوب مل جائے

فرعون نے کہا کہ کیا تو کسی اور خدا کی عبادت کرنے لگی؟ فرمایا کہ ہاں ضرور یہی بات ہے۔ اچھا اس خدا کو چھوڑ دے اور میری خدائی کا اقرار میرے سامنے کرلے۔ فرمایا یہ تو قیامت تک نہ ہوگا حکم دیا کہ اچھا اس عورت کو چومیخہ کرو۔ فوراً چاروں ہاتھ پیروں کو میخوں سے جکڑ کر اور بالکل بے حس و حرکت لٹادیا۔ پھر بہت سے سانپ اور بچھو جو اہل اللہ کے کٹوانے کے لئے موجود رہتے تھے منگائے اور اس عورت کے اوپر ڈالے اور کہا کہ لے اب بھی اس خدا کو چھوڑ دے نہیں تو پورے دو ماہ تک اسی عذاب میں ڈالے رہوں گا۔ بی بی ماشطہ نے جواب دیا کہ تو دو مہینے کہتا ہے بے شک تو ستر مہینے عذاب دے کر دیکھ لے روز بروز اس خدا کی محبت زیادہ ہوگی ایک ذرہ کم نہ ہوگی۔

بخاری کی روایت ہرقل شاہ روم کے الفاظ:

وكذلك الايمان خالط بشاشته القلوب

ایمان کی شان یہ ہے کہ جب ایمانی لذت دل میں بھر جاتی ہے پھر کسی طرح نکلنے کا نام نہیں لیتی۔

اے فرعون! دو مہینے کیا اگر تو برسوں تک بھی عذاب کرے گا تو بھی بندی اپنے مولیٰ رب العلیٰ کو نہ چھوڑے گی۔

اس نیک بی بی کی دو لڑکیاں ایک چار پانچ سال کی اور ایک ابھی دودھ پیتی تھی۔ فرعون نے دونوں کو بلا کر پہلے بڑی لڑکی کو ماں کی چھاتی پر لٹا کر ذبح کیا اور پھر یہ کہا لے اب بھی سمجھ جا نہیں تو اس دودھ پیتی کو بھی اسی طرح ذبح کریں گے۔ فرمایا کہ:

اگر سارے جہاں کو لا کر میری چھاتی پر ذبح کر ڈالے گا تو بھی میں اس محبوب کو نہ چھوڑوں گی۔

یہ سن کر فرعون نے حکم دیا کہ اس چھوٹی لڑکی کو بھی ذبح کیا جائے۔

جس وقت اس معصوم ننھی سی جان کو چھری کے نیچے ماں کی چھاتی پر جہاں وہ پہلے دودھ پیا کرتی تھی آج اپنی چھوٹی سی جان' اس نعمت کے شکریہ میں راہ مولیٰ میں قربان کرنے کے لئے لٹائی گئی، ماں کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ چھ مہینے کی جان نے یہ آواز بلند کہا:

ہائے اماں روتی کیوں ہو وہ جنت تمہارے لئے تیار ہو رہی ہے اے ماں جنت میں پہنچ کر دیدار الٰہی نصیب ہوگا۔

ماں بچی سے یہ تعجب کی بات سن کر پوری مضبوط ہو گئی ادھر ظالموں نے اسے ذبح کیا۔ ننھی بچی کا فراق زیادہ ماں نے پسند نہ کیا خود بھی ساتھ ساتھ راہیٔ جنت ہوئی اور نہایت آرام سے جنت میں پہنچ گئی۔ یہ تینوں ماں' بیٹیاں ادھر راہ خدا میں کام آئیں۔

(مواعظ ابراہیمی)

جب سید الموجودات خلاصہ کائنات علیہ السلام والصلوات' اوج معراج پر تشریف لیے جاتے تھے اور براق میدان مصر کے قریب پہنچا، یکا یک بوئے جنت آپ ﷺ کے دماغ میں آئی۔ فرمایا کہ جبریلؑ یہ خوشبو کیسی ہے؟ کہا یہ خوشبو جنت کی خوشبو

ہے۔ حضرت جبریلؑ نے فرمایا کہ یا حضرت جنت تو یہاں سے بہت فاصلہ پر ہے لیکن یہ فرعون کی دختر کی کنگھی کرنے والی عورت کی قبر کی خوشبو ہے۔

ولہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم واللہ ایمان میں کیسی تیز خوشبو ہے کہ جس خاک میں ایمان والا مل جائے گا اس خاک کو نمونہ جنت بنادے گا۔ (تفسیر در منثور)

یہاں سوچنے والی بات یہ ہے کہ جب قبر کے باہر سے خوشبو کا یہ عالم ہے تو اندر کیا انعامات ہو رہے ہوں گے۔

فرعون کی بیوی کا محبت الٰہی میں عیش و عشرت کو ٹھکرا دینے کا واقعہ

۳ اس تمام منظر کو جب فرعون کی بیوی آسیہ نے دیکھا تو اس نے دل میں کہا کوئی ماں اپنے دونوں بچوں کو ایسے قربان نہیں کر سکتی سوائے دین حق کے۔

رو برو وقت شہادت اس باخدا بی بی کے ملائک کا آسمان سے نازل ہونا اور روح مبارک کو جنت کے کفنوں میں لپیٹ کر لے جانا سب نظر آ رہا تھا۔ اب کیا تھا محبوب کے گھر کے ملازمین نظر آگئے سر ودبہ مستان کا مضمون ہو گیا جوش الٰہی پیدا ہو گیا اور حجاب درمیان سے اٹھ گیا۔ عشق اور مشک چھپائے نہیں چھپتا۔

بی بی آسیہؓ دیوانوں کی طرح بکھر بیٹھیں اتنے میں فرعون گھر میں بی بی آسیہؓ کے پاس آ بیٹھا کہ بے ساختہ آسیہؓ نے بآواز بلند فرمایا:

یاشر الخلق واخبث الخلق عمدت الی الماشطة فقتلتها

اے مخلوق میں سب سے برے اور خبیث آدمی تو نے ایسی نیک عورت کو قتل کر دیا

فرعون نے کہا شاید تجھے بھی ویسا ہی جنون ہوا ہے۔ حضرت آسیہؓ نے فرمایا:

فقالت مالی جنون ولکن الٰهی والٰهك واله السمٰوات والارض الله واحد لاشریك له

اے فرعون! مجھے جنون نہیں ہے میں اس خدا کو ماننے والی ہوں جسے ماشطہ مانتی تھی اور وہ کوئی ایسا ویسا خدا نہیں ہے بلکہ زمین و آسمان اور تیرا بھی اے فرعون وہی خدا ہے۔

جب فرعون نے یہ سنا تو آپ کے کپڑے پھاڑ ڈالے اور بہت سامار اور بی بی آسیہؓ

کے متعلقین رشتہ داروں کو بلایا اور یہ کہا کہ اسے سمجھاؤ کہ یہ بھی کیوں اپنی جان کی دشمن ہوئی ہے۔ متعلقین نے بی بی آسیہؓ کو سمجھایا کہ ایسا نہ کرو فرعون خدا ہے اس کی نافرمانی کرنی ٹھیک نہیں۔ آسیہؓ نے فرمایا کہ اگر فرعون مجھے ایک تاج ایسا بنادے کہ سورج اس کے آگے ہو اور چاند پیچھے اور ستارے بیچ میں ہوں میں پھر بھی اس خدائے حقیقی کو نہیں چھوڑوں گی۔

فرعون نے حکم دیا کہ جاؤ آسیہؓ کو چومیخہ کرو۔ بی بی کو زمین پر لٹادیا چاروں ہاتھوں، پیروں میں میخیں جڑ دیں اور چھاتی پر آگ کا طبق بھر کر رکھ دیا اور یہ کہا کہ اور بھی زیادہ عذاب کروں گا ورنہ اس خدا کو چھوڑ دے۔ آسیہؓ نے کہا:

فقالت انك عذبت نفسي و قلبي في عصمة ربي لو قطعني اربا اربا بالذرون والاحياء

اے فرعون! اگر تو عذاب کرے گا تو میرے جسم کو لیکن خدا کی محبت میرے دل سے کم نہ ہو گی اے فرعون اگر تو میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گا تو ہر خون کے قطرے کے بدلے میں عشق الٰہی اور زیادہ ہو گا ہر پارہ جگر کے عوض میں محبت الٰہی بڑھتی رہے گی۔

عذل العواذل حول قلب التائبي وهوى الاحبة منه في سوادئه

برا کہنا ملامت کرنا لوگوں کا دل کے اوپر اوپر ہے اور محبوب کی محبت دل کی تہہ میں ہے۔

اب حالت یہ ہے کہ خون میں نہائے ہوئے ہیں طبق آگ کا سینہ پر رکھا ہے مگر عشق مولیٰ کی آگ زیادہ بھڑکتی جاتی ہے۔ اتنے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خبر لگی کہ آج آسیہؓ کے عشق کا امتحان ہے، گھبرائے ہوئے آئے آسیہؓ نے پکارا کہ اے موسیٰ میں نے اس عشق میں یہ ارغوانی جوڑا پہنا ہے یہ حالت بنائی یہ تو بتاؤ:

وہ محبوب اب بھی مجھ سے راضی ہوا یا نہیں؟

حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ آسیہ!

ملائكة سبع سموات في انتظارك ذاته تعالىٰ يباهي بك ذاته في ما شئت

کہااے آسیہؓ ساتوں آسمان کے ملائکہ تیرے انتظار میں ہیں اور رب العزت ملائکہ سے فرمارہا ہے کہ دیکھو ہمارے عاشق بندے ایسے ہوتے ہیں کیا کیا سخت تکلیفیں اٹھارہے ہیں مگر محبت ہماری زیادہ ہوتی جاتی ہے۔

اے آسیہؓ مانگ لے جو تیرا جی چاہے۔ (آسیہ نے دعا کی)

رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ بَیْتاً فِی الْجَنَّةِ وَ نَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَ عَمَلِهٖ وَ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

" اے میرے رب میرے لئے جنت میں اپنے ہاں ایک گھر بنادے اور مجھے فرعون اور اسکے عمل سے نجات دے اور مجھے ظالموں کی قوم سے نجات دے۔

اب اللہ کی رحمت کو جوش آیا اور آسمان کے پردے کھل گئے اللہ تعالیٰ نے جنت کے داروغہ رضوان سے کہا میری بندی کو اس کا جنت کا گھر دکھادو۔ آسیہ نے اپنا گھر دیکھا اور لبوں پر مسکراہٹ آگئی اور جان اللہ کے سپرد کردی۔ (مواعظ ابراہمی)

اس واقعہ کو کچھ کمی بیشی کے ساتھ امام غزالیؒ نے مکاشفۃ القلوب میں اور عبدالرحمٰن صفوریؒ نے نزہۃ المجالس میں لکھا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ وقتِ وفات بی بی خدیجہؓ کے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اے خدیجہؓ خدا نے تمہارے لئے یاقوت سرخ کا محل بنایا ہے جس میں کوئی خلاف مرضی کام نہ ہوگا۔ جب تم وہاں جاؤ تو میری دونوں بیبیوں سے سلام کہہ دینا۔ حضرت خدیجہؓ نے فرمایا کہ وہاں آپ کی دو بیبیاں مجھ سے پہلے کون سی پہنچ گئیں؟ فرمایا کہ ایک آسیہ امراۃ فرعون، دوسری مریم والدہ عیسیٰ علیہ السلام، خدا نے ان سے میرا نکاح کردیا ہے۔ خدیجہؓ نے عرض کیا کہ ضرور کہہ دوں گی ان سے آپ ﷺ کا سلام۔

(تفسیر ابن کثیر)

خلاصہ کلام: میرے دوستو ایک اللہ کی بندی جس کو اللہ نے دنیا میں بھی اتنی عزت اور مال دیا تھا آج کے زمانے میں اتنے مال کا ہونا تو دور کی بات ہے سوچنا بھی درکنار ہے۔ اس اللہ کی بندی کے پاس دنیا جہاں کی نعمتیں تھی کیونکہ یہ ملعون فرعون کی بیوی تھی۔ لیکن جب اللہ کی محبت کی شمع روشن ہو چکی تھی تو فرعون نے جو بعد میں لالچ دیا اس کو بھی ٹھکرادیا پھر فرعون نے سختیاں بھی کیں لیکن ساری سختی بے فائدہ

رہی کیونکہ اللہ کا تعلق بڑی عجیب چیز ہے جتنی سختی ہوتی ہے اتنا ہی گہرا ہوتا چلا جاتا ہے۔
بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ آسیہ کو فرعون نے کوڑوں سے پٹوایا۔ ادھر جلاد کے کوڑے یہ اللہ کے محبت و شوق میں کھا رہی ہے اُدھر گوشت اڑاڑ کر فضا میں بکھر رہا۔ اِدھر اللہ کی محبت اور ایمان اکٹھا ہو کر دل میں جمع ہو رہا، اُدھر عذاب کی شدت بڑھ رہی ہے۔ ادھر محبت کی لہر و شدت بڑھ رہی اُدھر جلاد و فرعون میں مارنے کے جذبے ادھر آسیہ کے قلب میں مرنے کا جذبہ۔

میری زندگی کا حاصل میری زیست کا سہارا
تیری عاشقی میں جینا تیری عاشقی میں مرنا

میرے دوستو! اس اللہ کی بندی نے دنیا میں سب کچھ اللہ کے لئے قربان کیا اور والذین امنوا اشد حبا للہ کی مثال بنی تو اعلیٰ درجہ کی قربانی پر اللہ نے اعلیٰ درجہ کے نبی محمد ﷺ کے ساتھ جنت میں نکاح کر دیا۔

اور اس اللہ کی بندی نے جو دعا کی تھی کہ اے اللہ تو مجھے اپنے پاس بلا لے اور جنت میں ایک گھر دے دے تو علماء نے لکھا ہے اس نے اللہ کا پڑوس پہلے مانگا اور جنت کو درجہ ثانی میں اور اللہ تعالیٰ کو اس کی یہ تمام قربانی اتنی پسند آئی کہ اللہ چاہتے تو ویسے ہی حدیث میں ذکر آجاتا، لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس کو لکھ دیا کہ قیامت تک آنے والے لوگوں کو یہ معلوم ہو کہ جو بھی مرد یا عورت قربانی دے گا ہم اسکو ان انعامات سے نوازیں گے۔

﴿بدکاری سے بچنے پر جسم سے خوشبو آنے پر ایک واقعہ﴾

۴ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے بصرہ میں ایک شخص سے ملاقات کی جنہیں لوگ مشکی کہتے تھے کیونکہ ان سے اکثر مشک کی خوشبو آتی تھی۔ جب وہ جامع مسجد میں داخل ہوتے تھے تو لوگوں کو معلوم ہو جاتا تھا کہ وہ شخص آئے ہیں کیونکہ مشک کی خوشبو پھیل جاتی تھی۔ اسی طرح جب بازار میں گزرتے تھے تو بھی یہی کیفیت ہوتی تھی۔

میں ان سے ملنے گیا اور ان کے پاس رات کو رہا میں نے ان سے کہا بھائی جان تمہیں خوشبو خریدنے کے لئے بہت سے دام کی ضرورت ہوتی ہوگی؟ اس نے کہا بھائی

میں نے کبھی خوشبو نہیں خریدی نہ کبھی خوشبو لگائی۔ میں تم سے اپنا قصہ بیان کروں شاید میرے مرنے کے بعد تم میرے لئے دعا کرو۔

میری ولادت بغداد میں ہوئی، میرے والد امیر آدمی تھے اور جس طرح امراء اپنی اولاد کو تعلیم دیتے ہیں مجھے بھی تعلیم دیتے تھے اور میں بہت خوبصورت اور بہت حیا دار تھا۔

میرے باپ سے لوگوں نے کہا اسے بازار میں بٹھاؤ تاکہ اس کی دل بستگی ہو اور اس کی طبیعت کھلے۔ چنانچہ مجھے ایک کپڑا فروش کی دکان پر بٹھایا میں صبح وشام اس کی دکان پر جا بیٹھتا۔

ایک دن ایک بڑھیا نے اس کپڑا فروش سے بھاری کپڑے مانگے اس نے ویسے ہی کپڑے نکال کر دکھائے۔ اس نے کہا میرے ساتھ ایک آدمی کر دو تاکہ جس کی ہمیں ضرورت ہو اسے لے کر باقی کپڑا اور اس کی قیمت اس شخص کے ساتھ روانہ کر دیں۔ مجھ سے کہا اسکے ہمراہ جا کر کپڑے اسکے مالک کے گھر رکھ آؤ، میں نے کہا اچھا۔

میں اس کے ساتھ چلا وہ مجھے ایک عظیم الشان محل میں لے گئی اس کے اندر ایک قبہ تھا اور اس کے دراوزہ پر پاسبان تھے اور دروازے پر پردہ پڑا ہوا تھا، اس بڑھیا نے مجھ سے کہا قبہ میں چل کر بیٹھا رہ۔ میں اس میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک لڑکی وہاں تخت پر منقش فرش بچھائے بیٹھی ہے اور تخت اور فرش سب زرین اور ایسا عمدہ ہے کہ ویسا میں نے کبھی نہیں دیکھا اور وہ لڑکی ہر قسم کا زیور پہنے بیٹھی ہے۔ مجھے دیکھ کر وہ تخت سے اتر کر میرے پاس آئی اور میرے سینہ پر ہاتھ مار کر مجھے اپنی طرف کھینچا۔ میں نے کہا اللہ سے ڈر' اللہ سے ڈر۔ اس نے کہا کچھ خوف نہ کر جو کچھ تجھے درکار ہو سب میں دوں گی۔ میں نے کہا مجھے استنجے کی ضرورت ہے۔ اس نے آواز دی تو چاروں طرف سے لونڈیاں دوڑیں اس نے کہا اپنے آقا کو بیت الخلا میں لے جاؤ۔

جب میں وہاں گیا تو نکلنے کا کوئی راستہ نہ پایا جہاں سے بھاگ نکلتا۔ میں نے پاجامہ کھول کر اپنے ہاتھ میں پاخانہ کیا اور اپنے ہاتھ اور منہ پر ملا اور اپنی آنکھیں نکالیں۔ ایک لونڈی جو رومال اور پانی لیکر اندر آئی اس پر چلا کر دیوانوں کی طرح دوڑا، وہ ڈر کر بھاگی اور کہنے لگی یہ لڑکا دیوانہ ہے۔ پھر ساری لونڈیاں جمع ہو کر آئیں اور مجھے ٹاٹ میں لپیٹا

اور ایک باغ میں لے جا کر پھینک دیا۔ جب میں نے جان لیا کہ وہ چلی گئی ہیں تو میں نے اٹھ کر اپنے کپڑے، منہ اور تمام بدن کو دھویا اور اپنے گھر گیا اور کسی کو یہ قصہ نہ سنایا۔

اس رات میں نے خواب میں دیکھا ایک شخص مجھ سے کہہ رہا ہے کہ کہاں ہے تیرا فعل یوسف علیہ السلام کے فعل کے جیسا؟ کیا تو مجھے جانتا ہے؟ میں نے کہا نہیں! کہا میں جبرئیل ہوں۔ پھر اپنا ہاتھ میرے منہ اور بدن پر پھیرا اسی وقت سے میرے بدن سے مشک کی خوشبو آنے لگی ہے جو کپڑوں کو بسا دیتی ہے یہ خوشبو جبرئیل علیہ السلام کے ہاتھ کی ہے۔ (کرامات اولیاء ص ۲۰۸، نزہۃ البساتین ص ۲۳، جوامع الکلم ص ۱۲۳)

اللہ کی نافرمانی سے بچنے کے لئے جان کو داؤ پر لگا دینے والے نوجوان کا واقعہ

۵ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ یہ حکایت نقل کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد شخص تھا جسے اللہ تعالیٰ نے ظاہری حسن و جمال بھی بہت دے رکھا تھا وہ اپنے ہاتھ سے زنبیل بناتا اور اسے فروخت کر کے بسر اوقات کرتا تھا۔

ایک دن وہ بادشاہ کے دروازے پر سے گزرا بادشاہ کی بیوی کی خادمہ نے دیکھ لیا۔ جا کر ملکہ سے کہنے لگی کہ یہاں ایک آدمی ہے کہ ایسا حسین شخص کبھی دیکھنے میں نہیں آیا، زنبیل فروخت کرتا پھر رہا ہے۔ اسے حکم دیا کہ میرے پاس لے آؤ۔

اسے لایا گیا تو بس دیکھتے ہی لٹو ہو گئی۔ کہنے لگی زنبیلیں پھینک دے اور یہ چادر سنبھال۔ باندی سے کہا کہ تیل اور خوشبو وغیرہ لا ہم اس سے اپنی حاجت براری کریں گے اور عابد سے کہنے لگی کہ اب تجھے زنبیلیں بیچنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ عابد بار بار انکار کرتا رہا کہنے لگی کہ اگر تو یہ کام نہیں کرنا چاہتا تو اس کے بغیر یہاں سے باہر بھی نہیں جا سکتا اور دروازے بند کرنے کا حکم دے دیا۔ عابد نے یہ حال دیکھا تو کہنے لگا کیا تمہارے محل کے اوپر کوئی ضرورت کی جگہ ہے؟ کہنے لگی ہاں' باندی کو حکم دیا کہ اس کے لئے پانی وغیرہ اوپر لے جا۔

یہ اوپر چھت کے ایک کونے کی طرف گیا دیکھا کہ محل بہت اونچا ہے کوئی ایسی چیز نہیں جس کے ساتھ لٹک کر نیچے اتر جائے آخر اپنے نفس کو خطاب اور عتاب

کرنے لگا کہ تو ایک عرصے سے اپنے رب کریم کی رضا کی طلب میں لگا ہوا ہے رات دن اسی حرص میں گزرتے ہیں تجھ پر آج ایک شام ایسی آئی ہے جو تیری اس تمام محنت کو ضائع کردے گی۔ واللہ! تجھ سے بڑھ کر کوئی خائن نہ ہوگا اگر یہ شام تیرے اعمال کو فاسد کر گئی، آخر اللہ کو کیا منہ دکھائیگا غرض اسی طرح اپنے آپ کو خطاب اور عتاب کرتا رہا۔

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد جب اس نے بلندی سے کود جانے کا تہیہ کرلیا تو اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو ندا دی انہوں نے لبیک کہہ کر جواب دیا ارشاد ہوا میرا بندہ میری معصیت اور ناراضگی سے بچنے کے لئے جان کی بازی لگا رہا ہے، جا اپنے پروں سے اس کو تھام لے اور اسے ذرا بھی تکلیف نہ ہونے پائے۔ چنانچہ جبرائیل علیہ السلام نے اپنا پر پھیلایا اسے پکڑ کر یوں زمین پر رکھ دیا جیسے ایک مہربان باپ اپنے بیٹے کو رکھتا ہے۔

فرمایا کہ عابد یہاں سے سیدھا گھر گیا زنبیلیں وغیرہ وہیں رہ گئیں سورج غروب ہو رہا تھا بیوی کہنے لگی زنبیلوں کی قیمت کہاں ہے؟ کہنے لگا آج تو ان کا کچھ نہیں ملا۔ کہنے لگی تو آج رات افطار کس چیز پر کریں گے؟ کہنے لگا کہ آج کی رات یوں ہی ذرا صبر سے کاٹ لیں گے۔

پھر کہنے لگا اٹھ کر آؤ اٹھ کر تنور میں آگ جلادیں ہمسائے ہمارے تنور سے آگ نہ لے سکیں گے تو نا معلوم کیا کیا خیالات دوڑائیں گے۔ خواہ مخواہ انہیں پریشان کرنا اچھا نہیں۔ بیوی نے اٹھ کر تنور میں آگ جلادی خود واپس آکر بیٹھ گئی۔

ایک پڑوسن آگ لینے کو آئی پوچھا آگ ہے؟ جواب ملا آگے بڑھ کر تنور سے لے لو۔ یہ عورت آگ لے کر واپس ہوئی تو گھر والی سے کہنے لگی بہن تو یہاں بیٹھی باتیں کر رہی ہے اُدھر تیری روٹیاں پک چکی ہیں بلکہ جلنے کو ہیں عورت نے اٹھ کر دیکھا تو تنور بہترین روٹیوں سے بھر رہا تھا عورت نے انہیں برتن میں رکھا اور خاوند کے پاس لے آئی اور کہنے لگی کہ تیرے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ معاملہ تیرے بلند درجات کی وجہ سے ہی ہو سکتا ہے لہٰذا تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ کہ ہماری باقی عمر خوشحالی اور فراخی میں گزرے' عابد کہنے لگا اسی حال پر صبر اچھا ہے مگر عورت کا اصرار بڑھتا گیا حتیٰ کہ عابد نے دعا کرنے کا وعدہ کرلیا۔

آدھی رات کو اٹھ کر نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے لگا کہ اے اللہ! میری بیوی کا اصرار اور تقاضا ہے کہ اس کو باقی عمر میں خوشحالی اور فراخی عطا فرما اتنے میں چھت پھٹ گئی یاقوت اور موتیوں سے بھری ہوئی تشتری نیچے آئی جس سے تمام گھر جگمگا اٹھا۔ عابد نے بیوی کا پاؤں دبایا جو قریب ہی سو رہی تھی اور کہا کہ اٹھ کر بیٹھ اور جو کچھ مانگتی تھی وہ سنبھال لے۔

عورت بیدار ہو کر کہنے لگی جلدی نہ کرو اس مقصد کے لئے تو تو نے مجھے نہ ہی جگایا ہوتا تو اچھا ہوتا کیونکہ میں خواب دیکھ رہی تھی کہ سونے کی بہت سی کرسیاں بچھی ہوئی ہیں، جو یاقوت اور زبرجد وغیرہ سے مرصع ہیں مگر ان میں سوراخ ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کرسیاں کس کی ہیں؟ جواب ملا یہ تیرے خاوند کے بیٹھنے کے لئے ہیں' میں نے پوچھا یہ سوراخ کیا ہیں؟ جواب ملا یہ وہی نقص اور کمی ہے جو دنیا کی جلد بازی کی وجہ سے واقع ہوئی ہے۔

تو بیوی نے کہا کہ میں کسی ایسی چیز کی خواہش نہیں رکھتی جس سے تیری نشست گاہ میں نقص پیدا ہو، لہٰذا اپنے رب سے واپسی کی دعا کرلو۔ عابد نے دعا مانگی اور تشتری واپس ہو گئی۔ (کرامات اولیاء ص ۲۰۸ و نزہۃ البساتین وجوامع الکلام وتنبیہ الغافلین ص ۱۲۴)

حضرت سمنون محبؒ کے محبت سے لبریز واقعات

۶ حضرت سمنون محبؒ (محبت کرنے والا) بڑے ہی عاشق مزاج تھے عشق الٰہی تو آپ کی رگ رگ میں بس چکا تھا۔ آپؒ کا انداز بڑا عاشقانہ تھا، آپؒ اپنی ہر سانس محبوب کی یاد میں گزارتے تھے۔ جب بھی کسی مجلس میں بات کرنے کا موقع ملتا تو اس وقت خوب محبت الٰہی کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔

کثرت سے اللہ کی محبت کا تذکرہ کرنے کی وجہ سے آپ کا لقب محب پڑ گیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے بے انتہا بے مثل محبت کرنے والا۔ آپؒ کی مجلس کی اس خوبی کی وجہ سے حضرت جنید بغدادیؒ اور حضرت شبلیؒ جیسے اللہ والے آپؒ کی مجلس میں شرکت کرتے تھے۔ آپؒ کی صحبت کی برکت سے حضرت شبلیؒ بھی محب خدا بن گئے تھے۔

شبلیؒ کے بارے میں لکھا ہے کہ آپؒ کو اللہ سے ایسی محبت تھی جب بھی آپ کے سامنے کوئی اللہ کا نام لیتا آپؒ اس کا منہ میٹھا کر دیتے تھے اور بزبان حال فرماتے کہ

اس نے میرے محبوب کا نام لیکر میرے دل کو ٹھنڈا کیا ہے اور میں اس کا منہ میٹھا نہ کروں ایسا کیسے ہو سکتا ہے خیر بات پر تو بات نکلتی ہی ہے تو میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت شبلیؒ کی اس کیفیت محبت میں حضرت سمنون محبؒ کا بڑا حصہ ہے۔ بندے کے پیر و مرشد نے ایک موقعہ پر ارشاد فرمایا کہ آم والوں سے آم ملتا ہے روٹی والے سے روٹی ملتی ہے اسی طرح اللہ والوں سے اللہ ملتا ہے۔

احقر مؤلف عرض کرتا ہے کہ جو شخص اس زمانے میں حضرت سمنون ثانی کی مجلس میں شرکت کرنا چاہتا ہو تو وہ بندہ کے پیر و مرشد عاف باللہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کی مجلس میں صرف ایک مرتبہ حاضر ہو کر سامع کے آداب کی رعایت کرتے ہوئے حضرت والا کے محبت الٰہی سے لبریز ارشادات کو سنے گا تو انشاء اللہ اختتام مجلس تک اس اللہ کے بندہ کا دل محبت الٰہی سے لبریز ہو چکا ہو گا اور گناہوں کے سمندر میں غوطہ لگانے والے شخص کے دل میں بھی محبت الٰہی کی شمع روشن ہو چکی ہو گی!

اب قارئین کے سامنے حضرت سمنون محبؒ کے چند محبت بھرے واقعات پیش خدمت ہیں!

حضرت سمنون محبؒ کی اللہ سے محبت کا منظر

حضرت بابا فریدؒ نے اپنی ایک مجلس میں حضرت سمنونؒ کے واقعہ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:

حضرت [illegible] رماتے ہیں کہ ہمیشہ میرا سر خداتعالیٰ کی محبت کے سوا مشغول نہیں ہوا اور آپ کو سمنون محب اس لئے بلاتے ہیں کہ آپ کا ظاہر اور باطن سب کا سب صفات محبان ہو چکا تھا۔

فرماتے ہیں کہ شریعت کی اقامت پر میں نے ایک عورت سے نکاح کیا اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک لڑکی مرحمت فرمائی میرا دل اس کی طرف مائل ہوا خواب میں دیکھتا ہوں کہ قیامت برپا ہے اور ایک بلند جھنڈا جس کے نیچے بہت سی خلقت جمع ہے میں اس کی طرف چلا اور دریافت کیا کہ یہ جھنڈا کیسا ہے اور جو اس کے نیچے ہیں وہ کون ہیں؟ مجھے کہا گیا کہ یہ محبان خدا کا لواء ہے اور یہ سب اللہ تعالیٰ کے محب ہیں (یہ سنکر) میں بھی انکے درمیان

چلا گیا۔ ایک نے میرا بازو پکڑ کر مجھے کہا کہ تو ان میں سے نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ میں بھی حق تعالیٰ کا محب ہوں کہنے لگے کہ تیرا نام محبوں کے دیوان سے نکالدیا گیا ہے۔

میں نے بارگاہ میں عرض کی:

الٰہی ان کانت ھی تقطعنی عنک فارفعھا

مولا اگر یہ میری بیٹی مجھے تجھ سے علیحدہ کرنے والی ہے تو اس کی جان قبض کر لیجئے۔

معا میرے کان میں عورتوں کی آواز پہنچی کہ رو رہی ہیں میں خواب سے جاگ پڑا اور پوچھا کہ کیا سبب ہے؟ کہنے لگیں کہ آپ کی بیٹی چھت پر سے گر پڑی ہے اور گردن ٹوٹ گئی ہے۔

حضرت سمنون محبؒ کا ایک اور واقعہ

۷ حضرت مولانا تھانویؒ نے اپنے ایک وعظ میں ان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ: ایک مرتبہ حضرت سمنون عشق الٰہی میں کچھ گفتگو کر رہے تھے کہ ایک چڑیا ان کے قریب آ کر بیٹھ گئی پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ چڑیا ان کی گود میں آ بیٹھی اور تڑپنے لگی اور اس طرح تڑپ تڑپ کر ان کی گود میں مر گئی۔

دیکھئے یہ ہے عشق کا اثر اب جو لوگ انکار کرتے ہیں وہ بتائیں کہ یہ کس چیز کا اثر تھا جس نے جانوروں میں بھی آگ لگا دی تو پھر انسان میں اگر آگ لگ جائے تو کیا بعید ہے حضرت سمنونؒ اللہ کے عشق میں اس قدر سرشار رہتے تھے کہ اس بناء پر ان کا لقب ہی محب پڑ گیا۔ (مکاشفۃ القلوب و مواعظ اشرفیہ)

جب محبت کسی شے کی اتنی بڑھ جائے کہ وہ شے اپنی جان، مال، عزت آبرو اور اپنی ہر محبوب چیز سے زیادہ پیاری ہو جائے تو اسی کیفیت کا نام عشق ہے۔ دیکھئے حضور اکرم ﷺ اپنے رب کریم سے کیا شے طلب فرما رہے ہیں اور کس چیز کی درخواست کر رہے ہیں حضرت عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس طرح دعا مانگا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ

اے اللہ تعالیٰ تو اپنی محبت مجھے میری جان میرے اہل و عیال اور سرد پانی کی محبت سے بھی زیادہ اور بڑھ کر عطا فرما۔

ہر وہ محبت جس میں نفس کی لذت کا کوئی حصہ نہ ہو خدا کے نزدیک پسندیدہ ہے کہ یہی محبت ہے کہ اگر اس کا رخ پھیر دیا جائے تو خدا طلبی کے راستے پر ڈال دیتی ہے۔ چنانچہ صوفیاء کی جو اصطلاح فنا فی الشیخ کے نام سے مشہور ہے، اس کا مطلب یہی ہے کہ وہ مرید جس کا دل محبت و عشق حقیقی سے بالکل نا آشنا ہے اس کو پہلے شیخ کی محبت سے آشنا کیا جائے، پھر اس محبت کو اللہ کے رسول کی طرف پھیر دیا جائے۔ تاکہ اس محبت سے حق تعالیٰ کی محبت نصیب ہو جائے اور اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اور فاتبعونی یحببکم اللہ اس پر شاہد ہے۔ (آئینہ سلوک ص ۲۳۷ و حیات صوفیہ ص ۲۱۴)

آپ ؒ کی عبادت کا منظر

ابو احمد القلانسیؒ نے بیان کیا کہ رات دن کے اندر حضرت سمنونؒ کا معمول پانچ سو رکعت نماز پڑھنے کا تھا جسے وہ پابندی سے پورا کرتے تھے۔ کسی نے آکر کہا کہ بغداد میں ایک آدمی نے فقراء پر چالیس ہزار درہم خرچ کئے ہیں حضرت سمنونؒ نے فرمایا ہم رقم خرچ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور ابو احمد جب ہم کو اس کی استطاعت نہیں تو چل کسی گوشہ میں جا کر ایک ایک درہم کے بدلے ایک ایک رکعت نماز پڑھیں۔ چنانچہ ہم مدائن کے شہر میں چلے گئے وہاں جا کر چالیس ہزار رکعت نماز پڑھی۔

(حیات صوفیہ ص ۲۱۴ و مراۃ الاسرار ص ۳۳۶)

سمنون محبؒ کا ہمسایہ

سمنون محبؒ کہتے ہیں کہ ہمارے ہمسایہ میں ایک شخص رہتا ہے اس کے پاس ایک لونڈی تھی جس سے اس کو کمال محبت تھی۔ اتفاقاً وہ بیمار پڑی ایک روز وہ شخص اس کے لئے خرما اور پنیر کے گھی میں حلوہ بنا رہا تھا۔ جس وقت وہ چمچہ پھیر رہا تھا، اس لونڈی نے کرب مرض میں آہ کہا اس شخص نے جو یہ آواز سنی اس کے ہوش جاتے رہے اور چمچہ ہاتھ سے گر پڑا اور اضطراب میں انگلیوں سے ہی ہانڈی چلانے لگا، یہاں تک کہ انگلیاں اس کی سب جل کر گر گئیں اس لونڈی نے پوچھا یہ کیا ہے اس نے کہا کہ یہ تیری

آہ کی تاثیر ہے۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۹۴)

دوست کا نام لیتے ہی جان نکل گئی

۸ حضرت محبوب الٰہیؒ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں کہ دوست کا نام سنتے ہی اپنی جان و مال فدا کر دیتے ہیں۔ چنانچہ اسرار تابعین میں ایک واقعہ ہے۔
ایک درویش ساٹھ سال تک ایک جنگل میں عالم تفکر میں رہا اچانک غیب سے آواز آئی: یااللہ درویش نے جب اپنے محبوب کا نام سنا تو ایک نعرہ مارا اور گر کر مر گیا۔
(راحت القلوب)

لفظ اللہ سے محبت کا منظر

۹ میرے شیخ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کے شیخ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحبؒ بڑے اللہ والے تھے اور حضرت کو اپنے محبوب (یعنی اللہ) کے اسم سے ایسی محبت تھی کہ جب لفظ اللہ کہتے تو محبوب کے نام کی لذت و محبت کی وجہ سے آنسو بہہ پڑتے اور حضرت شاہ عبدالغنی تلاوت کے درمیان نعرہ لگاتے تھے اللہ...... اللہ...... جب اللہ زور سے کہتے تھے پوری مسجد ہل جاتی تھی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ اللہ کو دیکھ رہے ہیں اور کبھی تلاوت کے درمیان یہ مصرع بھی پڑھتے تھے۔

آجا مری آنکھوں میں سما جا مرے دل میں

اگر میرا مالک میرا جوڑ جوڑ بھی الگ کر دے

۱۰ بشرؒ کہتے ہیں کہ میں نے شروع سلوک میں جزیرہ عبادان کا قصد کیا وہاں ایک شخص کو دیکھا کہ اندھا اور کوڑھی اور مجنون اور مرگی زدہ ہے اور چیونٹیاں اس کا گوشت کھا رہی ہیں۔ میں نے اس کا سر اٹھا کر اپنی گود میں رکھ لیا اور کچھ کہتا رہا۔ جب اس کو ہوش آیا تو کہا یہ کون اجنبی آدمی ہے جو میرے اور میرے پروردگار کے معاملے میں دخل دیتا ہے؟ اگر وہ میرا ایک ایک جوڑ کاٹ ڈالے گا تب بھی میں اس کی محبت زیادہ ہی کروں گا۔
بشرؒ کہتے ہیں کہ بعد اس معاملے کے جب کبھی مجھ کو اس طرح کا معاملہ بندے میں اور پروردگار میں معلوم ہوا میں نے کبھی اس کو برا نہیں جانا۔ (ز احیاء العلوم)

محبت الٰہی میں ایک عجیب دعویٰ

۱۱ ایک اللہ والے جو روزانہ دعا مانگتے تھے کہ خداوندا اگر تو نے کل قیامت کے دن مجھ کو جلایا یا دوزخ میں جھونکا تو قسم ہے تیری ہی عزت وجلال کی کہ دوزخ کے دروازہ پر آتش عشق سے ایک ایسی آہ سینہ سے کھینچوں گا کہ دوزخ کی ساری آگ نیست ونابود ہو جائے گی۔

لوگوں نے ان سے پوچھا کہ اے خواجہ یہ کیسی بات کر رہے ہو، دوزخ کی آگ کو کس طرح ختم کر سکتے ہیں؟ جواب دیا کہ دوزخ کی ہزاروں شعلہ بداماں آگ محبت کی آگ کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتی جس وقت بھی عشق والے اپنے سینہ سے ایک آہ کھینچیں گے دوزخ کی ساری آگ ختم ہو جائے گی، کیونکہ کوئی آگ بھی محبت کی آگ سے بالاتر اور روشن تر نہیں ہے۔

بابا فرید ؒ کا ملفوظ: فرمایا جس طرح کی سخت آگ درویشوں کے سینہ میں دبی ہوئی ہے اگر اس میں سے ذرا سی بھی خدانخواستہ سکر کے عالم میں باہر پھوٹ پڑے تو عرش سے فرش تک سب کو جلا کر بھسم کر دے۔

(اسرار اولیاء و سیر اولیاء و دلیل العارفین)

والذین امنوا اشد حبا للہ پر ربیع بن خثیم ؒ کا واقعہ

۱۲ حضرت ربیع بن خثیم ؒ عید الاضحیٰ (بقر عید) میں جب قربانی کرتے تو فرماتے تیری عزت اور جلال کی قسم اگر مجھے یہ معلوم ہو کہ تیری خوشنودی اپنے آپ کو ذبح کرنے میں ہے تو میں تیرے لئے اپنی جان قربان کر دیتا۔ (اولیاء اللہ کے اخلاق ص ۳۹)

خواجہ فتح بن علی موصلی کا محبت الٰہی سے لبریز واقعہ

۱۳ حضرت خواجہ ؒ عید الاضحیٰ کے دن کوچہ وبازار میں پھر رہے تھے اسوقت لوگ قربانیاں کر رہے تھے آپ ان کو حسرت سے دیکھتے رہے پھر آپنے محبت الٰہیہ میں فرمایا:

اے میرے رحیم و کریم پیارے اللہ میرے پاس کچھ نہیں ہے کہ جو تیرے لئے آج قربانی کردوں میرے پاس صرف یہ جان ہے (وہ بھی تیری ہے)۔

یہ کہہ کر انگلی اپنے گلے پر رکھ کر پھیری اور گر کر جاں بحق ہو گئے اس وقت ایک ہرے رنگ کی لکیر آپ کے گلے پر دیکھی گئی۔ (نفحات الانس ص ۶۵۶)

صابر عاشق کا واقعہ

۱۴ حضرت عبدالواحد بن زیدؒ (م ۱۷۷ھ) فرماتے ہیں کہ ایک روز میں بازار گیا' راستہ میں ایک شخص ملا جسے جذام کی بیماری تھی بدن میں زخم تھے اور وہ نابینا واپاہج ہو چکا تھا گلی کے بچے اسے پتھر مار رہے تھے جس کی وجہ سے اس کا چہرہ خون آلود ہو گیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ اپنے ہونٹوں کو حرکت دے رہا ہے میں اس کے قریب گیا تاکہ بات سن سکوں کہ کیا کہہ رہا ہے میں نے سنا کہ وہ شخص کہہ رہا ہے:

یا سیدی انك لتعلم انك لو قرضت لحمی بالمقاریض و نشرت عظامی بالمنا شیر ما ازددت لك الا حبا' فاصنع بی ماشئت

میرے مولا تو خوب جانتا ہے کہ اگر تو قینچیوں سے میری ایک ایک بوٹی بھی کاٹ دے اور میری ہڈیاں آروں سے چیر ڈالے تب بھی تیرے ساتھ میری محبت ہی بڑھے گی' اب تجھے اختیار ہے جو چاہے کرے۔

(صفۃ الصفوۃ ج ۴ ص ۱۱ بحوالہ جواہر پارے)

تیری بے رخی کو ہم برداشت نہیں کر سکتے

۱۵ حضرت ابراہیم بن ادہمؒ ایک بار سیاحت کر رہے تھے راستے میں کہیں کسی پہاڑ پر ایک شخص نے دو شعر پڑھے شاعر نے اپنے محبوب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا:

تیری ہر بات ہم نظر انداز کر دیتے ہیں لیکن ہم سے تیری بے رخی ناقابل برداشت ہے۔

یہ سن کر ابراہیم بن ادہمؒ پر اضطراری کیفیت طاری ہو گئی یہاں تک کہ وہ بے ہوش ہو گئے اور ایک دن رات بے ہوش رہے۔ جب ہوش آیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے پہاڑ کی طرف سے یہ آواز سنی "یا ابراھیم کن عبدا" (اے ابراہیم بندہ بن کر رہو) یہ سنتے ہی مجھے ہوش آ گیا اور اضطراب دور ہو گیا۔ (احیاء العلوم ج ۴)

والذین امنوا اشد حبا للہ پر یونس ؑ کا واقعہ

۱۶ طهارة القلوب: سید عبد العزیز ویری قال الجنید البغدادی بکی یونس علیه السلام حتی عمیٰ وقام

حتی وصلی حتی اقعد و کان یقول عزتك و جلالك لو کان بینی و بینك لجاد من نارلخصتها شوقا الی لقائك۔

حضرت جنید بغدادیؒ کہتے ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام روئے یہاں تک کہ آپ کی آنکھیں جاتی رہیں اور خدا کی عبادت میں اس قدر کھڑے رہے کہ کمر جھک گئی اور اس قدر نماز پڑھی کہ ٹانگیں رہ گئیں باوجود اس قدر کثرت سے عبادت کرنے کے یہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے قسم ہے تیری عزت تیرے جلال کی اگر میرے اور حضور کے درمیان میں سمندر آگ کے پیدا ہو جائیں تو بھی میں آپ کے دیدار کے شوق میں آگ کے سمندروں میں کود پڑوں گا۔

یعنی اے مولیٰ اگر ایک طرف مجھے کھڑا کرے اور دوسری طرف آپ تشریف رکھیں اور بیچ میں جہنم کو رکھیں پھر مجھے اپنے پاس بلائیں تو سارے جہنم کو عبور کر کے حضور کے پاس تک پہنچ جاؤں گا اللہ اکبر کیا محبت الٰہی میں چور ہیں ایک جان نہیں ہزار جانیں اس کے شوق کے لئے کو تیار ہیں۔

(طہارۃ القلوب بحوالہ مواعظ ابراہیمی اور احیاء العلوم ج ۴ ص ۵۱۰ و کیمیائے سعادت و فوائد الفوائد)

والذین امنوا اشد حبا للہ پر شیخ زندہ دلؒ کا واقعہ

۱۷ حضرت نظام الدین اولیاء قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ لاہور میں ایک بہت بڑے بزرگ شیخ زندہ دل نام کے رہتے تھے ایک مرتبہ عید کے دن جب سب مسلمانوں کے ساتھ عید کی نماز کے لئے چلے تو ان بزرگ نے اپنا منہ آسمان کی طرف کر کے کہا الٰہی آج عید کا دن ہے ہر شخص اپنے سرپرستوں سے عید کا انعام مانگتا ہے مجھے بھی آپ کی جناب سے عیدی ملنی چاہئے ان کا اتنا کہنا تھا کہ آسمان سے ایک پارچہ حریر جس پر یہ لکھا تھا کہ:

"ہم نے دوزخ سے تجھ کو خلاصی بخشی"

آپ کی گود میں آکر گرا تمام لوگ جو موجود تھے اس کرامت کو دیکھ کر آپ کی طرف رجوع ہوئے اور بہت اعزاز و اکرام کیا انہیں لوگوں میں سے کسی نے کہا یا حضرت آپ نے رب العزت سے عیدی حاصل کر لی اب آپ اپنی طرف سے کچھ عیدی مجھے بھی عطا فرمائیں شیخ نے وہی پارچہ حریر اس کو یہ کہہ کر دے دیا کہ لے جا یہ تیری عیدی ہے

کل کو میں اور آتش دوزخ باہم سمجھ لیں گے۔ (فوائد الفواد و آئینہ سلوک ص ۲۰۸)

واللذین امنوا اشد حبالله پر شیث علیہ السلام کا واقعہ

۱۸ حضرت بابا فرید ؒ نے اپنی مجلس میں شیث علیہ السلام کا واقعہ سناتے ہوئے فرمایا کہ حضرت شیث علیہ السلام اتنا روئے (محبت الٰہی میں) کہ اندھے ہو گئے۔ لوگوں نے ان سے پوچھا کہ آپ اتنا کیوں روئے کہ اندھے ہو گئے؟ جواب دیا کہ دو وجہ سے 'ایک تو نالائق چیز کے دیکھنے سے دوسرے یہ خیال کر کے جو آنکھ دوست کے جمال کو دیکھتی ہو اس کا دعویٰ کرتی ہو افسوس ہے کہ اس کے بعد وہ دوسری چیز کو دیکھ لے پس یہ زیادہ اچھا ہو گا کہ میں اندھا ہو جاؤں تاکہ کل جب میں محشر میں اٹھوں اپنے دوست کے جمال کو دیکھتے ہوئے آنکھ کھولوں اس کے بعد ساٹھ سال تک وہ اور زندہ رہے کسی شخص نے نہیں دیکھا کہ انہوں نے آنکھ کھولی ہو۔

پھر حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا کہ یہ شعر خواجہ قطب الدین بختیار ؒ کی زبان سے میں نے سنا تھا: ؎

دیدہ کو جمال دوست بدید
تابود زندہ مبتلا باشد

جس آنکھ نے دوست کا جمال دیکھ لیا' جب تک وہ زندہ رہے گا اسی میں مبتلا رہے گا۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! حق تعالیٰ کی محبت میں سچا وہ شخص ہے کہ جس کی آنکھ دیدار حق سے سرفراز ہو جائے تو پھر وہ آنکھ کو بند کر لے تاکہ کسی دوسری چیز کو نہ دیکھ سکے 'البتہ کل قیامت کے دن تجلی کے وقت جلوہ الٰہی سے بہرہ مند ہو اور اس وقت بھی' جب آنکھ کھولنے کیلئے دوست کا تقاضا ہو تب آنکھ کھولے۔ (ملفوظات بابا فرید ص ۷۴)

ابراہیم ؑ کا محبت بھرا واقعہ

۱۹ ایک مشہور حدیث ہے کہ جب ملک الموت حضرت ابراہیم ؑ کی روح قبض کرنے کیلئے وارد ہوئے تو آپ ؑ نے ملک الموت سے فرمایا:

ھل رایت خلیلا یمیت خلیلہ

بھلا تم نے ایسا دوست دیکھا ہے جو اپنے دوست کو مارے۔

حق تعالیٰ نے ملک الموت کو وحی فرمائی کہ کہہ:

هل رايت محبا يكره القاء حبيبه

کیاتم نے ایسا محب بھی دیکھا ہے جو اپنے حبیب کی ملاقات کو برا جانے۔

(احیاءالعلوم ج ۴ واسرار اولیاء)

والذین امنوا اشد حبالله پر حضرت شبلیؒ کا واقعہ

۲۰ ایک زمانہ میں بغداد کو خوب سجایا گیا اور زیب وزینت سے آراستہ کیا گیا مگر اس میں فسق وفجور، بے دینی، اللہ کی نافرمانی اور بد اعمالیوں کا زور تھا، حضرت شبلیؒ زندہ تھے کہ رات کو خواب میں ابو حاتم عطارؒ کی زیارت ہوئی، ابو حاتمؒ نے فرمایا کہ اے شبلیؒ! اگر یہ نہ ہو تا کہ تو بغداد میں اللہ اللہ کر رہا ہے نہیں تو اللہ رب العزت سارے بغداد کو جلا دیتے، صبح جب شبلیؒ لوگوں سے ملے تو اپنے بے تکلف ساتھیوں سے خواب کا سارا واقعہ سنادیا لوگوں نے کہا "حضرت! ہم بھی تو اللہ اللہ کرتے ہیں" (ساعتے با اولیاء ص ۴۷)

شبلیؒ پاگل خانہ میں

۲۱ کہتے ہیں شبلیؒ کو پاگل خانہ میں بند کر دیا گیا تو کچھ لوگ ان کے پاس آئے شبلیؒ نے پوچھا: تم کون لوگ ہو؟ جواب دیا ہم تمہارے محب ہیں اس پر شبلیؒ نے ان پر پتھر پھینکنے شروع کر دیئے اور وہ بھاگ گئے یہ حال دیکھ کر شبلیؒ نے کہا: اگر تم میری محبت کا دعویٰ کرتے ہو تو میری تکلیف پر بھی صبر کرو شبلیؒ نے یہ قطعہ پڑھا۔

يا ايها السيد الكريم

حبك بين الحشا مقيم

يا رافع النوم عن جفوني

انت بما مربي عليم

اے سید اور کریم تیری محبت میرے تن دھن میں مقیم ہے۔ اے محبوب! جس نے میری آنکھوں سے نیند اڑادی ہے تجھے معلوم ہے کہ مجھ پر کیا گزری۔ (مکاشفۃ القلوب)

والذین امنوا اشد حبالله پر ایک نوعمر لڑکی کا واقعہ

[۲۱] حضرت ابوالقاسم جنیدؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ تن تنہا بیت اللہ شریف گیا اور وہاں کی مجاورت اختیار کی اور میری عادت تھی کہ جب رات کو خوب تاریکی ہو جاتی تھی تو میں طواف کرتا۔ حسب عادت ایک دن طواف کر رہا تھا کہ ایک نوعمر لڑکی کو دیکھا کہ طواف کرتی جاتی ہے اور یہ اشعار نہایت ذوق و شوق سے گاتی جا رہی ہے:۔

ابی الحب ان یخفی و کم قد کتمته
فاصبح عندی قد اناخ و طنبا
اذا اشتد شوقی هام قلبی بذکره
وان رمت قربا من حبیبی تقربا
ویبدوا فافنی ثم احیابه له
و یسعدنی حتی الذواطربا

☆ محبت اور عشق کو میں نے بہت چھپایا لیکن اب کسی طرح نہیں چھپ سکتا اس نے تو میرے پاس ڈیرہ ہی ڈال دیا۔

☆ جب مجھے محبوب کا شوق زیادہ ہوتا ہے تو میرا دل اس کی یاد میں حیران و مضطرب ہوتا ہے

☆ اور اگر میں اپنے دوست کے قرب کا قصد کرتی ہوں تو وہ مجھے اپنی دولت قرب سے محروم نہیں فرماتا بلکہ قریب ہو جاتا ہے۔

☆ اور جب میرا محبوب تجلی ڈالتا ہے تو میں فنا ہو جاتی ہوں اور پھر اس کیلئے اور اسی کی دست گیری سے زندہ ہو جاتی ہوں اور وہی میری امداد کرتا ہے حتی کہ میں اسکی عنایتوں سے لذت حاصل کرتی ہوں۔ (نزہۃ البساتین و کرامات اولیاء)

حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا اے لڑکی! تو اللہ سے نہیں ڈرتی کہ بیت اللہ شریف میں ایسے اشعار گاتی ہے؟ وہ میری طرف متوجہ ہوئی اور بولی جنید! اگر خوف الٰہی نہ ہوتا تو میں میٹھا خواب کیوں چھوڑتی؟ خوف ہی نے تو مجھے میرے وطن سے بے وطن کیا ہے، اسی کے عشق میں تو بھاگی پھرتی ہوں، اسی کی محبت نے تو مجھے حیران بنا رکھا ہے۔ پھر پوچھا اے جنید بتاؤ تم بیت اللہ کا طواف کرتے ہو یا رب بیت اللہ کا؟ میں نے کہا میں تو بیت اللہ کا طواف کرتا ہوں۔ یہ سن کر آسمان کی طرف منہ اٹھایا اور

بولی سبحان اللہ آپ کی بھی کیا شان ہے مخلوق جو خود پتھروں جیسی ہے وہ پتھروں ہی کا طواف کرتی ہے۔

جنیدؒ فرماتے ہیں کہ مجھ پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ میں بے ہوش ہو گیا اور جب ہوش آیا تو اس لڑکی کو نہ دیکھا۔ (کرامات اولیاء ص ۹۱)

خدا کو تجھ سے محبت ہے

۲۳ عطاءؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک بازار میں گیا دیکھا تو وہاں ایک مجنونہ لونڈی فروخت ہو رہی ہے۔ میں نے اسے سات دینار دیکر خرید لیا اور اپنے گھر لے آیا۔ جب رات کا کچھ حصہ گزرا میں نے اسے دیکھا کہ وہ اٹھی اور وضو کر کے نماز شروع کر دی اور نماز میں اس کی حالت یہ تھی کہ آنسوؤں سے اس کا دم گھٹا جا رہا تھا اور یہ مناجات کرتی تھی کہ:

اے میرے معبود آپ کو مجھ سے محبت رکھنے کی قسم مجھ پر رحم کیجئے۔

یہ حال اس کا دیکھ کر مجھے اس کے جنون کی حالت معلوم ہوئی اسے اس قسم کا جنون ہے۔ میں نے اسکی یہ مناجات سن کر کہا لونڈی تو اسطرح نہ کہہ بلکہ اس طرح کہہ:

اے اللہ تجھ سے مجھے محبت رکھنے کی قسم

یہ سن کر بولی چل دور ہو مجھے قسم ہے اس حق کی اگر اسے مجھ سے محبت نہ ہوتی تو تجھے میٹھی نیند نہ سلاتا اور مجھے یوں کھڑا نہ رکھتا پھر منہ کے بل گر پڑی اور پھر یہ اشعار پڑھے ؎

الکرب مجتمع والقلب محترق
والصبر مفترق والدمع مستبق
کیف القبله علی من لا قرار له
مما جناه الهوی والشوق والقلق
یا رب ان کان شیٔ فیه لی فرح
فامنن علی به مادام بی رمق

اضطراب جمع ہونے والا اور دل جلنے والا ہے اور صبر الگ ہے اور آنسو آگے بڑھنے والے ہیں جس کو عشق اور شوق اور تڑپ کے حملوں سے بالکل چین نہیں اس کو بھلا کس طرح سکون اور قرار ہو میرے رب اگر کوئی شے ایسی ہو

کہ اس سے غم دفع ہو جب تک کچھ جان باقی ہے اس سے مجھ پر احسان فرمائیے۔

پھر نہایت بلند آواز سے پکارا کہ اے اللہ میرا اور آپ کا معاملہ اب تک پوشیدہ رہا اور اب مخلوق کو بھی خبر ہو چکی ہے! اب مجھ کو آپ اپنے پاس بلا لیجئے یہ کہہ کر زور سے ایک ایسی چیخ ماری کہ اس کے صدمہ سے جان دیدی اور فوت ہو گئی۔

(کرامات اولیاء ص ۸۵ سے ۸۶ نزہۃ الباتین حکایت نمبر ۲۵)

والذین امنوا اشد حبا للہ پر ابراہیمؑ کے واقعات

۲۴ ایک اللہ والے نے فرمایا کہ خاص محبت اس کا نام ہے کہ محبوب چیز کو دوست پر ایثار کر دے۔ ابراہیم علیہ السلام اس محبت پر پورے اترے اور فرمان الٰہی والذین آمنوا اشد حبا للہ پر پورے اترے اور یہ آیت آپ پر صحیح صادق آتی ہے۔

مختصر روض الریا میں لکھا ہے

اوحی اللہ تعالی الی نبیه ابراہیم علیه السلام یا ابراہیم انك لی خلیل فاحذر اطلع علیٰ قلبك فاجده مشغولا بغیری فیقطع حبك منی فانی انما اختار لحبی من لواحر قته بالنار لم یلتفت قلبه عنی ولم یشتغل بغیری. فاذا کان کذالك احببته مالا ینقطع منه ابدا

حضرت ابراہیمؑ پر وحی نازل ہوئی:

ابراہیمؑ تم ہمارے خلیل ہو (اور ہم تمہارے خلیل ہیں) ذرا اس بات سے بچنا کہ میں تمہارے قلب کی طرف نظر ڈالوں اور وہاں کسی غیر کو پاؤں اگر ایسا کرو گے میری محبت اور دوستی ٹوٹ جائے گی، میری نظر سے گر جاؤ گے۔ میں ایسے شخص سے محبت کرتا ہوں کہ اگر میں اسے آگ میں ڈال کر جلا ڈالوں تب بھی اس کے دل میں سوائے میرے کسی دوسرے کا خیال تک نہ آئے اور اسی طرح اس کا دل میری محبت میں مضبوط رہے جب ایسا تعلق ہو گا تو میں اس بندے سے اتنی محبت کروں گا جو کبھی نہیں ختم ہو گی۔

حضرت ابراہیمؑ نے ایسا ہی کر دکھایا۔ جب آپؑ نے قتل اغیار یعنی قوم نمرود کے بت خانہ میں تشریف لے جا کر سارے بتوں کو توڑا اور قوم نمرود نے آپ کو گرفتار

کیا اور یہ تجویز ہوا کہ ابراہیمؑ کو آگ میں جلایا جائے نمرود نے آتش خانہ ابراہیمؑ کے لئے تیار کیا۔

تاریخ طبری وابن الاثیر میں لکھا ہے

ایک مربع میل کا احاطہ بنایا گیا جس کی چار دیواری ۲۰ گز بلند تھی اس میں لکڑیاں جمع کرنی شروع کیں۔ ہر شخص اس کام کو بڑا نیک کام خیال کرتا تھا۔ بیمار منت مانتا، اگر میں اچھا ہو گیا تو ابراہیمؑ کے جلانے کے احاطہ میں اس قدر لکڑیاں اپنے پاس سے پہنچاؤں گا۔ عورت کہتی، اگر میرا خاوند تندرست ہوا تو میں اتنی لکڑیاں اس ثواب کے کام میں دوں گی۔ غرض یہ کہ رعیت نے مدد دی باقی نمرود کیطرف سے ایک مہینے میں وہ احاطہ بھر گیا اوپر سے روغن وغیرہ ڈال کر آگ لگادی۔ یہ پھر اس زور سے آگ بھڑنے لگی کہ شعلے اسکے آسمان تک جانے لگے کیا مجال کہ کوئی پرند جانور احاطہ کے اوپر سے گزر جائے۔

جب دور دور تک آگ کے شعلے اور تیزی سے پہنچنے لگے تب حضرت ابراہیمؑ کو قید خانہ سے باہر لائے منجنیق ڈھیلکے کی صورت بنا کر اس پر حضرت ابراہیمؑ کو زنجیروں سے باندھ کر رکھا گیا اور چاہا کہ آگ میں ڈالیں:

﴿فضبحت السموات والارض والجبال ومن فيها من الملائكته و جميع الخلق الا الثقلين ضبحته واحدة﴾

چیخ اٹھے آسمان اور زمین اور پہاڑ اور سارے فرشتے دفعۃً

اور عرض کیا:

﴿ربنا خليلك يلقى فى النار و ليس فى الارض احد يعبدك غيره﴾

اے اللہ جناب کا دوست اور خلیل آگ میں ڈالا جارہا ہے اگر آج یہ جل گیا تو پھر جناب کی عبادت زمین پر کون کرنے اٹھے گا۔ اے رب ہمارے ان کی مدد کرنے کی اجازت ہو

ارشاد ہوا:

هو خليلى ليس لى خليل غيره وانا اله ليس له الله غيرى فان استغاث بكم فاغيثوه وان لم يدع غيرى

فخلوا بيني و بين خليلي

حضرت ابراہیمؑ ہمارا پیارا دوست ہے سوائے اس کے آج روئے زمین پر ہمارا کوئی دوست نہیں اور ہم اس کے معبود ہیں۔ ہمارے سوا اس کا کوئی معبود نہیں تم جاؤ اگر وہ تم سے مدد طلب کرے تو تم اس کو مدد دو اور اگر وہ تم سے رخ بھی نہ ملائیں تو خلیل جانے اور ہم (رب) خلیل جانیں　　(مواعظ ابراھیمی)

تاریخ ثعلبی میں لکھا ہے

یہ حکم سنتے ہی ملائک حضرت ابراہیمؑ کے پاس حاضر ہوئے سب سے پہلے پانی کا مؤکل فرشتہ آپؑ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ آپؑ کے اشارہ کا منتظر ہوں ابھی اس آگ پر مینہ برسادوں؟ پانی کے خزانے میرے ہاتھ میں دے کر مجھے خدا نے بھیجا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس فرشتہ کی طرف سے منہ پھیرا اور فرمایا اما اليك فلا تیری مجھے کوئی حاجت نہیں۔ فوراً ہوا کا مؤکل فرشتہ حاضر ہوا۔ عرض کیا کہ ابراہیمؑ اشارہ کرو ابھی آندھی چلا کر ساری آگ اڑادوں؟ فوراً خلیلؑ اللہ نے ان غیروں سے منہ پھیرا اور فرمایا لا حاجة اليكم مجھے تمہاری حاجت نہیں ہے۔ اتنے میں جبرائیلؑ امین تشریف لائے اور فرمایا کہ ابراہیمؑ کچھ حاجت ہے آؤں اس آگ کو پر مار کر اڑادوں؟ فرمایا اما اليك فلا اے جبرائیلؑ مجھے تمہاری کچھ حاجت نہیں۔

حضرت جبرئیلؑ نے کہا ابراہیمؑ اچھا اگر غیر سے مدد نہیں لیتے تو اس مولیٰ سے طلب کرو۔ فرمایا حسبي سوالي علمه بحالي اے جبرائیلؑ وہ تو خود جانتا ہے، بس مجھے یہ کافی ہے۔ کیوں کہ اگر میں اس سے مدد طلب کروں تو کس منہ سے؟ وہ پاک ہے، میری زبان ناپاک۔ اگر دل سے طلب کروں تو میرا دل اس کا عاشق زادہ کب خلاف مرضی کر سکتا ہے؟

اے جبرائیلؑ!

من اوقد النار؟ قال جبرئيل اوقد ها النمرود، قال من حكم بذلك؟ قال الجليل، قال خليل راض بحكم الجليل

یہ آگ کس نے جلائی ہے؟ کہا نمرود نے اچھا نمرود کو کس نے حکم دیا ہے فرمایا رب جلیل نے۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ اے جبرائیلؑ خلیل راضی ہے۔

رب جلیل کے حکم سے تم ہٹ جاؤ دیکھو آگ خلیل کو جلاتی ہے یا خلیل اس آگ کو عشق الٰہی کی آگ سے جلاتا ہے۔

انیس الجلیس میں لکھا ہے

حضرت جبرائیلؑ نے عرض کیا کہ ابراہیمؑ آج میں آپ کے عشق کی حالت و کیفیت لکھوں گا۔ تو ابراہیمؑ نے بزبانِ حال یہ فرمایا کہ کس شئے پر لکھو گے؟ اگر پہاڑ پر لکھو گے تو وہ جل جائے گا، اگر لوہے پر لکھو گے تو لوہا پگھل جائے گا۔ یہ داستان عشق تو سوائے خلیل کے دل کے دوسری جگہ لکھی نہیں جا سکتی۔

اے جبرائیلؑ! ہٹ جاؤ فراق میں جان نکلی جاتی ہے آج رب جلیل نے بندے خلیل سے آگ کے اندر ملاقات کرنے اور دیدار کرانے کا وعدہ کیا ہے۔ سب کو ہٹایا اور تنہا نمرود کی آگ میں ڈالے گئے جب آگ میں پہنچ گئے۔

تب رب جلیل نے آگ کو پکارا:

﴿ یا نار کونی برداً و سلاماً علیٰ ابراهیم ﴾

اے آگ سرد اور سلامتی والی ہو جا ابراہیمؑ پر

ارشادِ باری ہوا اگر ابراہیمؑ کی زنجیروں کے سوا تو نے ایک رونگٹا بھی جلایا تو ایسے عذاب میں ڈالوں گا کہ جس کا کوئی شمار نہ ہو گا۔

آگ نے حضرت ابراہیمؑ کی آہنی قید کی زنجیریں جلا ڈالیں۔ پھر اسی وقت ٹھنڈی ہوئی وہ آدھی جلی ہوئی لکڑیاں گلاب، چنبیلی کے درخت بنے آب شیریں کی نہریں جاری ہوئیں۔ چالیس دن آپؑ اس آگ میں رہے، وہ سرور اور راحت آپؑ کو میسر ہوا کہ وہاں سے نکلنے کے بعد اس کا عشر عشیر بھی کبھی نصیب نہ ہوا۔

جب آگ ٹھنڈی ہو چکی تب حضرت جبرئیلؑ جنت سے ایک حلہ آپؑ کے لئے اور ساتھ ہی خدا کا سلام اور یہ پیغام لائے کہ اے ابراہیمؑ تم نے دیکھ لیا ہمارے پیاروں کو آگ نہیں جلا سکتی:

﴿ فاتقو النار التی اعدت للکفرین ﴾

قرآن مجید میں ظاہر فرمایا ہے کہ جہنم کی آگ دشمنوں کے لئے ہے خدا کے دوستوں پر وہ آگ گلزار ہو گی۔ دیکھو شفاعت صغریٰ کے موقعہ پر حضور اکرم ﷺ

سارے انبیاءؑ، اولیاءؒ، صلحاءؒ، شہداء کو ساتھ لے کر دوزخی لوگوں کے نکالنے کے لئے دروازہ جہنم کے اندر تشریف لے جائیں گے مگر وہ آپ کے لئے جنت کا چمن ہو گا۔

(مواعظ ابراہیمی)

ایک اللہ والے نے مذکورہ بالا واقعہ کو مختصر مگر عاشقانہ انداز میں تحریر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر سرزمین عراق پر توحید خداوندی کا اعلان کرتے ہوئے نہ صرف بت پرستی کا ہی انکار کر دیتے ہیں ،بلکہ اس قوم کے مندر میں گھس کر تمام بت بھی توڑ پھوڑ ڈالتے ہیں۔

جس پر نمرود (شاہ عراق ،جو خدائی کا دعویدار تھا) آپ کو دہکتی ہوئی آگ کے بہت بڑے آلاؤ میں پھینکنے کی دھمکی دیکر عشق حقیقی سے باز رہنے پر مجبور کرتا ہے۔ آفرین ہے آپ کے جذبہ عشق حقیقی پر آپ بلا خوف و خطر آگ میں چھلانگ لگا دیتے ہیں۔ مگر محبوب حقیقی کی یاد سے غفلت کسی قیمت پر گوارا نہیں کرتے۔ ؎

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لبِ بام ابھی

حضرت ابراہیمؑ کا یہ معجزہ تو مشہور ہے کہ نمرود نے آپ کو آگ میں ڈال کر جلانا چاہا، لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے وہ آگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کچھ نہ بگاڑ سکی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا ایسا ہی نمونہ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا السلام کے ایک بزرگ حضرت ابو مسلم خولانیؒ کے لئے ظاہر فرمایا۔

جس وقت یمن کے جھوٹے مدعی نبوت اسود عنسی نے انہیں بلا کر اپنی نبوت کا اقرار لینا چاہا، لیکن انہوں نے آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو نبی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اس پر اسود عنسی نے آگ کی ایک زبردست چتا (آگ) دہکائی اور حضرت ابو مسلم خولانیؒ کو اس میں ڈال دیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے آگ کو ان کے حق میں بے ضرر بنا دیا، اور یہ اس سے صحیح سالم نکل آئے۔

لوگوں نے اسود عنسی کو مشورہ دیا کہ اب آپ ان کو مزید نہ چھیڑیں، البتہ اگر یہ

آپ کے ملک میں رہے تو لوگوں میں آپ کے خلاف فساد مچائیں گے اس لئے یہاں سے جلاوطن کردیں۔ چنانچہ اسود عنسی نے حضرت ابومسلم خولانیؒ کو جلاوطن کردیا۔

یمن سے جلاوطن ہو کر انہوں نے مدینہ طیبہ کا رخ کیا' جب یہ مدینہ طیبہ پہنچے تو آنحضرت ﷺ کی وفات ہوچکی تھی' اور حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بن گئے تھے مسجد نبوی ﷺ کے قریب پہنچ کر انہوں نے اپنی اونٹنی کو باندھا اور ایک ستون کی آڑ میں نماز پڑھنے لگے۔

حضرت عمرؓ نے انہیں دیکھا تو پوچھا: کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا" یمن سے!"۔ اس واقعہ کی شہرت مدینہ تک پہنچ چکی تھی کہ اسود عنسی نے ایک مسلمان کو آگ میں ڈالا تھا' مگر وہ اللہ کی رحمت سے محفوظ رہا' اسلئے حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا:

ہمارے اس دوست کا کیا قصہ تھا جسے اللہ کے دشمن (اسود عنسی) نے آگ میں ڈالا تھا، مگر اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا؟

ابومسلم خولانیؒ نے جواب دیا: وہ واقعہ عبداللہ بن ثوب کے ساتھ پیش آیا تھا۔ عبداللہ بن ثوبؒ ابومسلم خولانیؒ کا ہی نام تھا۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا: قسم کھا کر بتاؤ' وہ شخص تم ہی تو نہیں ہو؟

ابومسلم نے فرمایا: "ہاں وہ میں ہی ہوں"

حضرت عمرؓ نے یہ سن کر ابومسلم خولانیؒ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور انہیں حضرت ابوبکرؓ کے پاس لے گئے اور فرمایا:

اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے امت محمدیہ کے ایسے شخص کو دیکھنے سے پہلے موت نہیں دی جسکے ساتھ بالکل ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جیسا معاملہ ہوا۔

ابومسلم خولانیؒ حضرت معاویہؓ کے عہدہ خلافت تک زندہ رہے حضرت معاویہؓ ان کا بڑا احترام فرمایا کرتے تھے۔ یہ حضرت معاویہؓ کو نرم و گرم نصیحتیں کرتے رہتے تھے اور وہ ان کی باتیں بڑی قدر کے ساتھ سنتے تھے۔

(حلیۃ الاولیاء لابی نعیمؒ ص ۱۲۸ تا ۱۳۰ ج ۲)

حضرت ابراہیمؑ واسماعیلؑ کے محبت بھرے حالات

۲۵ بعض اہل اسرار نے لکھا ہے کہ ایک دن ابراہیمؑ حضرت اسماعیلؑ کو گود میں لے

کر پیار کر رہے تھے' ملائک نے جناب باری میں عرض کیا کہ الٰہی ابراہیم تیری محبت کا دعویٰ کرتا ہے' پھر وہ اپنے بیٹے کی محبت میں چور ہو رہا ہے۔ ارشاد ہوا کہ ابراہیم کے دل میں ہمارے سوا کسی کی محبت نہیں ہے اور میں بھی ابراہیم کو اس کے فرزند کے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہوں اس وقت تم دیکھ لو گے کہ سوائے میرے ابراہیم کو کسی کی محبت نہیں اور وہ ... کے ساتھ کیا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو آزمانے کے لئے کہ ابراہیم کے دل میں میری محبت زیادہ ہے یا بیٹے کی، آپ کو حکم دیا اور فرمایا تم اپنے فرزند کو ہمارے لئے ذبح کر دو۔ حکم الٰہی کو پورا کرنے کے لئے اسماعیل علیہ السلام کو خوب آراستہ کر کے جنگل میں رسی اور چھری سمیت پہنچے۔

وہاں پہنچ کر اسماعیلؑ نے پوچھا وہ قربانی کہاں ہے جس کو ذبح کرنے کے لئے ہم یہاں آئے ہیں، اسوقت ابراہیم علیہ السلام نے جواب میں یہ فرمایا جس کو قرآن شریف ذکر فرماتا ہے:

﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَىٰ﴾

جب دونوں چل کر دور پہنچے تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے کہا کہ اے میرے کم سن بچے میں چند بار خواب میں دیکھتا ہوں کہ گویا میں تجھے خدا کی راہ میں ذبح کرتا ہوں۔

اب اپنے جی کی بات سے مجھے اطلاع دو کیوں کہ یہ کام بغیر تمہاری رضامندی کے پورا نہیں ہو سکتا کہا:

﴿يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ﴾

یہ سن کر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا اے میرے ابا جان جلد کیجئے' وہ کام جس کا آپ کو حکم ملا ہے' بہت نزدیک ہے وہ وقت کہ آپ مجھے صبر والا پائیں گے۔

جب حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسماعیلؑ کو خدا کی فرماں برداری میں اپنے برابر کا پایا فوراً آپ کو گلے لگا کر پیار کیا اور فرمایا نعم المعین انت یا بنی اے بچے! تو میرے لئے خدا کی مرضی پوری کرنے میں بہت اچھا مددگار ہے۔ پھر دونوں باخدا

بزرگوں نے ذبح کی تیاری کی۔
جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چھری ہاتھ میں لی تب حضرت اسماعیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ ”ابا جان“ چند باتوں کی آپ کو وصیت کرتا ہوں:

- پہلی وصیت یہ ہے کہ آپ چھری کو بہت تیز کرلیں۔
- دوسری وصیت یہ ہے کہ میرے ہاتھ پیر مضبوط باندھ لیں شاید چھری کی تکلیف سے گھبرا کر ہاتھ پیر مارنے لگوں اور خدا کے ہاں 'بے صبر لکھا جاؤں' پھر خدا کے ہاں بے صبر کہہ کر پکارا جاؤں۔
- تیسری وصیت یہ ہے کہ میرے خون آلودہ کپڑوں کو لے جا کر میری ماں کو دے دیا جائے تا کہ وہ میرے خون کی نشانی سے مجھے یاد رکھے اور ہمیشہ میرے لئے دعا کرے کہ الٰہی اسماعیل کا خون قبول کیا جائے واپس نہ کیا جائے۔
- چوتھی وصیت یہ ہے کہ ذبح کرتے ہوئے مجھے منہ کے بل لٹا کر میرا منہ خاک میں چھپا دیا جائے ایسا نہ ہو کہ آپ میری صورت دیکھ کر ترس کھا کر خدا کے حکم میں دیر لگائیں۔

جب بہت تھوڑے سے لفظوں میں حضرت اسماعیلؑ ان درد ناک آخری وصیتوں کو پورا کر چکے تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہلے چھری کو پتھر پر خوب تیز کیا، پھر حضرت اسماعیلؑ کے ہاتھ پیروں کو رسی سے مضبوط باندھ کر قبلہ کی طرف آپؑ کا منہ کر کے ہاتھ میں آہنی چھری (دل میں عشق الٰہی کی کٹاری) لیکر نہایت مردانہ طرح سے اسماعیل علیہ السلام کے گلے پر پھیری۔
اِدھر چھری پھیری جاتی ہے، اُدھر آسمان کے دروازے کھولے گئے اور ارشاد ہوا کہ:

اے فرشتو! جاؤ آج تم بھی اسماعیلؑ کے قربان ہونے کا تماشہ دیکھو کہ ایک نبی دوسرا نبی بیٹے کو باپ صرف ہمارے لئے ذبح کرتا ہے 'تم نے ہم سے کہا تھا کہ الٰہی ابراہیم تیرا کیسا دوست ہے جو بیٹے کو اس کثرت سے پیار کرتا ہے الٰہی جب تیری محبت اس کے دل میں بھر چکی ہے تب دوسرے کی محبت کے لئے کب جگہ ہو سکتی ہے ملائکہ جاؤ تم کو اسکا جواب خود ابراہیم اپنے عمل سے دے گا۔

جب کچھ دیر تک برابر اسماعیلؑ کے گلے کو کچھ خبر نہ ہوئی تب حضرت اسماعیلؑ نے عرض کیا کہ:

اے ابا جان کیا آپ ابھی تک مجھے آزمائے جاتے ہیں جو میرے گلے پر الٹی چھری پھیرتے ہیں، اے ابا جان مجھے جلد ذبح کیجئے کہ اب انتظار شاق گزر رہا ہے۔

یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اور زیادہ زور سے چھری کو حضرت اسماعیلؑ کے گلے پر چلایا (کچھ بھی پتہ اثر نہ ہوا)۔ اس وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ ابا جانؑ کیا آپ نے اس وقت میرا منہ دیکھ لیا ہے اور آپ کو مجھ پر ترس آگیا ہے جو آپ کا ہاتھ کام نہیں دیتا' آپ مجھ کو سجدے میں ڈال کر ذبح کریں کہ ایک تو میری جان سجدہ میں نکلے دوسرے آپ کی طرف سے میرا منہ چھپ جائے گا اے ابا جان دیکھئے خدا کے حکم کی تعمیل میں دیر نہ کیجئے یہ سن کر حضرت اسماعیلؑ کو حضرت ابراہیم نے سجدہ میں لٹا کر پھر آپ کی گردن پر بہت زور سے چھری کو پھیرا مگر چھری نے ایک رونگٹا بھی نہ کاٹا۔

پھر دوبارہ چھری کو تیز کر کے زور سے چلایا تو بھی کچھ اثر نہ ہوا اس وقت حضرت اسماعیلؑ نے فرمایا کہ اے ابراہیمؑ مجھے آپ کھول دیجئے' مجھ کو باندھ کر ذبح نہ کیجئے کہ شاید ملائک یہ کہیں کہ اسماعیلؑ فرماں بردار کہاں رہا جب کہ رسی سے باندھ کر ذبح ہوا۔

حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسماعیلؑ کے ہاتھ پیر کھول دیئے تب بھی حضرت اسماعیلؑ نے عرض کیا کہ اب آپ تیسری دفعہ چھری کو پھر تیز کر لیجئے شاید پھر کام دے جائے' اِدھر حضرت ابراہیمؑ نے تیسری بار چھری کو تیز کیا اُدھر حضرت اسماعیلؑ بڑی خوشی سے ذبح ہونے کے لئے زمین پر لیٹے۔

جب اس دفعہ بھی چھری نے کچھ کام نہ دیا اس وقت ملائک نے شور کیا اور جناب باری میں عرض کیا کہ:

الٰہی! اسماعیل پر رحم کر اور ابراہیمؑ سے اس حکم کو معاف فرما

فرمایا:

پہلے تم نے کیوں کہا کہ ابراہیمؑ کو اسماعیل کی محبت بہت زیادہ ہے' اب تم دیکھ لو کہ ابراہیمؑ کو ہماری محبت زیادہ ہے یا اسماعیلؑ کی۔

جب چھری نے کچھ کام نہ دیا تو ناراض ہو کر ابراہیم نے چھری کو پھینکا اس وقت چھری نے پکارا:

یا ابراہیم الخلیل تقول مرۃ اقطعی والجلیل یقول سبعین مرۃ لا تقطعی

خلیل تو ایک دفعہ کہتا ہے اے چھری کاٹ رب جلیل ستر دفعہ فرماتا ہے کہ اے چھری نہ کاٹ بھلا اے ابراہیم اب میں کس طرح حضرت اسماعیل کا گلا کاٹ سکتی ہوں۔ (مواہد ابراہیمی)

مختصر یہ کہ جب آپ امتحان میں پورے اترے تو حکم الٰہی سے ایک دنبہ آیا آپ نے اس کو ذبح کیا اس طرح اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کا امتحان لیا اور ابراہیم اس میں پورے اترے۔

مفتاح العاشقین میں خواجہ صاحب کا ملفوظ لکھا ہے...... فرمایا خاص محبت اس کا نام ہے کہ محب اپنی ہر ہر چیز کو محبوب پر ایثار کر دے پھر آپ نے آپ کا یہ واقعہ سنایا اور پھر بے ہوش ہو گئے ہوش میں آکر آپ نے فرمایا محبت میں وہی صادق ہے اگر اسے ذرہ ذرہ بھی کر دیا جائے یا آگ میں ڈال دیا جائے تو وہ ثابت قدم رہے۔

عاشق پر آزمائشیں تو آتی ہیں

ایک اللہ والے کا ملفوظ حضرت نے پڑھا اپنے مرید سے فرمایا محبت و عشق کی راہ ایسی ہے اس میں جان پر کھیلنا پڑتا ہے اگر اس راہ میں قدم رکھنا ہے تو پہلے خوب سوچ لینا چاہیے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام عاشق تھے اور آپ کے عشق کی بہت کڑی آزمائش لی گئی لیکن آپ اپنی بات کے سچے اور عشق میں پکے تھے ہر آزمائش میں پورے اترے آگ میں ڈالے گئے بیوی، بچے اور وطن ترک کرنا پڑا چہیتے بیٹے کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا یہ معمولی آزمائشیں نہیں ہیں۔

فرمایا اللہ میاں کسی اور کا نہیں بننے دیتے جب دیکھا کہ بیٹے سے محبت کر کے غیر اللہ کی جانب راغب ہو گئے تو اسی بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دے دیا۔ اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھا کہ اپنے بیٹے سے بہت محبت ہے تو صاحبزادے کو کنویں میں پھینکوا کر قید کروا دیا گیا اور اس طرح باپ سے بیٹے کو جدا کر دیا۔ فرمایا جب انسان غیر اللہ

سے محبت کرتا ہے تو غیرت ایزدی جوش میں آجاتی ہے انبیاء علیہم السلام کی طرح اولیاء کرام پر بھی آزمائشیں آتی ہیں۔

۲۶ ایک مرتبہ سیدنا حسینؓ نے اپنے بچپن میں حضرت علیؓ سے سوال کیا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہے؟ فرمایا ہاں۔ پوچھا کہ میرے نانا جی سے محبت ہے؟ فرمایا ہاں۔ پوچھا کہ میری امی سے محبت ہے؟ فرمایا ہاں۔ پوچھا کہ مجھ سے محبت ہے؟ فرمایا ہاں۔

سیدنا حسینؓ نے بڑی معصومیت سے کہا ابو! آپ کا دل تو گودام ہوا، دل میں تو ایک کی محبت ہونی چاہئے آپ نے اتنی محبتیں جمع کر رکھی ہیں۔ حضرت علیؓ نے سمجھایا کہ بیٹے تمہارا سوال بہت اچھا ہے مگر تمہارے نانا جی سے تمہاری والدہ اور تم سے اس لئے محبت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی محبت کرنے کا حکم دیا ہے پس یہ سب محبتیں در حقیقت محبت الٰہی کی ہی شاخیں ہیں یہ سن کر سیدنا حسینؓ مسکرائے کہ اب بات سمجھ میں آگئی ہے۔

عشق حقیقی پر حضرت صفورا ؒ کا واقعہ

۲۷ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے بڑی محبت تھی اور آپؑ خوب اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتے تھے آپؑ کی محبت میں شدت بڑھتی رہی تو ایک دن آپؑ نے اللہ تعالیٰ سے دیدار الٰہی کی درخواست کی دعا بھی مانگی کہ اے اللہ مجھے اپنا دیدار کرادے تاکہ میں تجھے دیکھ سکوں۔ تو فرمان باری ہوا کہ اے موسیٰ آپ ہمارا دیدار نہیں کر سکتے لیکن چونکہ موسیٰؑ کا شرف بڑھا ہوا تھا اس لئے آپؑ نے دوبارہ التجا کی کہ اے اللہ آپ مجھے اپنا دیدار کرادیجئے تاکہ میں آپ کو جی بھر کر دیکھ سکوں دوبارہ ارشاد باری تعالیٰ ہوا اے موسیٰؑ آپ ہماری ایک جھلک کی بھی تاب نہیں لاسکیں گے۔

موسیٰؑ نے پھر اصرار کیا تو حکم خداوندی ہوا کہ اے موسیٰ کوہ طور پر چڑھ جاؤ اور عجز و بندگی کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کرو اور باادب دوزانو ہو کر بیٹھ جاؤ تب جلوہ الٰہی تم کو نصیب ہوگا۔ موسیٰ علیہ السلام نے ویسا ہی کیا پھر انوار الٰہی کی ایک بجلی سی کوند گئی کوہ طور تو ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے اور چالیس دن بے ہوش رہے۔

ایک اور قول کیمطابق تین دن بے ہوش رہے اور ظہور تجلی کی وجہ سے وہ پہاڑ

ریزہ ریزہ ہو گیا۔ (اسرار اولیاء)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چہرہ مبارک پر تجلی طور کے بعد انکی قوی تجلی رہتی تھی کہ بدون نقاب آپ کے چہرہ کو جو دیکھتا اس کی آنکھ کی روشنی چکاچوند ہو کر ختم ہو جاتی۔ انہوں نے حق تعالیٰ سے عرض کیا کہ ایسا نقاب عطا فرمایئے جو اس قوی نور کا ستر بن جائے اور آپ کی مخلوق کی آنکھوں کو نقصان نہ پہنچے۔ ارشاد ہوا کہ اپنے اس کمبل کا نقاب بنالو جو کوہ طور پر آپ کے جسم پر تھا اور جس نے طور کی تجلی کا تحمل کیا ہوا ہے اور بالیقین یہ عارف کا لباس ہے اور اس کمبل کے علاوہ اے موسیٰ علیہ السلام اگر کوہ قاف بھی آپ کے چہرہ کی تجلی بند کرنے کو آجاوے تو وہ بھی مثل کوہ طور ٹکڑے ٹکڑے ہو جاوے گا۔

کمال قدرت الٰہیہ سے مردان خدا کے ابدان نے نور بے کیف کا تحمل پایا جس چیز کو کوہ طور نہ برداشت کر سکا۔ حاصل قصہ حضرت موسیٰ نے اپنے کمبل کا نقاب بنالیا اور بدون نقاب خلائق کو اپنا چہرہ دیکھنے سے منع فرمادیا۔

حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے لکھا ہے کہ جونپور میں حضرت قطب المدار صاحبؒ کوئی بزرگ گزرے ہیں جن کو نسبت موسوی حاصل تھی اور ان کے چہرہ کو بے نقاب کوئی دیکھ نہ سکتا تھا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

اس کمبل کے ٹکڑے نے وہ کام کیا جو آہنی دیواریں بھی نہ کر سکتی تھیں اب حضرت صفورا علیہا السلام جو آپ کی اہلیہ تھیں اور آپ کے حسن نبوت پر عاشق تھیں اس نقاب سے بے چین ہو گئیں اور جب صبر کے مقام پر عشق نے آگ رکھ دی تو آپ نے اسی شوق اور بے تابی سے پہلے ایک آنکھ سے حضرت موسیٰ کے چہرہ کے نور کو دیکھا اور اس سے ان کی وہ آنکھ غائب ہو گئی اس کے بعد بھی ان کو صبر نہ آیا اور دوسری آنکھ بھی کھول دی اور اس دوسری آنکھ سے جب نظارہ تجلیات طور کا یہ منظر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چہرہ پر دیکھنا چاہا تو وہ بھی بے نور ہو گئی۔ اس طرح حضرت صفورا علیہا السلام نے فرمایا کہ میری آنکھوں سے نور تو چلا گیا مگر آنکھوں کے حلقے کے ویرانے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چہرہ کا خاص نور سما گیا ہے۔

حق تعالیٰ کو حضرت صفورا علیہا السلام کے عشق کا یہ مقام اور یہ کلام بہت پسند آیا

اور خزانہ غیب سے پھر ان کی دونوں آنکھوں کو ایسی بینائی کا نور بخش دیا جس سے وہ ہمیشہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کرتی تھیں اور اس میں ایسا تحمل اللہ تعالیٰ نے دیا تھا کہ وہ پھر کبھی اس نور خاص سے ضائع نہ ہوئیں۔ اس وقت حضرت صفورا علیہا السلام سے ایک عورت نے پوچھا کہ کیا تمہیں اپنی آنکھوں کے بے نور ہو جانے پر کچھ حسرت و غم ہے تو صفورا علیہا السلام نے کہا اے اللہ کی بندی اگر مجھے ایسی ہزار ہا آنکھیں مل جائیں تو میں اپنے محبوب کی وہ تجلی جو موسیٰ کے چہرے پر پڑی ہے اس کو دیکھنے کے لئے ان سب کو قربان کر دیتی۔

بابا فریدؒ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر آئے تو فرمان ہوا کہ نعلین اتار کر آؤ تاکہ پہاڑ کی گرد تمہارے پاؤں پر پڑے اور تم بخشے جاؤ۔ لیکن جب رسول اللہ ﷺ معراج کی رات عرش کے نزدیک پہنچے تو حکم ہوا نعلین سمیت آئے گا تاکہ نعلین مبارک کی گرد عرش پر پڑنے سے اسے جنبش سے قرار آجائے گا۔

(اسرار اولیاء)

اس کے بعد مزید ارشاد فرمایا اے درویش! جب حضرت موسیٰ قبر سے اٹھیں گے تو ستون کی طرح چلیں گے اور عرش کے کنگرے پر ہاتھ مار کر فریاد کریں گے رب ارنی انظر الیك اے میرے رب مجھے اپنا دیدار کرا دیجئے۔ حکم ہوگا چپ رہ اے موسیٰ چپ رہ آج حساب کا دن ہے محاسبہ کے بعد میرا دیدار ہوگا جب رسول اللہ ﷺ کی امت آئے گی تو اس میں ایسے بھی عاشق ہوں گے جن کے متعلق فرشتوں کو حکم ہوگا انہیں زنجیروں میں جکڑ کر جنت میں لے جاؤ یہ وہاں زنجیریں بار بار توڑ کر عرش تلے آجائیں گے حتی کہ ستر ہزار مرتبہ زنجیریں توڑ دیں گے پھر حکم ہوگا دیدار تمہیں جنت ہی میں ہوگا وہاں چلو پھر انہیں قرار ہوگا۔

(اسرار اولیاء)

حضرت محبوب الٰہی نظامی ؒ نے فرمایا کہ قیامت کے دن موسیٰؑ عرش کے کنگرے پر ہاتھ مار کر اس قدر فریاد کریں گے کہ ساکنان عرش اپنے تئیں بھول جائیں گے پھر حکم ہوگا کہ اے موسیٰ! واپس چلے جاؤ دیدار کا وعدہ بہشت میں ہے اور جب تک محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی امتیں مجھے نہ دیکھ لیں گی میں کسی کو دیدار نہ کراؤں گا۔

(افضل الفوائد)

بابافریدؒ نے فرمایا کہ جب موسیٰؑ نور تجلی کی دولت سے مشرف ہوئے تو اس وقت آپ کے دل میں یہ خیال آیا کہ میرے سوااور کوئی عاشق نہیں اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر فرمان الٰہی سنایا کہ اے موسیٰ ذراکوہ سینا کے نیچے دیکھو جب نگاہ کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ اسی سال کے بوڑھے اور اٹھارہ برس کے جوان عالم تحیر میں عرش پر نگاہیں جمائے کھڑے ہیں اور ارنی انظر پکارتے ہیں آپ یہ دیکھ کر فوراً سر بسجود ہوئے اور پوچھا اے پروردگار یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا پیغمبر آخر الزماں ﷺ کی امت ہے۔ (ایضاً)

میرے عزیزو! آج امت میں سے اللہ تعالیٰ کے دیدار کا شوق ہی مٹ گیا جو اللہ ساری دنیا کی لیلاؤں کو حسن دینے والا ہے، جس کی ایک ادنیٰ سی حسن کی بخشش سے مجنوں دیوانہ بن گیا اور کیسا دیوانہ بنا اسکے بارے میں بابا فریدؒ نے اسرار اولیاء میں لکھا ہے۔

ایک مرتبہ لیلیٰ غریبوں میں کھانا تقسیم کر رہی تھی تو مجنوں کو جب پتہ چلا تو وہ بھی لائن میں لگ گیا اب جب مجنوں کی باری آئی اور لیلیٰ کی نگاہ جیسے ہی مجنوں پر پڑی اسنے مجنوں کے برتن کو پھینکا اور دوڑتی ہوئی اپنے گھر میں چلی گئی۔ لوگوں کو جب پتہ چلا مجنوں کے آنے کا انہوں نے اس غریب کو خوب مارا اور یہ لیلیٰ کا عاشق اس کی محبت میں مار کھاتا رہا اور اف تک نہ کی۔

پھر اچانک مجنوں نے چلانا شروع کر دیا لوگ بڑے حیران ہوئے مجنوں سے کہا اتنی دیر تک تو مار کھاتا رہا اور تو نے اف تک نہ کی اب کیوں چلا رہا ہے؟ تو کہنے لگا کہ وہ سامنے میری لیلیٰ کھڑی مجھے دیکھ رہی تھی اس کے دیدار کی وجہ سے مجھے تکلیف کا پتہ نہ چلا۔ پھر اس سے پوچھا تجھے روٹی بھی نہیں ملی پلاؤ بھی نہیں ملا پھر تو ناچ کیوں رہا تھا؟ تو وہ کہنے لگا میری لیلیٰ نے مجھے ایک نظر دیکھا اس خوشی کی وجہ سے میں ناچ رہا تھا۔

محترم قارئین آج ہم خود سوچ لیں کہ مجنوں کو لیلیٰ کے دیدار کی جتنی تڑپ اور چاہت تھی کیا ہمیں دیدار الٰہی اتنی چاہت و تڑپ ہے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ تو خالق لیلیٰ ہے جس اللہ نے یوسفؑ کو اتنا حسن دیا کہ عورتوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے، جو اللہ جنت کی حوروں کو اتنا حسن دے گا ان کے چہرے کا نور سورج کی طرح چمک رہا ہو گا اور وہ جب ہنسیں گی تو ان کے دانتوں کی چمک کی وجہ سے ساری جنت روشن ہو جائے گی۔ تو جو اللہ

خالق یوسف ہے وہ خود کتنا حسین ہوگا اس کے دیدار میں کتنا مزہ ہوگا اس کو تو ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔

دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس فقیر کو بھی اور ساری انسانیت کو اپنے دیدار کا شوق عطا فرمادے! آمین

برف پر لیٹنے والے عاشق کا واقعہ

۲۸ حضرت عبدالواحد بن زیدؒ کہتے ہیں: میرا گزر ایک شخص پر ہوا جو برف میں سوتا تھا، میں نے اس سے پوچھا: کیا تجھ کو برف کی سردی نہیں لگتی؟ اس نے کہا جس کو اللہ تعالیٰ کی محبت نے سب سے بے تعلق کر دیا ہو اس کو برف کی سردی کیا معلوم؟

(احیاء العلوم ج ۴)

چرواہے اور حضرت موسیٰؑ کا واقعہ

۲۹ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک دن جنگل میں سے گزر رہے تھے کہ انہوں نے ایک چرواہے کی آواز سنی وہ بلند آواز سے کہہ رہا تھا اے میرے جان سے پیارے!

رخسار نہ آب دیدہ شویاں شویاں

ہنجار وصال یار جویاں جویاں

میں تیری گلی میں دوڑتا دوڑتا آیا ہوں تاکہ تیرے نام کی تکرار کرتے ہوئے جان دے دوں۔ آنکھوں کے پانی (آنسوؤں) سے رخساروں کو دھوتے دھوتے وصال محبوب کے راستے تلاش کر رہا ہوں۔

مریمؑ کی اللہ تعالیٰ سے محبت

۳۰ مریمؑ سے کہا گیا کہ نکاح کیوں نہیں کر لیتی ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ میری زبان خدا کی یاد میں میرے ہاتھ پاؤں اس کی طاعت میں میرا دل اسکی محبت میں مشغول ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بلا باپ کے عیسیٰؑ کو انہیں عنایت فرمایا۔ (احیاء العلوم)

حضرت فضیل بن عیاضؒ کی اللہ سے محبت کا واقعہ

۳۱ حضرت فضیل بن عیاض کے خادم ابو العباس نے بیان کیا کہ ایک بار حضرت فضیل کو (پیشاب بند ہونے) کی شکایت ہوگئی انہوں نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے

اور دعا کی:

"اے اللہ مجھے تجھ سے جو محبت ہے اس کے صدقے میں مجھے شفا دے"

یہ دعا مانگ ہی رہے تھے کہ آپ کی شکایت دور ہو گئی اس طرح یہ بشارت بھی مل گئی کہ ان کی محبت سچی محبت تھی۔ (احیاء العلوم)

محبت الٰہی کی گرمی

۳۲ ابو عمرو مازنی کہتے ہیں کہ میں نے جاڑے کے دنوں میں ایک جوان کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور یہ کہ اس کا پسینہ ٹپک رہا تھا اس ماجرے سے مجھے بڑا تعجب معلوم ہوا اس پر وہ کہنے لگا کہ جب تو محبت میں سچا ہو گا تو جاڑے کی سردی اور موسم کی گرمی سب تجھ سے دور ہو جائے گی۔

کسی محب سے کسی نے پوچھا کہ کہاں سے آنا ہوا اس نے جواب دیا کہ محبوب کے پاس سے پھر پوچھا کہ کہاں چلے اس نے کہا محبوب کے پاس پھر پوچھا کیا چاہتے ہو جواب دیا کہ محبوب کی ملاقات پھر اس نے کہا کہ یہ تو بتلاؤ کہ محبوب کی یاد میں کب تک لگے رہو گے اس نے جواب دیا جب تک نہ دیکھ لوں گا۔ (نزہۃ المجالس)

سچی محبت کی علامت

۳۳ خواجہ معین الدین اجمیریؒ نے فرمایا میں نے اسرار اولیاء میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ رابعہ بصریؒ، خواجہ حسن بصریؒ، مالک دینارؒ، خواجہ شفیق بلخیؒ سب بصرے میں ایک جگہ بیٹھے تھے گفتگو محبت کے متعلق ہو رہی تھی۔ خواجہ حسن بصریؒ نے فرمایا: کہ مولیٰ کی دوستی میں مصائب کے آنے پر جب اسے رنج ہو، صبر کرے۔ اس پر رابعہؒ نے فرمایا: اس سے غرور کی بو آتی ہے۔ پھر مالک دینار نے کہا: جو بلا نازل ہو اس پر رضا طلبی کرے وہ سچا دوست ہے۔ رابعہ نے کہا اس سے بہتر ہونا چاہئے۔ پھر شفیق بلخیؒ نے کہا: اگر اس کا ذرہ ذرہ بھی کر دیا جائے تو دم نہ مارے۔ رابعہ نے فرمایا: جب اسے رنج و غم پہنچے تو اس غم کو دوست کے مشاہدہ میں بھول جائے۔ پھر خواجہ حسن بصریؒ صاحب نے فرمایا: ہم بھی اس کا اقرار کرتے ہیں شیخ سعید الدین خزریؒ نے فرمایا سچی محبت اسی کا نام ہے۔

(دلیل العارفین)

اللہ پاک کی محبت تمام محبتوں پر غالب ہونی چاہیے

۳۴ حضرت ابراہیم ادہمؒ کا مشہور قصہ ہے کہ آپ کے بیٹے کا نام شیخ محمودؒ تھا جب آپ بیٹے سے ملے تو بیٹے کی محبت نے دل میں جوش مارا فوراً غیب سے آواز آئی کہ ۔

حب حق ہو دل میں یا حب پسر
جمع ان دونوں کو تو ہرگز نہ کر

یعنی یا تو ہماری ہی محبت دل میں رکھ لو یا بیٹے کی محبت رکھ لو یہ دونوں اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔

پس فوراً آپ کو ہوش آیا اور اللہ پاک کی محبت کو قبول کر لیا پس بیٹے کا انتقال ہو گیا مگر اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ بیٹے سے بالکل ہی محبت نہ کرے نہیں جتنا شرعاً اس کا حق ہے اتنی محبت کرنا سنت ہے البتہ اتنی نہ ہونی چاہیے جو اللہ پاک کی محبت پر غالب ہو جاوے پس پیر سے بھی ایسی محبت نہ ہونی چاہیے جو اللہ کو بالکل بھلا دے جیسا کہ آج کل عام لوگوں میں رواج ہے اسی طرح بیوی بچوں سے وہ محبت نہ ہونی چاہیے جس سے اللہ تعالیٰ کی محبت میں کمی ہو جاوے دیکھئے اللہ پاک فرماتے ہیں نہ روک دیں تم کو مال تمہارے اور اولاد تمہاری اللہ کی یاد سے اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور عنایت پر قربان ہو جایئے کہ یہ حکم نہیں کیا کہ اولاد سے بالکل محبت نہ کرو کیونکہ جانتے ہیں کہ اولاد کی محبت ان کے دلوں میں بھری ہوئی ہے اس لئے بالکل نہ چھوڑ سکیں گے اس وجہ سے یوں فرماتے ہیں کہ اس قدر ان کے پیچھے مت پڑو کہ خدا ہی کو بھول جاؤ۔ (تسہیل المواعظ ص ۱۶۹)

محبت کا نصف ذرہ

۳۵ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک نوجوان کے پاس سے گزرے جو باغ کو سیراب کر رہا تھا جوان نے عیسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی، اپنے رب سے دعا کیجئے کہ مجھے اپنی محبت کا ذرہ حصہ عطا فرمادے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا! تیرے اندر ذرہ کی طاقت نہیں اس نے کہا اچھا! نصف ذرہ ہی کی دعا فرما دیجئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی! اے میرے محبوب اس کو اپنی محبت سے نصف ذرہ عطا فرمادے اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ

السلام چلے گئے ایک طویل عرصے کے بعد اس نوجوان کے مکان سے گزرے تو اس کے بارے میں دریافت فرمایا لوگوں نے بتایا کہ وہ دیوانہ ہو چکا ہے اور پہاڑی پر چلا گیا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی! اے اللہ اس نوجوان کو دکھا دیجئے دیکھا تو پہاڑوں کے درمیان ایک بلند ترین چوٹی پر کھڑا ہے اور آسمان کی طرف رخ کئے ہوئے ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کو سلام کیا مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا آپ نے فرمایا! میں عیسیٰ ہوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی کی اور فرمایا! جس کے دل میں میری محبت کا نصف ذرہ بھی ہو وہ انسانوں کا کلام کیسے سن سکتا ہے میری عزت وجلال کی قسم اگر تو اس کو آرے سے چیر دے گا تو بھی اس کو خبر نہیں ہوگی۔ (مکاشفۃ القلوب)

محبت الٰہی میں بادشاہت کو قربان کرنے کا واقعہ

۳۶ عرب میں ایک بادشاہ امراالقیس نامی گزرا ہے۔ یہ بادشاہ سلطنت اور حکومت کا بہت حریص تھا اللہ تعالیٰ نے حسن وجمال کی دولت سے بھی بڑا نوازا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ تو نکتہ نواز ہیں معمولی سی بھی کوئی ادا اگر پسند آجانے تو اسے عشق الٰہی کی دولت عطا فرمادیتے ہیں نہ جانے امراءالقیس کا کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو پسند آیا اس کو عشق الٰہی کی دولت عطا فرمادی یہ اللہ کا بندہ محبت الٰہی میں ساری بادشاہت کو چھوڑ کر خطہ عرب سے باہر نکل گیا۔

اسی حال کے بارے میں مولانا رومیؒ نے فرمایا۔

چونکہ زد عشق حقیقی بر دلش
سرد شد ملک و عیال و منزلش

جب حقیقی عشق نے اس کے دل پر اثر کیا تو اس پر ملک وعیال اور گھر سرد ہو گیا
آدھی رات کو ایک گدڑی اوڑھی اور نکل گیا اپنی سلطنت سے جلد بھاگ گیا

اپنی سلطنت سے نکل گیا اور مسافر ہو گیا، تمام سامان راحت وعیش کو محبت حق نے تلخ کردیا چلتے چلتے ایک دوسری سلطنت میں پہنچا جس کا نام تبوک تھا اور وہاں اینٹیں بنانے لگا اور اکثر چہرے پر نقاب ڈالے رہتا تھا تاکہ شاہی چہرے کو دیکھ کر ملک کے مخبرین کو تشویش نہ ہو۔

یہ محبت ہے کہ بادشاہ وقت سے اینٹیں بنوارہی ہے، مگر یہ غلامی ہزاروں بادشاہوں سے بہتر ہے ؎

بندگی او بہ از سلطانی است
کہ انا خیر دم شیطانی است

اللہ کی بندگی سلطانی سے بہتر ہے اپنے کو اچھا سمجھنا شیطانی سانس ہے۔

کچھ ہی دن گزرے تھے کہ لوگوں نے بادشاہ تبوک سے کہا کہ بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ عرب امر اُالقیس یہاں فقیری کی حالت میں آیا ہے، اور وہ شکار عشق ہو گیا ہے اور اینٹیں بناتا ہے یہ سن کر بادشاہ اٹھا اور امر اُالقیس کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے بادشاہ خوبرو تو یوسفِ وقت ہے تیرے پاس دو ملک کامل ہیں ایک تو تو ایک سلطنت کا مالک ہے، دوسرے تیرے پاس جمال بھی ہے ہماری خوش نصیبی ہوگی کہ آپ میرے پاس رہیں۔

تو ایسا عالی ہمت ہے کہ تیری ہمت میں بہت سے ملک متروک ہیں، الغرض دیر تک ایسی گفتگو کی کہ امر اُالقیس شاہ تبوک کے یہاں رہنے کے لئے تیار ہو جائے، اور وہ خاموش سنتا رہا اچانک اس نے اپنا نقاب کھولا اور بادشاہ تبوک کے کان میں نہ جانے کیا عشق اور درد کی بات کہہ دی کہ اپنی طرح فوراً اس کو بھی سرگرداں اور دیوانہ کر دیا۔

الغرض وہ دونوں بادشاہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں دیوانے وہاں سے بہت دور چلے گئے (اور اللہ تعالیٰ کی بندگی کے لئے فارغ ہو کر یکسوئی سے اس کی عبادت میں لگ گئے)۔ (معرفت الٰہیہ)

دو سال تک نام یاد نہ ہوا

۳۷ حضرت مولانا اصغر حسین کاندھلویؒ کے نانا شیخ احمد حسنؒ بڑے باخدا لوگوں میں سے تھے جب دار العلوم دیوبند کا سنگ بنیاد رکھنے کا وقت آیا تو حضرت نانوتویؒ نے اعلان کیا کہ دار العلوم کا سنگ بنیاد میں ایسی ہستی سے رکھواؤں گا جس نے ساری زندگی کبیرہ گناہ تو کیا کرنا کبیرہ گناہ کرنے کا ارادہ بھی نہیں کیا لوگ یہ سن کر حیران ہو گئے پھر حضرت نانوتویؒ نے شیخ احمد حسنؒ سے درخواست کی کہ وہ دار العلوم کا سنگ بنیاد رکھیں۔

حضرت شیخ احمد حسنؒ کثرت ذکر کی وجہ سے اکثر اوقات عالم جذب میں ہوتے

تھے آپ کی خدمت میں آپ کا داماد دو سال تک رہا اور آپکو اس کا نام یاد نہ ہوا جب کبھی وہ سامنے سے گزرتا تو آپ پوچھتے ارے میاں تم کون ہو؟ وہ عرض کرتا کہ اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں آپ فرماتے کہ ارے میاں سبھی اللہ کے بندے ہیں تم کون ہو؟ وہ عرض کرتا کہ حضرت میں آپ کا داماد اللہ کا بندہ ہوں فرماتے اچھا اچھا دو سال تک یہی سوال و جواب ہوتے رہے مگر اللہ تعالیٰ کا نام دل پر اتنا چھا چکا تھا کہ اب کسی کا نام یاد نہ ہوتا تھا۔

حضرت شبلیؒ کا عشق الٰہی میں گورنری چھوڑنے کا واقعہ

۳۸ عباسی دور خلافت میں اسلامی حکومت کی وسعتیں لاکھوں مربع میل کے علاقے تک پھیل چکی تھیں مختلف علاقوں کے گورنر اپنے اپنے وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے حکومتی نظم و نسق چلا رہے تھے ان گورنروں میں نہاوند کے گورنر حضرت شبلیؒ بھی تھے۔

ایک دن آپؒ کے قلب میں عشق الٰہی کی شمع بھڑک اٹھی تو آپؒ نے اللہ کے عشق و محبت میں گورنری کو قربان کیا اور اپنے باطن کی اصلاح کے لئے حضرت جنید بغدادیؒ کی خدمت میں حاضری دینے کا سوچا۔ چنانچہ کئی دن کی مسافت طے کر کے حضرت جنید بغدادیؒ کی خدمت میں پہنچے تو شبلیؒ نے کہا کہ حضرت آپ کے پاس باطنی نعمت ہے آپ یہ نعمت عطا کریں چاہے اسکو مفت دے دیں یا چاہیں تو قیمت طلب کریں۔ حضرت نے فرمایا کہ قیمت مانگیں تو تم نہیں دے سکو گے اور اگر مفت دے دیں تو تمہیں اس کی قدر نہیں ہوگی۔ گورنر نے کہا پھر آپ جو فرمائیں میں وہی کرنے کے لئے تیار ہوں حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا کہ یہاں کچھ عرصہ رہو جب ہم دل کے آئینے کو صاف پائیں گے تو یہ نعمت القاء عطا کر دیں گے۔

کئی ماہ کے بعد حضرت نے پوچھا کہ تم کیا کرتے ہو؟ عرض کیا فلاں علاقے کا گورنر ہوں۔ فرمایا اچھا جاؤ بغداد شہر میں گندھک کی دکان بناؤ گورنر صاحب نے شہر میں گندھک کی دکان بنالی۔

ایک تو گندھک کی بدبو اور دوسرا خریدنے والے عامتہ الناس کی بحث و تکرار سے گورنر صاحب کی طبعیت بہت بیزار ہوتی چار و ناچار ایک سال گزرا تو حضرت کی خدمت میں عرض کیا حضرت ایک سال کی مدت پوری ہوگئی ہے حضرت جنید بغدادیؒ

نے فرمایا اچھا تم دن گنتے رہے ہو جاؤ ایک سال دکان اور چلاؤ اب تو دماغ ایسا صاف ہوا کہ دکان کرتے کرتے سال سے زیادہ عرصہ گزر گیا مگر وقت کا حساب نہ رکھا۔

ایک دن حضرت نے فرمایا گورنر صاحب آپ کا دوسرا سال مکمل ہو گیا عرض کیا پتہ نہیں حضرت نے کہا کشکول ماتھے پر رکھو اور شہر میں بھیک مانگو۔ گورنر صاحب حیران رہ گئے، حضرت نے فرمایا اگر نعمت کے طلبگار ہو تو حکم کی تعمیل کرو، ورنہ جس راستے سے آئے ہو ادھر سے واپس چلے جاؤ۔

گورنر صاحب نے فوراً کشکول ہاتھ میں پکڑا اور بغداد شہر میں چلے گئے چند لوگوں کو ایک جگہ جمع دیکھا اور ہاتھ آگے بڑھادیا کہ اللہ کے نام پر کچھ دے دو انہوں نے چہرہ دیکھا تو فقیر کا چہرہ لگتا ہی نہیں تھا لہٰذا انہوں نے کہا کام چور شرم نہیں آتی مانگتے ہوئے، جاؤ محنت مزدوری کر کے کھاؤ۔ گورنر صاحب نے جلی کٹی سن کر غصے کا گھونٹ پیا اور قہر درویش بر جان درویش والا معاملہ کیا۔ عجیب بات تو یہ تھی کہ پورا سال دریوزہ گری کرتے رہے کسی نے کچھ نہ دیا، ہر ایک نے جھڑکیاں دیں۔

یہ باطنی اصلاح کا طریقہ تھا حضرت جنید بغدادیؒ گورنر صاحب کے دل سے عجب اور تکبر نکالنا چاہتے تھے چنانچہ ایک سال مخلوق کے سامنے ہاتھ پھیلا کر گورنر صاحب کے دل میں یہ بات اتر گئی کہ میری کوئی وقعت نہیں اور مانگنا ہو تو مخلوق کے بجائے خالق سے مانگنا چاہئے پورا سال اسی کام میں گزر گیا۔

ایک دن حضرت جنید بغدادیؒ نے بلا کر کہا کہ گورنر صاحب آپ کا نام کیا ہے؟ عرض کیا شبلی۔ فرمایا اچھا اب آپ ہماری محفل میں بیٹھا کریں۔ گویا تین سال کے مجاہدے کے بعد اپنی مجلس میں بیٹھنے کی اجازت دی، مگر شبلیؒ کے دل کا برتن پہلے ہی صاف ہو چکا تھا اب حضرت کی ایک بات سے سینے میں نور بھر تا گیا اور آنکھیں بصیرت سے مالا مال ہوتی گئیں۔ چند ماہ کے اندر اندر احوال و کیفیات میں ایسی تبدیلی آئی کہ دل محبت الٰہی سے لبریز ہو گیا۔

بالآخر حضرت جنید بغدادیؒ نے ایک دن بلایا اور فرمایا کہ شبلی آپ نہاوند کے علاقے کے گورنر رہے ہیں آپ نے کسی سے زیادتی کی ہو گی کسی کا حق دبایا ہو گا۔ آپ ایک فہرست مرتب کریں کہ کس کا حق آپ نے پامال کیا ہے آپ نے فہرست بنانا

شروع کی، حضرت کی توجہات تھیں چنانچہ تین دن میں کئی صفحات پر مشتمل طویل فہرست تیار ہو گئی حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا کہ باطن کی نسبت اس وقت تک نصیب نہیں ہو سکتی جب تک کہ معاملات میں صفائی نہ ہو جاؤان لوگوں سے حق معاف کروا کے آؤ۔

چنانچہ آپ نہاوند تشریف لے گئے اور ایک ایک آدمی سے معافی مانگی۔ بعض نے تو جلدی معاف کر دیا بعض نے کہا کہ تم نے ہمیں بہت ذلیل کیا تھا ہم اس وقت تک معاف نہیں کریں گے جب تک تم اتنی دیر دھوپ میں کھڑے نہ رہو بعض نے کہا کہ ہم اس وقت تک معاف نہیں کریں گے جب تک ہمارے مکان کی تعمیر میں مزدور بن کر کام نہ کرو۔ آپ ہر آدمی کی خواہش کے مطابق اس کی شرط پوری کرتے ان سے حق بخشواتے رہے حتی کہ دو سال کے بعد واپس بغداد پہنچے۔

اب آپ کو خانقاہ میں آئے ہوئے پانچ سال کا عرصہ گزر گیا تھا، مجاہدے اور ریاضت کی چکی میں پس پس کر نفس مر چکا تھا 'میں' نکل گئی تھی باطن میں تو ہی تو کے نعرے تھے پس رحمت الٰہی نے جوش مارا اور ایک دن حضرت جنید بغدادیؒ نے انہیں باطنی نسبت سے مالا مال کر دیا۔

بس پھر کیا تھا آنکھ کا دیکھنا بدل گیا، پاؤں کا چلنا بدل گیا، دل و دماغ کی سوچ بدل گئی، غفلت کے تار پود بکھر گئے، معرفت الٰہی سے سینہ پر نور ہو کر خزینہ بن گیا اور آپ عارف باللہ بن گئے۔ عشق الٰہی سے دل لبریز ہو گیا آپ کی زندگی کے چند اہم واقعات درج ذیل ہیں۔

شدت محبت پر ایک واقعہ

۳۹ ایک مرتبہ حضرت شبلیؒ تنہائی میں بیٹھے ذکر الٰہی میں مشغول تھے کہ ایک سالک نے آکر کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے واصل کر دیجئے، آپ نے فرمایا اللہ سے۔ آپ کی زبان سے اللہ کا لفظ اتنی محبت سے نکلا کہ نوجوان کے دل کو چیر کر رکھ دیا اور اس نے وہیں گر کر جان دے دی۔

آپ پر قتل کا مقدمہ درج کر دیا گیا گرفتار ہوئے قاضی کی عدالت میں پہنچے تو قاضی صاحب نے پوچھا شبلیؒ تم نے ایک نوجوان کو قتل کیا ہے فرمایا ہر گز نہیں اس

نوجوان نے کہا تھا کہ مجھے اللہ سے واصل کر دیجئے میں نے فقط کہا اللہ سے اور وہ اس لفظ کی تاب نہ لا سکا جب قاضی نے آپ کی زبان سے اللہ کا لفظ سنا تو اس نے اپنے دل پر عجیب تاثیر محسوس کی پس اس نے مقدمے سے باعزت بری کر دیا۔

حضرت شبلیؒ کی ایک عجیب عادت

۴۰ آپؒ کی عادت مبارکہ تھی کہ جو شخص آپ کے سامنے اللہ تعالیٰ کا نام لیتا آپ کے منہ میں شیرینی ڈالتے۔ ایک شخص نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ جو شخص میرے محبوب کا نام لے میں اُس منہ کو شیرینی سے نہ بھروں تو اور کیا کروں۔ سبحان اللہ!

میرے نزدیک غفلت سے محبوب کا نام لینا کفر ہے

۴۱ ایک دن لوگوں نے دیکھا حضرت شبلیؒ ہاتھ میں تلوار لئے غصے میں بھرے ہوئے ایک جگہ کھڑے ہیں پوچھا کہ شبلیؒ کیا بات ہے فرمایا کہ جو شخص میرے سامنے اللہ کا نام لے گا میں اسے قتل کر دوں گا پوچھا کیوں؟ فرمایا مجھے اب معلوم ہوا ہے کہ لوگ میرے محبوب کا نام غفلت سے لیتے ہیں اور میرے نزدیک محبوب حقیقی کا نام غفلت سے لینا کفر ہے۔

ہر قطرہ نقش خدا بن گیا

۴۲ ایک دن آپ کہیں جا رہے تھے کہ بچے آپ کے پیچھے لگ گئے اور آپ کو مجنوں سمجھ کر تنگ کرنے لگے آپ ان کی طرف توجہ دیئے بغیر چلے جا رہے تھے ایک لڑکے نے کنکر اٹھا کر آپ کی طرف پھینکا جو آپ کی پنڈلی پر لگا حتیٰ کہ خون نکلنے لگا ایک شخص نے یہ منظر دیکھا تو بچوں کو ڈانٹ ڈپٹ کر بھگا دیا اور آپ کے قریب ہوا کہ زخم کو صاف کر دے مگر یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ آپ کے جسم سے خون کا جو قطرہ زمین پر گرتا تھا اس سے اللہ کا لفظ بن جاتا تھا سبحان اللہ۔ اس جسم میں محبت الٰہی کتنی کوٹ کوٹ کر بھری ہو گی کہ جس سے خون کا قطرہ زمین پر گرتے ہی اللہ کا لفظ بن جاتا تھا۔ (عشق الٰہی)

حضرت ایوب علیہ السلام کا محبت الٰہی سے لبریز واقعہ

۴۳ روض الریاحین میں لکھا ہے حضرت ایوبؑ پر مرض کی (آزمائش) نازل ہونے لگی تو حضرت جبرائیل آئے اور یہ خبر لائے کہ اے ایوب خدا کی طرف سے تم پر سخت

امتحان آنے والا ہے جس کی برداشت پہاڑوں میں نہ ہو گی حضرت ایوبؑ نے سن کر فرمایا:

دمت علی مواصلة الحبیب سا صبر حتی یقال عجیب عجیب

اگر مجھے میرے محبوب کا دیدار اور وصال نصیب ہوتا ہے تو صبر کروں گا کہ جہاں کو تعجب ہو جائے گا کہ کس طرح ایوبؑ نے ایسی سخت مصیبت پر صبر کیا۔

وحی آئی ایوبؑ صبر کے لئے تیار ہو جا۔

ابلیس نے جناب باری میں عرض کیا الٰہی تو نے ایوبؑ کو قسم قسم کی نعمتیں عطا کر رکھی ہیں اس لئے وہ شکر گزاری کرتا ہے مال کی جگہ مال' اولاد کی جگہ اولاد' بھلا اب شکر کیوں نہ کرے ہم تو جب جانیں کہ سب کچھ چھین لیا جائے اور پھر ویسا ہی شکر گزار بنا رہے حکم ہوا کہ لعین وہ ہمارا بندہ ہے مال کا بندہ نہیں ہے وہ ہر حال میں ایسا ہی رہے گا اچھا جاؤ ہم نے تمہیں اس کے مال کا' اولاد کا اختیار دیا سب کو فنا کر دو اور پھر دیکھ لو۔

لعین آیا اور آپ کے سارے کھیتوں' باغوں میں آگ لگا کر فنا کر دیئے اور روتا ہوا باغبان کی صورت بن کر آیا اور یہ کہا کہ اے ایوبؑ کیوں تو ایسے خدا کی عبادت کرتا ہے جس نے تیرے سارے باغ اور کھیت جلا ڈالے آپؑ نے سن کر تبسم فرمایا اور یہ کہا کہ الحمد للہ اب میں اور زیادہ بے فکری سے اپنی عبادت کروں گا پھر سجدے میں ایسے گئے کہ ساری رات سر نہ اٹھایا۔

دوسرے دن شیطان نے آپ کے تمام اہل و عیال کے اوپر جب کہ وہ ایک مکان میں جمع تھے چھت گرا دی سارے زن و فرزند دب گئے تو روتا ہوا بچوں کے معلم کی صورت میں حاضر ہوا اور یہ کہا کہ اے ایوبؑ آج اور نیا ظلم ہوا کہ آپؑ کے ننھے ننھے بچے مکان کے نیچے دب کر مر گئے اے ایوبؑ جس وقت ان بچوں کے سر پر چھت گری تو ان کے ناک کے راستے ان کے سر کا بھیجا باہر نکلتا تھا انتڑیاں ان کی باہر آئیں ہائے پتھر بھی دیکھ کر پانی ہوتا تھا۔ یہ سن کر آپؑ نے فرمایا کہ الحمد للہ اب تو میں ہر طرح سے فارغ ہو کر اللہ کی عبادت کے لئے رہ گیا اور یہ کہہ کر سر سجدے میں رکھا اور ایک رات ایک دن اس نعمت کے جانے پر شکر ادا کیا۔

تیسرے دن شیطان آیا جب کہ آپ سجدے میں تھے آپ کی ناک کے قریب

وہ آگ بھرا سانس پھونکا کہ آپؑ کے سارے جسم میں آگ لگ گئی فوراً سارے بدن پر پھوڑے پیدا ہوئے تھوڑی دیر کے بعد تعفن اور بدبو پیدا ہو کر شام تک سارے بدن میں کیڑے پڑ گئے۔ جس قدر مرض اور مصیبت زیادہ ہوتی تھی اسی قدر مولیٰ کی عبادت اور شکر زیادہ کرتے تھے آپؑ کا جسم جگہ جگہ سے پھٹ گیا خون سارا پیپ کچا لہو بن گیا ہزاروں کیڑے پیدا ہو گئے۔

جو کیڑا آپؑ کے جسم سے الگ ہو کر گرتا ہے اس سے فرماتے ہیں اے کیڑے میرے مولیٰ نے تیری روزی مجھے بنایا ہے میں تو راضی ہوں تو ناراض ہو کر کہاں چلا۔

(روض الریاحین بحوالہ مواعظ ابراہیمی)

کیڑوں کی مہمان نوازی اور رضا بلقاء کو مولانا رومیؒ یوں بیان فرماتے ہیں کہ:

ہفت سال ایوب باصبر و رضا
دربلا خوش بود باضیف خدا

حضرت ایوب علیہ السلام سات سال تک بلا میں خدا کے مہمانوں کے ساتھ (یعنی کیڑوں کے ساتھ جو بدن میں پیدا کر دیئے گئے تھے) خوش اور راضی برضا رہے۔ (معارف مثنوی)

آپ کے مقام رضا کا یہ حال تھا کہ اگر ہو سکتا تو اسے پھر واپس زخم کے اندر رکھ لیتے رات دن یہ کام تھا مگر دل مولیٰ کی یاد میں مصروف تھا کسی دن بے ذکر الٰہی چین نہ تھا اسی حالت میں ایک دن جبرائیلؑ آپؑ کے پاس آئے اور سلام کیا حضرت ایوب نے جواب نہ دیا پھر دوسری دفعہ حضرت جبرائیلؑ نے سلام کیا پھر دوسری دفعہ آپؑ نے جواب دیا پوچھا کہ میرے پہلے سلام کا جواب کیوں نہ دیا؟ حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا:

ان الملك الردود ارسل الى اضياف الدود لا طعمهم من لحمى على مائدة عظمى فكان بعض اضياف ربى على لسانى فخشيت ان ارد عليك فتسقط من مكانها الخ

اے جبرائیلؑ میرے محبوب نے اپنے مہمان کچھ کیڑے میرے پاس بھیجے ہیں تاکہ میں اپنا گوشت خون اپنے جسم کی ہڈیوں کے دستر خوان پر بٹھا کر انہیں

کھلاؤں۔ آج ان مبارک مہمانوں میں سے کچھ مہمان میری زبان کو کھارہے تھے ،اتنے میں آپ نے سلام کیا مجھے ڈر ہوا کہ اگر میں آپ کو جواب دوں گا تو وہ مولیٰ کا مہمان گر جائے گا اور میرے بولنے کے سبب ان کی روزی جاتی رہے گی ، مبادا وہ اپنے خدا سے میری شکایت کریں اور میں نافرمان مولیٰ بن جاؤں پھر میرا محبوب مجھ سے ناراض ہو جائے۔ اتنی دیر میں وہ مہمان دوسری جگہ سرک گئے زبان کو چھوڑ دیا میں نے آپ کے سلام کا جواب دیا۔

(معالم تنزیل، روض الریاحین بحوالہ مواعظ ابراہیمی و جوامع الکلم)

اور یہ واقعہ معرفت الٰہیہ ج ۲ ص ۳۱۰ مذکور ہے بقول مفتی تقی عثمانی صاحب کے بائبل کے صحیفہ ایوبیہ میں بھی یہ واقعہ لکھا ہوا ہے۔

حضرت جبرائیل نے حضرت ایوبؑ سے بعد صحت مرض دریافت کیا کہ بیماری میں آپ کا کیا حال تھا اور اب کیا حال ہے فرمایا جو مزہ بیماری میں تھا وہ تندرستی میں نہیں ہے بیماری کے زمانے میں ہر روز صبح حق تعالیٰ کی طرف سے یہ آواز آتی تھی "اے ایوب کیسے ہو" اس خطاب سے ایسی لذت ملتی تھی کہ میں اپنی بیماری کو بھول جاتا تھا اور شام تک اس کی لذت میں رہتا تھا پھر شام کو بھی اسی طرح آواز آتی تھی تو اس کی لذت صبح تک رہتی تھی بیماری سے صحت ملنے کے بعد یہ آواز کبھی نہ آئی۔

(شمائل امدادیہ بحوالہ آئینہ سلوک)

خلاصہ یہ کہ جب آپ امتحان میں پورے اتر آئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دوبارہ صحت اور دوسری نعمتیں عطا فرمادیں۔ اسی واقعہ پر ایک اللہ والے کا قول یاد آیا کہ آپ نے فرمایا کہ:

محبت میں صادق وہی ہے کہ اگر اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا زندہ جلادیا جائے تو اف نہ کرے۔

چنانچہ ایوب کا واقعہ اس کی مثال ہے۔

(سوال) حضرت ایوب علیہ السلام کتنے برس بیمار رہے؟

(جواب) حضرت ایوب علیہ السلام ۱۸ سال بیمار رہے (الھدایہ والنھایہ ص ۲۲۲)

دوسرا قول یہ ہے کہ ۷ سال بیمار رہے تیسرا قول ۱۳ سال کا ہے چوتھا قول ۳ سال کا ہے۔

(الاتقان ج ۱ ص ۳۴۶ بحوالہ اسلامی معلومات)

خدا کی محبت میں دیوانہ بن گئے

۴۴ حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے شیبان مجنونؒ سے ملاقات کی اور کہا میرے واسطے دعا کرو کہا خدا تعالیٰ تم کو اپنے قرب کی موانست نصیب کرے اور ایک چیخ مار کر بیہوش ہو گئے اور دو دن کے بعد افاقہ ہوا جب افاقہ ہوا تو ایک شعر پڑھا۔

ان ذکر الحبیب هیج شوقی
ثم حب الحبیب اذهل عقلی

دوست کے ذکر نے میرا شوق بھڑکایا پھر اس کی محبت نے میری عقل گم کر دی۔

انہیں کے اشعار ہیں:

تری المحبین صرعی فی دیارهم
کفتیة الکهف لا یدرون کم لبثوا
واللہ لو حلف العشاق انهم
قتلی من الحب یوم البین ما حنثوا

تو عاشقوں کو دیار محبوب میں گرے پڑے دیکھے گا جیسے کہ اصحاب کہف غاروں کے درمیان نہیں جانتے کس قدر ٹھہرے۔

قسم ہے اللہ کی اگر عشاق قسم کھائیں کہ وہ فراق کے دن محبت کے مقتول ہیں تو حانث نہ ہوں گے۔ (کرامات اولیاء ص ۱۸۵)

ایک عابد کا محبت الٰہی میں انگلیاں جلانے کا واقعہ

۴۵ بنی اسرائیل میں ایک عابد عبادت خانے میں عبادت کرتا تھا۔ کچھ لوگ اُس سے حسد کی بنا پر ایک فاحشہ کے پاس آئے۔ اس سے کہا کہ تم کسی طریقہ سے اس عابد کو بھٹکا دو۔ چنانچہ وہ فاحشہ عورت عابد کے پاس بارش ہونے والی اندھیری رات میں آئی اور اس کو حجرے کے باہر سے پکارا۔ اس عابد نے اس کو جھانک کر دیکھا تو عورت نے کہا اے خدا کے بندے مجھے اپنے پاس پناہ دے اس عابد نے اس کی پرواہ نہ کی اور نماز میں مشغول ہو گیا اور وہ عورت بار بار پکار کر پناہ کی درخواست کرتی رہی بالآخر عابد نے مجبور ہو کر اس کو پناہ دے دی۔

اس سے وہ عابد کے سامنے لیٹ گئی اور اپنے بدن کی خوبصورتیاں دکھانے لگی، یہاں تک کہ عابد نفس اس کی طرف مائل ہو گیا۔ پھر عابد پر اللہ کی محبت کا غلبہ ہوا اور اس نے اپنے نفس سے کہا اللہ کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اس نے اپنے نفس کو سزا دینے کے لئے کہ اسے آگ پر کتنا صبر ہے اپنی انگلی چراغ پر رکھ دی حتیٰ کہ وہ جل گئی پھر وہ دوبارہ اپنی نماز کی طرف لوٹ آیا لیکن اس کے نفس نے پھر پکارا۔

یہ پھر چراغ کی طرف گیا اور ایک اور انگلی رکھ کر جلا ڈالی پھر اسی طرح سے اس کا نفس اس کی خواہش کرتا رہا اور وہ چراغ کی طرف لوٹتا رہا حتیٰ کہ اس نے اپنی ساری انگلیاں جلا ڈالیں، مگر اس فاحشہ کی طرف مائل نہ ہوا۔ اس عورت نے جب اس نوجوان کی نفس کشی اور خوفِ خدا دیکھا تو اس عورت نے ایک چیخ ماری اور مر گئی۔

(نزہۃ البساتین و کرامات اولیاء)

خدا کے طالب کی کیا شان ہونی چاہئے

۴۶ خدا کے طالب کی تو یہ شان ہے کہ اگر سو دفعہ اس کو یہ آواز آئے کہ تو دوزخی ہے تب بھی ناامید نہ ہو۔ ایک بزرگ کے پاس شیطان آیا اور کہا کہ تم کو عبادت کرتے ہوئے اتنے دن ہو گئے اودھر سے نہ پیام ہے اور نہ سلام ہے پھر اس سے کیا نفع؟ وہ بزرگ وظیفہ چھوڑ کر سو رہے خواب میں حضرت خضر علیہ السلام آئے اور وجہ پوچھی اُس نے کہا اودھر سے نہ سلام ہے نہ پیام ہے پھر کیسے دل بڑھے؟ جواب میں فرمایا کہ تم جو اُن کا نام لیتے ہو یہی ان کا جواب ہے اور یہی ان کا پیام ہے۔ اگر وہ توفیق نہ دیتے تو کیسے اللہ اللہ کر سکتے تھے۔

ایک بزرگ کی حکایت شیخ سعدیؒ نے لکھی ہے کہ وہ ذکر کرنے بیٹھے تو یہ آواز آئی کہ تم کچھ بھی کرو یہاں قبول نہیں مگر وہ بزرگ پھر کام میں لگ گئے ان کے ایک مرید نے کہا کہ جب کچھ نفع ہی نہیں تو محنت سے کیا فائدہ؟ بزرگ نے جواب دیا کہ بھائی اگر کوئی دوسرا ایسا ہوتا کہ میں خدا کو چھوڑ کر اس کے یہاں پناہ لے لیتا تو یہ بھی ہو سکتا تھا کہ اُس کو چھوڑ بیٹھتا، اب تو ان کا ہی دروازہ ہے قبول ہو یا نہ ہو۔ دل کو اس سے ہٹا سکتے ہیں جس کے بغیر گزر ہو سکے اور جس کے بغیر گزر نہیں ہو سکتی اس سے کسطرح دل ہٹا سکتے ہیں؟ اس جواب پر رحمت خداوندی کو جوش ہوا اور ارشاد ہوا کہ ہم

نے تمہیں قبول کرلیا اگرچہ تمہارے اندر کچھ ہنر نہیں کیونکہ ہمارے سوا تمہاری اور کوئی پناہ نہیں۔

غرض خدا کے طالب ہر وقت محبوب حقیقی کی طلب میں لگا رہتا ہے حتیٰ کہ محبوب کی طرف سے دھتکارنے کے باوجود بھی وہ پیچھے نہیں ہٹتا۔ (خطباتِ حکیم الامت)

ایک حسین عورت کا اپنی زندگی کو خدا کی چاہت پر گزارنے کا واقعہ

۴۷ حضرت عبداللہ بن مسلم عجلیؒ بیان کرتے ہیں کہ مکہ شریف میں ایک نہایت حسین عورت رہتی تھی اس نے ایک شخص سے شادی کرر کھی تھی' اس عورت نے ایک روز اپنا چہرہ آئینہ میں دیکھا تو اپنے خاوند سے کہا آپ کا کیا خیال ہے کوئی شخص ایسا ہے جو میرا یہ چہرہ دیکھ لے اور بدکاری کا ارادہ نہ کرے؟ خاوند نے کہا ہاں ایک شخص ہے عورت نے کہا وہ کون ہے؟ کہا حضرت عبید بن عمیر' عورت نے کہا تو پھر آپ مجھے اجازت دیں تو میں ان کو اپنا دیوانہ بناتی ہوں؟ خاوند نے کہا تجھے اجازت ہے۔

تو وہ عورت مسئلہ پوچھنے والی کے روپ میں ان کے پاس آئی تو آپ اس کو مسجد حرام کے ایک کونہ میں لے گئے' عورت نے اپنے چاند کے ٹکڑے جیسے چہرے سے پردہ ہٹادیا تو حضرت نے فرمایا اے خدا کی بندی! (یہ کیا کرتی ہو؟) عورت نے کہا کہ میں تم پر فریفتہ ہوگئی ہوں، میرے بارے میں غور کرو۔ آپ نے فرمایا کہ میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں اگر تم مجھے اس کا صحیح صحیح جواب دیدوگی تو میں تمہارے معاملہ میں غور کروں گا۔ عورت نے کہا آپ مجھ سے جس چیز کے بارے میں سوال کریں گے میں صحیح صحیح جواب دوں گی۔

- آپ نے فرمایا تم مجھے یہ بتلاؤ کہ اگر ملک الموت تمہارے پاس تمہاری روح قبض کرنے کے لئے آئے تو کیا وہ تمہیں اس کی مہلت دے دیگا کہ میں تیری حاجت پوری کردوں؟ عورت نے کہا اللہ کی قسم! نہیں۔ آپ نے فرمایا تم نے درست کہا۔
- پھر پوچھا اگر تجھے قبر میں دفن کردیا جائے اور پھر سوال وجواب کے لئے بٹھایا جائے تو کیا تجھے اس کی ہمت ہوگی کہ میں تیری یہ حاجت پوری کردوں؟ عورت نے کہا اللہ کی قسم نہیں۔ آپ نے فرمایا تم نے سچ کہا۔

❁ پھر پوچھا جس وقت لوگوں کو اعمال نامے دیئے جارے ہوں اور تجھے معلوم نہ ہو کہ تیرا اعمالنامہ دائیں ہاتھ میں ملے گا یا بائیں میں؟ تو کیا تیرے لئے آسان ہوگا کہ میں تیری یہ حاجت پوری کردوں؟ عورت نے کہا اللہ کی قسم نہیں۔ آپ نے فرمایا تم نے درست کہا۔

❁ پھر آپ نے پوچھا کہ اگر تجھے اللہ تعالیٰ کے سامنے سوال وجواب کے لئے پیش کیا جائے تو کیا تیرے لئے آسان ہوگا کہ میں تیری یہ حاجت پوری کروں؟ عورت نے کہا اللہ کی قسم! ہرگز نہیں۔ آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا۔

❁ پھر فرمایا اے اللہ کی بندی! اللہ سے ڈرو اللہ نے تم پر انعام کیا اور تجھے خوبصورت پیدا کیا۔ ہے۔

بیان کرتے ہیں کہ وہ عورت جب اپنے خاوند کے پاس واپس آئی تو اس نے پوچھا تو نے کیا کیا؟ عورت نے جواب دیا کہ تم بھی آوارگی میں ہو اور ہم بھی (کہ اپنی قیمتی زندگی تو ضائع کرنے پر تلے ہیں) پھر وہ نماز، روزہ اور عبادت میں مصروف ہوگئی (اور اپنی زندگی کو اپنے لئے خدا کے سامنے قیمتی بنانا شروع کردیا) تو اس کا خاوند کہا کرتا تھا میں نے عبید بن عمیرؒ کا کیا قصور کیا ہے کہ اس نے میری بیوی کو میرے حق میں بے کار کردیا ہے، جو ہر رات میرے لئے دلہن بنا کرتی تھی اس نے اسے راہبہ (گوشہ نشین) بنادیا ہے۔ (تنبیہ الغافلین ونزھۃ البساتین وکرامات اولیاء)

ایک قصائی کا حرام کاری ترک کردینے کا واقعہ

۴۸ حضرت بکر بن عبداللہ المزنی قدس سرہ نے کہا ہے کہ ایک قصائی اپنے پڑوسی کی لونڈی پر عاشق تھا۔ ایک مرتبہ وہ لونڈی جارہی تھی وہ قصائی پیچھے پیچھے جا کر اس سے لپٹ گیا۔ لونڈی نے کہا:

اے جواں مرد جس قدر تجھے مجھ سے محبت ہے اس سے زیادہ مجھے تجھ سے عشق ہے، لیکن کیا کروں خدا سے ڈرتی ہوں۔

قصائی نے کہا نیک بخت جو تو خدا سے ڈرتی ہے تو میں کیونکر نہ ڈروں۔

یہ کہہ کر توبہ کی اور پھر راہ میں اس پر پیاس غالب ہوئی ہلاک ہو جانے کا خوف تھا کہ ایک شخص پیغمبر وقت کے رسول کہیں جا رہے تھے۔ وہ تشریف لائے اور اس

قصائی سے پوچھا کہ تجھے کیا آفت پہنچی ہے؟ جواب دیا کہ پیاس کی شدت ہے انہوں نے فرمایا کہ تو دعا کر کہ حق تعالیٰ ابر بھیج دے اور جب تک ہم شہر کو نہ پہنچیں وہ ہم پر سایہ کیے رہے۔ تو یہ دعا کر اور میں اس دعا پر آمین کہوں۔ قصائی نے کہا کہ میں تو کچھ عبادت نہیں کرتا ہوں' تم ہی دعا کرو میں اس پر آمین کہوں غرضیکہ ایسا ہی کیا۔ ابر آیا اور ان کے سر پر چھا گیا حتیٰ کہ ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔

وہ ابر قصائی کے ساتھ چلا' اور وہ رسول پیغمبر دھوپ میں چلے اور قصائی سے فرمانے لگے اے جوان تو کہتا تھا میں کچھ عبادت نہیں کرتا ہوں' اب راز کھلا کہ یہ ابر تو تیرے ہی واسطے تھا تو اپنا حال بتا؟ قصائی نے کہا میں اور تو کچھ نہیں جانتا مگر اس لونڈی کے کہنے سے توبہ کی ہے۔ رسول پیغمبر نے فرمایا ایسا ہی ہے حق تعالیٰ شانہ کے نزدیک جو مقبولیت توبہ کرنے والے کے واسطے ہے وہ کسی کے واسطے نہیں ہے۔ (کیمیائے سعادت)

ایک عابد کا محبت الٰہی میں گناہ کو ترک کر دینے کا واقعہ

۴۹ حضرت حسن (بصریؒ) فرماتے ہیں کہ ایک فاحشہ عورت تھی' دنیا کا تہائی حسن اس کے پاس تھا۔ وہ گناہ کا سو دینار لیتی تھی اس کو ایک عابد نے دیکھا تو حیران ہو گیا اور اپنے ہاتھ سے محنت کر کے سو دینار جمع کئے اور اس فاحشہ عورت کے پاس آکر کہا تمہارے حسن نے مجھے دیوانہ کر دیا ہے، میں نے اپنے ہاتھ سے محنت کی ہے اور سو دینار جمع کئے ہیں۔ فاحشہ نے کہا یہ میرے وکیل کو دیدو تاکہ وہ ان کو پرکھ لے اور ان کا وزن کر لے۔ چنانچہ عابد نے وہ دینار اس کے وکیل کو دے دیئے پھر فاحشہ عورت نے اپنے وکیل سے پوچھا کیا تم نے اس سے دینار اچھی طرح دیکھ بھال کر وصول کر لئے؟ اس نے کہا جی ہاں تو فاحشہ نے عابد کو کہا اندر آ جاؤ۔

اس عورت کا حسن و جمال اتنا زیادہ تھا جس کو اللہ ہی جانتا ہے' اس فاحشہ کا گھر بڑا دلکش تھا اور اس کا پلنگ سونے کا بنا ہوا تھا جب فاحشہ نے قریب بلایا اور وہ خیانت کی جگہ پر بیٹھا تو اللہ کے سامنے پیشی کا خوف آ گیا اور اس سے کانپ کانپ گیا' اس کی شہوت مر گئی اور کہا مجھے چھوڑ دے میں واپس جاؤں گا یہ دینار بھی تیرے (میں یہ واپس نہیں لوں گا) اس عورت نے کہا تمہیں کیا ہوا تو نے مجھے دیکھا' میں تجھے اچھی لگی پھر تو نے بڑی محنت مشقت سے سو دینار جمع کئے پھر جب قادر ہوا تو یہ کیا کیا؟

اس عابد نے کہا کہ میں اللہ کے سامنے پیش ہونے سے ڈر گیا ہوں اس لئے میرا عیش کڑوا ہو گیا ہے تو اس فاحشہ نے کہا کہ اگر تو اس بات میں سچا ہے تو میرا خاوند تیرے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

عابد نے کہا مجھے چھوڑ دے میں جانا چاہتا ہوں عورت نے کہا میں آپ کو نہیں جانے دوں گی مگر اس شرط پر کہ آپ میرے ساتھ شادی کر لیں عابد نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں یہاں سے نکل نہ جاؤں عورت نے کہا کہ تو پھر آپ کے ذمہ رہا کہ اگر میں آپ کے پاس آؤں تو آپ میرے ساتھ شادی کر لیں گے عابد نے کہا ٹھیک ہے۔ پھر اس عابد نے منہ چھپایا اور اپنے شہر کو نکل کھڑا ہوا۔

وہ فاحشہ بھی دنیا کی بدکاریوں سے شرمندہ ہو کر اس کے پیچھے پیچھے نکل کھڑی ہوئی حتی کہ وہ بھی اس عابد کے شہر میں جا پہنچی اور عابد کے نام اور گھر کا پتہ معلوم کیا جو اس کو بتلا دیا گیا (تو جب یہ عابد تک پہنچی) اور عابد کو (اس عورت کے بارہ میں بتلایا گیا) شہزادی آئی ہے اور آپ کا پوچھتی ہے تو جب عابد نے اس کو دیکھا تو ایک چیخ ماری اور مر گیا۔ اور اس کی بانہوں میں گر پڑا۔

عورت نے کہا کہ یہ تو ہاتھوں سے گیا۔ کوئی اس کا قریبی رشتہ دار ہے؟ اس کو بتایا گیا کہ اس کا ایک بھائی ہے جو فقیر آدمی ہے تو عورت نے کہا کہ تم سے شادی کروں گی تمہارے بھائی سے محبت ہونے کی وجہ سے۔ چنانچہ اس نے اس سے شادی کر لی اور اس کے سات بیٹے پیدا ہوئے۔ (کتاب التوابین ونزھۃ البساتین)

حضرت سلیمانؒ کا محبت الٰہی میں گناہ سے بچنے کا واقعہ

۵۰ حضرت زید بن اسلمؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عطاء بن یسارؒ اور حضرت سلیمان بن یسارؒ حج کرنے کے ارادہ سے مدینہ منورہ سے رخصت ہوئے ان کے ساتھ ان کے شاگرد بھی تھے، جب یہ مقام "ابوا" پر پہنچے تو ایک منزل پر اتر پڑے پھر حضرت سلیمان اپنے ساتھیوں کو لیکر کسی کام کو تشریف لے گئے اور حضرت عطاء اس مکان میں اکیلے نماز پڑھنے میں لگ گئے۔

تو ان کے پاس دیہات کی ایک خوبصورت عورت داخل ہوئی جب حضرت عطاء نے اس کو دیکھا تو یہ سمجھے کہ شاید اسے کوئی کام ہے اس لئے جلدی سے نماز پوری کی اور

پوچھا تمہیں کوئی کام ہے؟ کہنے لگی ہاں؟ فرمایا کیا کام ہے؟ کہا اٹھ کر میرا تقاضا پورا کر دیں میں اس کے لئے ترس رہی ہوں میرا خاوند نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا مجھ سے دور ہو جاؤ مجھے دوزخ میں جلاؤ نہ خود کو‘ اور جب اس کے حسن کو دیکھا تو نفس تو ان کو آمادہ کرتا تھا مگر یہ انکار کر رہے تھے‘ پھر حضرت عطاء نے رونا شروع کر دیا اور ساتھ ہی یہ کہتے جا رہے تھے تم مجھ سے دور ہو جاؤ تم مجھ سے دور ہو جاؤ پھر آپ زور زور سے رونے لگ گئے‘ جب عورت نے دیکھا کہ وہ خوف کے مارے اتنا زور زور سے رو رہے ہیں تو وہ بھی آپ کے سامنے رونے لگ گئی۔

یہ اسی طرح سے رو رہے تھے کہ حضرت سلیمانؒ اپنے کام سے فارغ ہو کر واپس آ گئے جب حضرت عطاء کو دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں اور ایک عورت بھی ان کے سامنے کونے میں بیٹھ کر رو رہی ہے تو ان کو دیکھ کر یہ بھی رونے لگ گئے مگر ان کو اس کا پتہ نہ تھا کہ یہ کیوں رو رہے ہیں؟ پھر ان کے شاگرد اور ساتھیوں میں سے جو بھی آتا گیا ان کو روتا دیکھ کر رونے لگا‘ ان سے وہ یہ نہیں پوچھتا تھا کہ رونے کا کیا سبب ہے۔ یہاں تک کہ رونا بہت ہو گیا اور آواز بلند ہو گئی تو جب اس دیہاتن نے یہ دیکھا تو اٹھ کر (چپکے سے) نکل گئی اور ساتھی بھی ادھر اُدھر ہو گئے اس کے بعد حضرت سلیمان نے اپنے بھائی سے اس عورت کا قصہ کبھی نہ پوچھا ان کے مرتبہ اور ہیبت کی وجہ سے کیونکہ وہ حضرت سلیمانؒ سے عمر میں بھی بڑے تھے۔

پھر یہ کسی کام کو مصر تشریف لے گئے اور جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ کو منظور تھا وہاں رہے‘ اسی دوران میں حضرت عطاء نے ایک مرتبہ نیند سے اٹھنے کے بعد رونا شروع کر دیا۔ تب حضرت سلیمانؒ نے پوچھا اے بھائی! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا اس خواب کی وجہ سے جو میں نے اس رات کو دیکھا ہے۔ پوچھا وہ کیا خواب ہے؟ فرمایا کہ میں جب تک زندہ رہوں کسی کو نہ بتانا۔ میں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب میں دیکھا ہے جو لوگ آپ کی زیارت کر رہے تھے میں بھی ان میں آپؑ کی زیارت کر رہا تھا۔ جب میں نے ان کے حسن کو ملاحظہ کیا تو رونے لگ گیا، جب آپ نے مجھے لوگوں میں دیکھا تو فرمایا اے جوان تم کیوں رو رہے ہو؟ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اے اللہ کے نبی میں نے عزیز مصر کی بیوی کو اور اس کے جس حادثہ میں

آپ مبتلا ہوئے تھے' پھر جیل بھگتی اور حضرت یعقوب کی جدائی برداشت کی' ان سب کو یاد کر کے رو رہا ہوں اور میں ان (صدموں کے سہنے) پر حیران ہو رہا ہوں۔

آپؑ نے ارشاد فرمایا تم مقام ابواء میں اس دیہاتی عورت سے بچنے والے شخص کے کارنامہ پر حیران نہیں ہوئے؟ تو میں سمجھ گیا جس کا آپ نے ارشاد فرمایا تھا تو یہ سن کر میں (خواب میں بھی) رونے لگا اور جب بیدار ہوا تب بھی رو رہا ہوں۔

حضرت سلیمانؒ نے پوچھا اے بھائی اس عورت کا کیا قصہ ہے؟ تو حضرت عطاء نے ان کے سامنے وہ قصہ ذکر کیا اور حضرت سلیمان نے اس کی کسی کو اطلاع نہ کی جب تک حضرت عطاء حیات رہے۔ اس کے بعد صرف اپنے گھر کی ایک عورت کو اس کا ذکر کیا۔ پھر یہ واقعہ مدینہ منورہ میں حضرت سلیمان بن یسار کی بھی موت کے بعد مشہور ہوا

یہ قصہ ایک روایت میں حضرت عطاء کے بجائے حضرت سلیمان بن یسارؒ کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے۔ (ذم الھویٰ)

حضرت ابوزرعہ عینیؒ کا خواہش کو دبا لینے کا واقعہ

۵۱ حضرت ابوزرعہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ ایک عورت نے میرے ساتھ فریب کر کے کہا اے ابوزرعہ آپ ایک مصیبت زدہ کی عیادت کر کے اور اسے دیکھ کر عبرت حاصل نہیں کریں گے؟ تو میں نے کہا کیوں نہیں تو اس نے کہا گھر میں آجائیں' جب میں گھر میں داخل ہوا تو اس نے دروازہ بند کر دیا اور مجھے کوئی (مریض) نظر نہ آیا اور مجھے اس کی نیت معلوم ہو گئی تو میں نے (بددعا کرتے ہوئے) کہا اے اللہ اس کو کالا کر دے تو وہ (فوراً) کالی سیاہ ہو گئی (جب اس نے خود کو اس عذاب خداوندی میں گرفتار) دیکھا تو دروازہ کھول دیا اور میں باہر نکل آیا اور پھر میں نے یہ دعا کی کہ اے اللہ اس کو اپنی سابقہ حالت میں لوٹا دے' چنانچہ وہ ویسی ہو گئی جیسا کہ پہلے تھی۔ (ذم الھویٰ)

حضرت ابراھیم بن ادھمؒ کا محبت الٰہی میں بادشاہت کو چھوڑنے کا واقعہ مع حالات زندگی

تعارف

۵۲ آپ بہت ہی اہل تقویٰ بزرگوں میں سے ہوئے ہیں اور بہت سے مشائخین سے

شرف نیاز حاصل کیا۔ بہت عرصہ تک حضرت امام ابو حنیفہ کی صحبت میں رہے۔ جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ آپ کو وہ تمام علوم حاصل تھے جو اولیاء کرام کو ہوا کرتے ہیں۔

جذب کا پہلا واقعہ:

ایک رات کا واقعہ ہے کہ آپ محل میں سو رہے تھے یکایک چھت پھٹنے کی آواز آئی اور ایک شخص نمودار ہوا آپ نے اس سے متعجب ہو کر پوچھا کہ وہ کون ہے اور اس کا وہاں کیسے آنا ہوا؟ اس شخص نے جواب دیا کہ میرا اونٹ کھو گیا ہے اس کو تلاش کرنے آیا ہوں یہ سن کر آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ چھت پر اونٹ کا آنا کیسے ممکن ہے؟ اس شخص نے جواب دیا کہ چھت پر اونٹ کا آنا ممکن ہے لیکن شاہی محل میں رہ کر خدا کو پانا ناممکن ہے۔

اس جواب کا آپ کو بہت اثر ہوا۔ ایک اور واقعہ سے آپ اور زیادہ متاثر ہوئے۔

(تذکرۃ الاولیاء)

جذب کا دوسرا واقعہ

آپ دربار میں رونق افروز تھے ایک اجنبی شخص دربار میں آیا آپ نے اس سے پوچھا کیا چاہتا ہے؟ اس شخص نے جواب دیا میں تو یہ سمجھ کر یہاں آیا ہوں کہ یہ ایک سرائے ہے۔ آپ نے فرمایا: "یہ سرائے نہیں ہے یہ تو میرا محل ہے" اس شخص نے آپ سے دریافت کیا کہ اس سے پہلے یہ کس کا تھا؟ آپ نے جواب دیا: "میرے نانا کا" پھر اس شخص نے پوچھا کہ ان سے پہلے یہ کس کا تھا؟ آپ نے فرمایا: "ان کے والد کا" اسی طرح وہ شخص آپ سے سوال کرتا رہا اور آپ جواب دیتے رہے۔

آخر کار اس شخص نے نہایت سنجیدگی سے کہا:

یہ سرائے نہیں تو اور کیا ہے؟ ایک آتا ہے دوسرا جاتا ہے۔

یہ کہہ کر وہ شخص جانے لگا۔ آپ تیزی سے اس کے پیچھے ہوئے اور پوچھا کہ وہ کون ہے؟ اس شخص نے جواب دیا کہ میں خضر ہوں۔ (تذکرۃ الاولیاء بحوالہ دبستانِ صوفیہ)

جذب کا تیسرا واقعہ

اب تو آپ بہت مضطرب ہوئے دل بہلانے کے لئے ہوا خوری کے لئے نکلے جنگل میں جب پہنچے تو غیب سے آواز آئی کہ کوئی کہتا ہے:

"بیدار شو پیش از آنکہ بمرگت بیدار کنند"

بیدار ہو قبل اس کے کہ موت سے بیدار کئے جاؤ۔

یہ آواز سن کر تو آپ اور بھی زیادہ فکر میں پڑ گئے۔

جذب کا چوتھا واقعہ

اتفاق سے ایک ہرن دکھائی دیا آپ نے کچھ دور تک اس کا پیچھا کیا۔ ہرن ایک جگہ رک کر کھڑا ہو گیا اور آپ سے اس طرح گویا ہوا:

"مرابصید تو فرستادہ اند۔ تو مرا صید توانی کرد"

مجھے تیرا شکار کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے اور تو میرا شکار کرنا چاہتا ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہرن نے آپ سے یہ کہا:

الہٰذا خلقت ام بھذاا امرت

کیا تم اس واسطے پیدا کئے گئے ہو؟ یا تم کو اس کام کا حکم ملا ہے

بعض نے اس واقعے کو اس طرح لکھا ہے کہ آپ نے غیب سے آواز سنی:

"اے ابراہیم! ترانہ از برائے ایں آفریدہ اند"

اے ابراہیم! تجھ کو اس کام کے لئے پیدا نہیں کیا گیا ہے۔

یہ سن کر آپ کا حال دگرگوں ہوا دنیا سے نفرت پیدا ہوئی مال و جاہ کی محبت دل سے نکل گئی تاج و تخت کی کوئی اہمیت ان کی نگاہ میں نہیں رہی حکومت اور سلطنت سے بیزار ہو گئے۔ (تذکرہ اولیاء و لطائف اشرفی و دبستان صوفیہ)

پھر آپ نے شاہی محل کو محبت الٰہی میں خیر آباد کہا جب آپ آگے چلے تو ایک چرواہے سے گڈری مانگی شاہی لباس اتارا اس گڈری کو پہنا۔

بقول بندہ کے پیر و مرشد کے کہ: جس وقت آپ اس گڈری کو پہن رہے تھے آسمان میں کیا غلغلہ مچا ہو گا "آہ" آج یہ بادشاہ عشق و محبت الٰہی میں شاہی لباس اتار رہا ہے اور اتنی بڑی سلطنت کو استعفیٰ دے رہا ہے اور تخت و شاہی کو اللہ پر فدا کر رہا ہے۔

مولانا رومیؒ نے فرمایا:

شاہی و شہزادگی دل باختہ

سلطان ابراھیم بن ادھمؒ نے شاہی اور شہزادگی کو اللہ تعالیٰ کی محبت پر فدا کر دیا۔

از پئے تو در غریبی ساختہ

اے اللہ آپ کی محبت میں سلطان ابراہیم آج غریب الوطن ہو رہا ہے اور پردیس جا رہا ہے۔ (تجلیات جذب)

تاج و تخت سے آزاد ہو کر آپ گھومتے پھرتے دجلہ کے کنارے پہنچے وہاں ایک درویش رہتا تھا' روزہ رکھتا تھا افطار کے وقت اس درویش کے لئے غیب سے کھانے کا خوان آیا اور آپ کے واسطے دس کھانے کے خوان غیب سے آئے اس درویش کو یہ بات ناگوار گزری اس نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا کہ یہ فقیر جو نووارد ہے اس کے لئے تو دس خوان اور میرے لئے جو ایک مدت سے وہاں عبادت میں مشغول ہے ایک خوان بھیجا گیا غیب سے آواز آئی کہ:

"اے زاہد تو مفلس تھا تیرے سوال کرنے پر تجھ کو ایک خوان بھیجا گیا تیرے لئے یہ کافی ہے اور یہ عزیز (حضرت ابراہیم) میری محبت میں بادشاہت چھوڑ کر آیا ہے اس کیلئے دس خوان بھی کم ہیں" (سیر العارفین ص۵۶)

ایک دن دریا کے کنارے سلطان ابراہیم ابن ادھم گدڑی سی رہے تھے سلطنت بلخ کا ایک وزیر ادھر آنکلا اس نے دل میں کہا کہ یہ ملا کتنا بے وقوف ہے' سلطنت چھوڑ کر جنگل میں گدڑی سی رہا ہے۔ واقعی یہ ملا بڑے بے وقوف ہوتے ہیں یہ وسوسہ ان پر منکشف ہوا اللہ تعالیٰ نے ان کے دل پر منکشف کر دیا۔ کشف اختیاری چیز نہیں ہے جب اللہ چاہتا ہے کشف ہوتا ہے جب نہیں چاہتا کچھ نہیں ہوتا فوراً انہوں نے بلایا کہ اے وزیر یہاں آؤ، آگیا۔ سلطان بلخ نے فوراً اپنی سوئی دریا میں پھینکی اور فرمایا کہ اے مچھلیو! میری سوئی لاؤ بقول مولانا رومیؒ" ایک لاکھ مچھلیاں سونے کی سوئیاں لے کر آ گئیں اب دیکھو سلطان بلخ کی سلطنت

ملک دل بہ یا چنیں ملک حقیر

دل کی سلطنت افضل ہے یا یہ دنیاوی سلطنت

ایک لاکھ مچھلیاں سونے کی سوئی لیکر آ گئیں سلطان نے ان کو ڈانٹ کر کہا کہ اے مچھلیو! میری لوہے والی سوئی لاؤ سونے کی سوئی استعمال کرنا امت کے لئے جائز نہیں ہے سونے کے خلال' سونے کا پاندان سونے کی ڈبیا' کوئی چیز جائز نہیں سونے کا

استعمال مردوں کے لئے حرام ہے۔ چاندی بھی مردوں کے لئے حرام ہے سوائے ساڑھے چار ماشہ سے کم کی انگوٹھی کے۔ چاندی کی انگوٹھی اگر ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو تو جائز ہے۔

ایک مچھلی نے غوطہ لگایا اور لوہے کی سوئی لیکر حاضر ہو گئی بس وزیر رونے لگا کہ میں نے تو آپ کو بے وقوف ملا سمجھا تھا لیکن میری محرومی کہ میں آپ جیسے ولی اللہ کو نہیں پہچان سکا اور مچھلیاں جانور ہو کر آپ کو پہچان گئیں' جانوروں نے آپ کو پہچان لیا اور میں انسان ہو کر آپ کو نہیں پہچان سکا ہائے میں کتنا محروم کتنا کمینہ و نالائق ہوں کہ آپ جیسے ولی اللہ کی شان میں گستاخی کر رہا تھا' بے وقوف سمجھ رہا تھا مگر معلوم ہوا کہ آپ تو پہلے خشکی کے بادشاہ تھے اب خشکی اور تری دونوں کے بادشاہ ہیں' آپ شاہ بحر بھی ہیں اور شاہ بر بھی ہیں پھر اس نے کہا کہ یہ نسبت مع اللہ کی دولت مجھ کو بھی دے دیجئے فرمایا اچھا چھ مہینے رہ جاؤ چھ مہینے وزیر ان کی خدمت میں رہ گیا اور ولی اللہ بن کر واپس ہوا۔
(تجلیات جذب)

پھر آپ نیشاپور تشریف لے گئے وہاں ایک غار میں رہنے لگے ہر جمعرات کو غار سے باہر آتے تھے لکڑیاں جمع کرتے لکڑیوں کا گٹھا سر پر رکھتے اس کو شہر میں لے جا کر فروخت کرتے اور جو قیمت آتی اس میں سے نصف فقراء و مساکین کو دیتے اور باقی اپنے خرچ کے لئے رکھتے جمعہ کی نماز پڑھ کر واپس غار میں چلے جاتے۔
(تذکرہ اولیاء و سیر الاقطاب، بحوالہ دبستان صوفیہ)

غار کا واقعہ

موسم سرما میں یخ بستہ پانی کو جس نے برف کی شکل اختیار کر لی تھی توڑ کر نہائے اور پوری شب مشغول عبادت رہے اور صبح کو جب ہلاکت آمیز سردی محسوس ہونے لگی تو آپ کو آگ کا خیال آیا اور ابھی اس خیال میں تھے کہ ایسا محسوس ہوا کہ جیسے کسی نے پشت پر گرم پوستین ڈال دی ہو جس کی وجہ سے پر سکون نیند آ گئی اور جب بیداری کے بعد دیکھا تو ایک بہت بڑا اژدہا تھا جس کی گرمی نے آپ کو سکون بخشا یہ دیکھ کر آپ خوفزدہ ہو گئے اور اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ تو نے تو اس کو میرے لئے وجہ سکون بنایا لیکن اب یہ قہر کے روپ میں میرے سامنے ہے یہ کہتے ہی اژدہا پھن زمین پر مارتا

ہوا غائب ہو گیا۔

جب عوام کو آپ کے مراتب کا صحیح اندازہ ہو گیا تو آپ نے اس غار کو خیر باد کہہ کر مکہ معظمہ کا رخ کیا اس کے بعد ایک مرتبہ شیخ ابو سعیدؒ نے اس غار کی زیارت کر کے فرمایا کہ اگر یہ غار مشک سے لبریز کر دیا جاتا تب بھی اتنی خوشبو نہ ہوتی جتنی ایک بزرگ کے چند روزہ قیام سے موجود ہے۔ (تذکرہ اولیاء)

سفر حج کا واقعہ

سفر حج کے دوران آپ کو کھانا میسر نہ آیا تو ابلیس نے سامنے آکر کہا کہ سلطنت چھوڑ کر سوائے فاقہ کشی کے اور کیا ملا؟ اس وقت آپ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ غنیم کو دوست کے پیچھے کیوں لگا دیا ندا آئی کہ تمہاری جیب میں جو چیز ہے اسے پھینک دو تاکہ تمہیں اس کا راز معلوم ہو جائے۔ چنانچہ جب آپ نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو تھوڑی سی چاندی برآمد ہوئی وہ پھینکتے ہی رفوچکر ہو گیا۔

ابراہیم ابن ادھمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کہ گویا ایک فرشتہ آسمان سے نازل ہوا میں نے اس کا حال پوچھا تو کہنے لگا کہ میں خدا کے دوستوں کے (جیسے ثابت بنائیؒ اور مالک بن دینارؒ اور اسی طرح بہتوں کے اس نے نام گنوائے اور کہنے لگا کہ ان سب کے) نام لکھنے کو اترا ہوں میں نے اس سے پوچھا کہ میرا بھی نام ان میں ہے اس نے کہا کہ نہیں تو میں نے کہا اچھا جب لکھ چکنا تو ان کے نیچے یہ بھی لکھ دینا کہ ابراہیم خدا کے دوستوں کا دوست ہے اسی وقت فرشتہ نے کہا کہ خدا کا مجھے ابھی حکم آپہنچا ہے کہ سب سے پہلے آپ کا نام لکھوں۔

مؤلف کہتا ہے کہ اسی جیسی ایک روایت مالک بن دینارؒ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے بیداری میں دیکھا کہ دو شخص کچھ لکھ رہے ہیں ان سے حال پوچھا تو کہنے لگے کہ ہم خدا کے دوستوں کے نام لکھتے ہیں میں نے کہا کہ تمہیں خدا کی قسم یہ بتاؤ کہ میرا بھی نام ان میں ہے انہوں نے جواب دیا کہ نہیں یہ سن کر میں بے ہوش ہو کر گر پڑا اس کے بعد خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ تو بھی انہیں میں ہے اور انہیں کا ساتھی ہے کیونکہ آدمی اسی کا ساتھی ہوتا ہے جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء و نزہۃ البساتین)

اقوال

اللہ کو اپنا دوست بنا اور خلقت کو ایک طرف ڈال۔

جو شخص تین موقعوں پر قرآن پڑھنے' نماز ادا کرنے اور ذکر کے وقت اپنے دل کو حاضر نہ پائے وہ سمجھ لے کہ مجھ پر نعمت اور اسرار کا دروازہ بند ہے۔ (سیڈ الاقطاب ص ۴۲)

تخت و تاج چھوڑنے کی وجہ

آپ سے لوگوں نے پوچھا کہ تاج و تخت سے کیوں دست بردار ہو گئے آپ نے جواب دیا:

"اپنے اس آئینہ میں نگاہ کی تو اپنا مقام قبر میں دیکھا اور وہاں کوئی غم خوار نہیں اور ایک بڑا لمبا سفر ہے 'لیکن توشہ نہیں اور ایک عادل قاضی دیکھا اور میرے پاس کوئی حجت نہیں اس لئے دنیا کی محبت میرے دل سے اٹھ گئی"

(سید الاقطاب ص ۳۶)

اللہ والوں کی صحبت

مکہ میں آپ محنت و مزدوری کر کے اپنا پیٹ بھرتے مکے میں آپ بہت سے بزرگوں سے ملے حضرت امام محمد باقرؒ' حضرت امام ابو حنیفہؒ' حضرت امام محمدؒ' حضرت سفیان ثوریؒ اور حضرت ابو یوسفؒ کی صحبت سے مستفید و مستفیض ہوئے۔ حضرت فضیل بن عیاض کا شہرہ سن کر آپ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے ایسے گرویدہ ہوئے کہ کافی مدت ان کی خدمت میں گزاری۔

آپؒ کی چھ قیمتی نصائح

ایک شخص آپ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ کچھ نصیحت فرمایئے آپ نے فرمایا چھ باتیں بتاتا ہوں ان پر عمل کرو پھر کچھ بھی کرو گے نقصان نہ پہنچے گا آپ نے ان چھ باتوں کی وضاحت اس طرح کی:

(۱) جب گناہ کرو تو اس کی (خداوند تعالیٰ) نعمت مت کھاؤ دنیا جو کچھ ہے وہ اس کی نعمت ہے کیا یہ شرم کی بات نہیں ہے کہ اس کی نعمت سے بہرہ مند ہو اور پھر بھی گناہ کرو۔

(۲) اگر گناہ کرنا چاہو تو اس کے ملک سے باہر چلے جاؤ مشرق سے مغرب تک اس کا ملک ہے یہ اچھا نہیں معلوم ہو تا کہ اس ملک میں رہ کر اس کی نافرمانی کی جائے۔

(۳) اگر گناہ کرو تو ایسی جگہ کرو کہ جہاں خداوند تعالیٰ تجھ کو نہ دیکھتا ہو کیا یہ شرم کی بات نہیں ہے کہ اسکے ملک میں رہو اسکا رزق کھاؤ اور پھر اسکے سامنے گناہ کرو۔

(۴) جب ملک الموت قبض روح کے لئے آئیں تو ان سے کہو کہ اتنی مہلت دیجئے کہ توبہ کرلوں اگر تجھ کو اتنی قدرت حاصل نہیں ہے کہ ملک الموت کو اپنے پاس سے واپس کردے تو بہتر یہی ہے کہ ملک الموت کے آنے سے پہلے تو توبہ کرلے۔

(۵) جب منکر نکیر تیری قبر میں آئیں تو ان کو کسی بہانے سے اپنے پاس سے واپس کردے اگر یہ بات دشوار ہے تو تجھ کو چاہئے کہ ان کے آنے سے پہلے جواب تیار کر رکھے تاکہ اس وقت پریشانی نہ ہو۔

(۶) جب بروز قیامت گناہ گاروں کو دوزخ میں بھیجا جانے لگے تو تو دوزخ میں جانے سے انکار کردے اگر یہ ممکن نہیں تو پھر ایسا کوئی کام کرنا چاہئے جس سے تو عذاب میں گرفتار نہ ہووے یہ سب باتیں سن کر اس شخص نے عرض کیا کہ وہ مطلب بخوبی سمجھ گیا اس شخص نے اسی وقت توبہ کی اور آپ کی خدمت میں رہنے لگا۔

تفسیر روح المعانی میں سلطان ابراھیم ابن ادھمؒ کا تذکرہ

بندہ کے پیر و مرشد نے فرمایا کہ ان کا تذکرہ تفسیر روح المعانی میں بھی علامہ آلوسی نے فرمایا علامہ آلوسی رحمتہ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی پارہ ۴ میں واقعہ بیان کیا کہ جب یہ حج کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ سے انہوں نے سوال کیا **اللھم انی اسئلک العصمۃ** اے خدا مجھے عصمت دے دے، معصوم کردے، مجھ سے کبھی گناہ نہ ہو کعبہ سے آواز آئی یا سلطان ابراہیم ابن ادھم **ان الناس یسئلو ننی العصمۃ** سارے انسان مجھ سے عصمت مانگتے ہیں اگر میں سب کو معصوم کردوں کسی سے کبھی کوئی خطا نہ ہو **فعلیٰ من یتکرم و علیٰ من یتفضل** تو میری مہربانی اور میرا کرم کس پر ہوگا؟

حق تعالیٰ کی صفت غفاریت پر اعتماد کا مطلب

اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ لوگ گناہ اس نیت سے کریں کہ ہم پر مہربانی ہو نہیں اگر کوئی مرہم کی ڈبیہ آپ کو دے دے کہ جو آگ سے جل جائے اس کے لئے ہمدرد کا یہ مرہم سوفیصد مفید ہے تو کیا آپ اپنے ہاتھ کو آگ میں جلائیں گے کہ اس مرہم کو دیکھوں مفید ہے یا نہیں۔ (تجلیات جذب)

یوسف علیہ السلام اور زلیخا کا واقعہ

۵۳ امام غزالیؒ نے اپنی تفسیر "اسرار المحبة" میں یوسفؑ کے عاشقوں کا حال تحریر فرمایا ہے۔

جب حضرت یوسفؑ کے مصر لانے کی خبر مشہور ہوئی کچھ لوگوں نے آپ کو دیکھا سارے مصر میں آپ کے حسن کے چرچے مشہور ہو گئے۔ آپؑ جس کے غلام تھے اس کے گھر باہر مجمع کا مجمع تھا۔ اس نے کہا لوگوں میں سے جو شخص بھی یوسفؑ کو دیکھنا چاہے گا اس کو ایک اشرفی دینی پڑے گی۔ تیسرے دن مالک نے اعلان کیا جو شخص یوسفؑ کو خریدنا چاہتا ہے وہ مصر کے بازار میں چلا آئے۔ چنانچہ لوگوں کا ایک بہت بڑا مجمع اس بازار میں جمع ہو گیا۔

امام غزالیؒ نے اپنی مایہ ناز تفسیر "اسرار المحبة" میں لکھا ہے کہ ایسے جاہ و جلال کے وقت جب کہ یوسفؑ کے حسن کا بازار نہایت گرم تھا جب کہ ہزارہا مرد و عورت فارعہ بے خود و بے دم ہو کر مر رہے تھے، ہر شخص کے منہ پر ہائے یوسف ہائے یوسف کا نعرہ بلند تھا۔ ایک عورت فارعہ نامی مصر کی امیر زادی جو قوم عاد کے گھرانے سے تھی، ایک ہزار خچر مال و دولت کے ساتھ لیکر حضرت یوسفؑ کو خریدنے کو آئی جب اس کی نظر یک بیک حضرت یوسفؑ پر پڑی تو آنکھیں اس کی چندھیا گئیں خود ششدر اور حیران رہ گئی بے خود ہو کر بولی:

> اے یوسفؑ آپ کون ہیں آپ کی صورت دیکھ کر میری آنکھیں خیرہ ہو گئیں میری عقل جاتی رہی، میں ایک ہزار خچر مال کے بھر کر آپ کو خریدنے آئی تھی لیکن آپ کی صورت دیکھ کر معلوم ہوا کہ ایک ہزار خچر آپ کے ایک پیر کی بھی قیمت نہیں ہو سکتی، ساری دنیا اور جو کچھ اس دنیا میں دولت اور مال

خزانے ہیں شاید وہ سب مل کر بھی آپ کی قیمت ادا نہ کر سکیں۔
اب آپ یہ فرمائیں کہ آپ کو کس نے پیدا کیا ہے' آپ کا خالق کون ہے؟
حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ میں بندہ ہوں اپنے خدا کا اسی نے مجھے پیدا کیا اور اسی نے میری صورت ایسی حسین بنائی جسے دیکھ کر تم حیران ہوتی ہو یہ بات سن کر وہ رئیس عورت بولی کہ اے یوسف میں ایمان لائی اس ذات پر جس نے تمہیں پیدا کیا جب تم اس کی مخلوق ہو کر ایسے خوبصورت ہو' بھلا وہ خدا کس شان و جلال کا ہوگا یہ کہہ کر اس عورت نے وہ سارا مال جو ہزار خچروں پر لاد کر لائی تھی راہِ خدا میں غریبوں اور فقیروں کو خیرات کیا اور اپنا وطن' گھربار' مال' خزانے سب کچھ چھوڑ کر محبوب حقیقی کی تلاش میں ساری عمر دریائے قلزم کے کنارے عبادت کرتے کرتے گزار دی۔ (مواعظ ابراھیمی)

عزیز مصر نے یوسف علیہ السلام کو خرید لیا

جب حضرت یوسفؑ فروخت ہوئے عزیز مصر کے گھر پہنچے تو آپ کے حسن خداداد کو دیکھ کر اس کی ملکہ جس کا نام زلیخا تھا' آپ پر فریفتہ ہو گئی اور محبت میں گرفتار ہو کر اس قدر آگے بڑھ گئی کہ اسے اپنی عزت کا خیال بھی نہ رہا دن اور رات حضرت یوسفؑ کو اپنے دام فریب میں پھنسانے کی ناکام کوششیں کرتی رہی اس نے حضرت یوسفؑ کو پانے کے لئے سینکڑوں جتن کئے لیکن حضرت یوسفؑ نے جو خود بھی پیغمبر تھے اور ایک پیغمبر کے لخت جگر تھے اپنے حسن معصوم کی عصمت اور طہارت اور عفت و تقدس کو اللہ تعالیٰ کی توفیق خاص سے محفوظ رکھا صبر و استقامت سے زلیخا کی ہر اشتعال انگیز حرکت سے پیغمبرانہ جلال اور متانت و تمکنت کے ساتھ گزرتے چلے گئے

الغرض جب زلیخا کا ہر حربہ ناکام ہو گیا اور وہ ماہ کنعانی کے حسن و جمال کو اپنی طرف متوجہ نہ کر سکی تو اس کی حالت غیر ہونے لگی۔ ادھر شہر بھر میں زلیخا کی اس دار فتگی کا چرچا عام ہو گیا شہر کی معزز بیگمات جب بھی کہیں اکٹھی ہوتیں تو ان کا موضوع سخن زلیخا کی داستان عشق ہی ہوتا۔ تمام عورتیں اسے طعنے دینے لگیں کہ اچھی ملکہ ہے! اپنے زر خرید غلام پر فریفتہ ہو گئی ہے اور اس نے اپنے مقام و مرتبہ کا ذرہ بھر پاس نہیں رکھا قرآن نے ان کے طعنوں کو اس طرح نقل فرمایا ہے:

﴿وقال نسوة فی المدینة امراة العزیز تراود فتٰها عن نفسه ۚ

﴿شغفها حبا انالنرٰها فی ضلٰل مبین﴾

اور شہر میں امراء کی عورتوں نے کہنا شروع کردیا کہ عزیز کی بیوی اپنے غلام کو اپنی خواہش نفس کی طرف مائل کرنا چاہتی ہے اس غلام کی محبت اس کے دل میں گھر کرچکی ہے ہم تو اسے اس معاملہ میں اسی کو اعلانیہ غلطی پر پاتے ہیں۔

چنانچہ زلیخا کو جب پتہ چلا کہ اسکا راز عشق زبان زد خاص وعام ہو گیا ہے اور شہر کی امیر زادیاں تو اس پر طعنوں کے تیر برسانے لگی ہیں جب اس نے دیکھا کہ زانی اور بیہودگی کے ان طعنوں سے وہ ہر طرف سے چھلنی ہونے لگی ہے تو اس نے سوچا کیوں نہ انہیں بھی اپنے محبوب کے حسن کی ایک جھلک دکھادی جائے کہ انہیں بھی تو کچھ خبر ہو کہ میں کس حسن کی پجاری ہوں۔

زلیخا نے اپنے اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک پر تکلف شاہانہ دعوت کا انتظام کیا ایک روایت کے مطابق پورے شہر میں سے تقریباً چالیس معزز خواتین کو دعوت دی ان کے بیٹھنے کے لئے بہترین قالین بچھائے تکیے لگائے اور خوبصورت دستر خوان پر کھانا چن دیا' تازہ اور خوشبودار پھلوں کے ڈھیر لگادیئے۔ اس کے بعد کا منظر خود قرآن مجید یوں بیان فرماتا ہے:

﴿وآتت کل واحدة منهن سکینا﴾

جب سب خواتین آگئیں تو اس نے ان میں سے ہر ایک کو پھل کاٹنے کے لئے ایک ایک تیز چھری دے دی اور انہیں پھل کاٹ کر کھانے کو کہا او ھر حضرت یوسفؑ کو حکم دیا کہ وہ وہاں سے گزریں پھر آپ جب وہاں سے گزرے تو پھر جو ہوا قرآن سے پوچھیے:

چنانچہ قرآن مجید کہتا ہے کہ:

﴿فلما راینه اکبر نه و قطعن ایدیهن و قلن حاش لله ما هذا بشرا ان هذا الا ملك کریم﴾

پس جب ان عورتوں نے حضرت یوسفؑ کو دیکھا تو دیکھتے ہی ان کے حسن کی قائل ہو گئیں اور مشاہدہ حسن کرتے کرتے اپنے ہاتھوں کو کاٹ دیا اور سب کی سب کہہ اٹھیں سبحان اللہ! یہ تو انسان نہیں بلکہ کوئی معزز نورانی فرشتہ ہے۔

اس واقعہ پر صاحب تفسیر روح البیان نے لکھا ہے:
دیکھو ان عورتوں کو جنہوں نے اپنی مثل مخلوق دیکھ کر بے خودی میں ہاتھ کاٹے تم کیسے خدا کے جمال کے عاشق ہو جو ذرا ذرا سی تکلیفوں میں مبتلا ہو کر خدا کو چھوڑ دیتے ہو۔

پھر زلیخا نے بہت کوشش کی کہ یوسفؑ میرے قریب ہو جائے لیکن یوسفؑ نے ایک نہ مانی کہ محبت الٰہی میں جیل میں چلے گئے ادھر زلیخا نے بت پرستی کی انتہا کر دی خوب بت سے یوسفؑ کو مانگتی جب ایک زمانہ گزر گیا اور آپ بت کے آگے عاجزی کرتی کرتی یوسفؑ کو مانگتی مانگتی عاجز ہوئیں مگر وہاں پتھروں کو کیا خبر اندھے کے آگے روئے اپنے نین گنوائے، یہ بت کورا پتھر تھا یہاں کیا رکھا تھا۔

جب زلیخا روتی روتی لاچار ہو گئیں مگر وہاں سے نہایت بے زار ہوئیں ادھر توفیق الٰہی نے ہاتھ پکڑا تو فوراً بت کو توڑ کر چورا چورا کر ڈالا اور لا الہ الا اللہ منہ سے نکلا اور ساتھ ہی یہ عرض کیا:

اے مولیٰ! یا تو تو مجھ سے یوسفؑ کو ملا یا یوسفؑ کی محبت میرے دل سے نکال کر اپنی محبت دے۔ الٰہی ہمیں وہ دن دکھا دے کہ ہمیں خود یوسفؑ تلاش کریں اور ہم یوسف سے چھپیں وہ ہمیں بصد منت بلائیں اور ہم ان سے بھاگیں، وہ ہمیں اپنا حسن و جمال دکھائیں ہم ان سے منہ پھیریں الٰہی وہ ہم کو دیکھیں اور ہم تجھے دیکھیں۔

بی بی زلیخا نے یہ دعائیں مانگیں خدا نے سب دعائیں قبول فرمائیں یوسفؑ کو بھی ملا دیا اور اپنی طرف بھی بلا لیا جو کچھ مانگا تھا وہ سب کچھ دے دیا جس وقت بی بی زلیخا نے یہ دعائیں مانگیں تھیں ملائکہ نے جناب باری میں عرض کیا، الٰہی اب تو زلیخا تیری ہو گئی اس کی مراد پوری کر دے۔ اللہ پاک نے فرمایا ملائک ہمیں قسم ہے اپنی ذات عالی کی کل زلیخا اپنی مراد کو پہنچ جائے گی۔

(یہ اس وقت کی بات ہے جب زلیخا بوڑھی ہو گئی تھی اور یوسفؑ بادشاہ بن چکے تھے)

دوسرے دن حضرت یوسفؑ کی سواری بڑے ترک اور شان سے مصر میں نکلی اور زلیخا کی جھونپڑی کے پاس سے گزرنے لگی زلیخا ہاتھ میں لکڑی لیکر لب سڑک

کھڑی ہوئیں اور یہ کہنا شروع کیا:

ان من جعل الملوك عبيدا بالمعصية و جعل العبيد ملوكا على الطاعة

پاک ہے وہ ذات جس نے بادشاہوں کو غلام بنایا گناہ گاری کے سبب سے اور غلاموں کو بادشاہ کر دیا اطاعت کی وجہ سے

اطاعت نبی کے سبب سے بی بی زلیخا ہمیشہ ایسی صدا کہا کرتی تھیں لیکن کون سنتا تھا آج ان کا خدا حامی ہو گیا فوراً زلیخا کی آواز حضرت یوسفؑ کے کان میں پہنچی حضرت یوسفؑ نے یہ دردناک صدا سن کر فرمایا جلد دیکھو یہ کون صدا کرتا ہے اس کو کیا تکلیف ہے غلام آپؑ کا زلیخا کی جھونپڑی کی طرف دوڑ کر آیا دیکھا کہ ایک عورت بڑھیا اندھی کھڑی فریاد کرتی ہے جا کر عرض کیا کہ ایک اندھی عورت ہے وہ کچھ فریاد کرتی ہے۔ فرمایا کہ جاؤ پوچھو وہ کیا مانگتی ہے غلام آگیا اور بی بی زلیخاؒ سے پوچھا کہ اے بڑھیا تجھے کیا حاجت ہے جلدی بتادے؟ زلیخا نابینی تھی فرمایا تو کون ہے؟ یوسفؑ کے غلام نے کہا کہ میں حضرت یوسفؑ کا غلام ہوں یہ سن کر زلیخا نے فرمایا لیك عني، جاؤ ہٹ جاؤ ہمیں تجھ سے کیا حاجت ہو گی جس نے تجھے بھیجا ہے، سے ہمارے پاس بھیج دے۔ غلام یہاں سے حضرت یوسفؑ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ وہ عورت کوئی بڑی معزز متکبر ہے یہ کہتی ہے کہ جا اسے بھیج دے جس نے تجھے بھیجا ہے۔

ادھر جب زلیخا کے پاس سے یوسف علیہ السلام کا غلام چلا گیا زلیخا نے جناب الٰہی میں دعا کی اے میرے مولیٰ بتوں میں تو اتنی طاقت بھی نہ تھی کہ یوسفؑ غلام کو میرے پاس لاتے وہ یوسفؑ کو کہاں لا سکتے؟ مگر کیا حضور میں بھی اتنی طاقت نہیں ہے جو جناب یوسفؑ کو میرے پاس لائے؟ یہ سنتے ہی دریائے رحمت الٰہی جوش میں آیا اور حکم ہوا کہ اے جبرائیل جاؤ یوسفؑ سے کہو کہ وہ اپنی سواری سے اتریں اور اس بڑھیا کی مزاج پرسی کریں۔ آتے ہی حضرت جبرائیلؑ نے یوسفؑ کی سواری کو روک لیا اور سواری سے نیچے اتارا اور کہا کہ اس بڑھیا کے پاس چلو۔

حضرت یوسفؑ اور حضرت جبرائیلؑ زلیخاؒ کے پاس آئے یوسفؑ نے فرمایا کہ اے عورت! تو کون ہے؟ زلیخا نے کہا:

اما انا التی اشتریت بالجواہر والذہب والفضتہ سبعیان

اے یوسفؑ میں وہ ہوں جس نے تمہیں جواہرات سونا چاندی خرچ کر کے مول لیا تھا۔

جب سے تمہیں دیکھا رات کو سوئی نہیں کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہ کھایا مگر افسوس کہ ایسی جلدی تم بھول گئے۔ اچھا یہ بتاؤ کہ تم نہ بلائے سے کبھی آئے نہ خود کبھی آئے آج تمہیں کسی نے بھیجا ہے آیا آپ آئے ہو؟ حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ آج مجھے رب العالمین نے بھیجا ہے۔ یہ سن کر زلیخا کے دل میں عشق الٰہی کی یہ پہلی بنیاد پڑی تھی عرض کیا:

الحمد للہ الذی تقبل منی قلیلا واعطانی کثیرا

تھوڑا سا لے کر بہت سادے کر مالا مال کرنے والے خدا کا شکر ادا کرتی ہوں۔

ابھی تو صرف لا الہ الا اللہ منہ سے نکلا ہے کہ یوسفؑ ہاتھ باندھے سامنے کھڑے ہیں۔

(روض الریاحین بحوالہ مواعظ ابراہیمی)

اس کے بعد کے مختصر حالات حضرت بابا فریدؒ کی زبانی سنئے ایک مجلس میں حضرت بابا فریدؒ نے ارشاد فرمایا کہ:

جب حضرت یوسفؑ کے دل میں زلیخا کی محبت پیدا ہوئی تو اس وقت زلیخا حضرت یعقوب علیہ السلام کے دین سے مشرف ہو چکی تھی، اور ہمیشہ یاد الٰہی میں مشغول رہتی نکاح کے بعد جب یوسف علیہ السلام اس سے ملنا چاہتے تو وہ کترا جاتی یہ دیکھ کر یوسف علیہ السلام نے زلیخا سے پوچھا کہ یاد کرو ایک وہ دن تھا کہ تم میرا پیچھا کرتی تھیں اور میں تمہارے سامنے سے بھاگ جاتا تھا اور ایک آج کا دن ہے کہ میں تم سے ملنا چاہتا ہوں اور تم مجھ سے کتراتی ہو آخر معمہ کیا ہے؟ زلیخا نے جواب دیا اے یوسفؑ! اس وقت خدا سے میری آشنائی نہیں ہوئی تھی اور اس کی عبادت سے مجھے کوئی واسطہ نہیں تھا سوائے تمہارے اور کوئی بھی دوسرا میرا محبوب نہیں تھا اس لئے تم سے لپٹی ہوئی تھی، لیکن اب تو اللہ تعالیٰ کو میں نے پہچان لیا ہے اور اس کی پرستش کو اپنا شیوہ بنا لیا ہے اور اپنی کوششوں سے اس کو پالیا ہے اس کی محبت میرے دل میں گھر کر گئی ہے۔

پس اے یوسف! اب تم بلکہ تم سے لاکھوں گنا بہتر میری نظر میں کوئی حقیقت

نہیں رکھتے جب میں نے اللہ سے محبت کا رشتہ جوڑ لیا تو پھر ماسوا اس کے کسی سے الفت کرنے میں تو بجائے وفاداری کے (خالق یوسفؑ سے) بے وفائی ظاہر ہو گی۔

صوفیاء کرام کی مختلف کتابوں میں یہ بھی لکھا ہوا ملتا ہے کہ زلیخا نے یوسفؑ سے کہا کہ:

اے یوسف! میں خدا کی معرفت سے پہلے تجھ سے محبت کرتی تھی اور جب میں نے خدا کی معرفت حاصل کر لی تو اس کی محبت نے غیر اللہ کی محبت کو نہ رہنے دیا اور اس کا بدل میں نہیں چاہتی آخر حضرت یوسفؑ نے اسے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کا حکم دیا ہے اور مجھے بتایا ہے کہ تیرے ہاں دو لڑکے پیدا ہوں گے اور خدا تعالیٰ ان دونوں کو نبی بنائے گا زلیخا نے عرض کیا کہ اگر خداوند کریم نے آپ کو ارشاد فرمایا ہے اور مجھ کو اس نعمت کا ذریعہ بنائیگا تو میں اس نعمت کے حصول کیلئے خدا تعالیٰ کے حکم کے تابع ہوں۔

(روض الریاحین و قوت القلوب ج ۲ ص ۸۹ او مکاشفۃ القلوب اور احیاء العلوم ج ۴ ص ۵۸ ۴ و کشف المحجوب)

غور طلب نقطہ

میرے دوستو! اس واقعہ کو پڑھ کر آپ حضرات کے دل میں یقیناً اللہ کی محبت میں اضافہ ہوا ہو گا۔ آپ حضرات خود سوچیں زلیخا نے ایک نبی کو ایذا پہنچائی پھر بھی اللہ تعالیٰ نے غلبہ محبت کی وجہ سے زلیخا کو عذاب میں مبتلا نہیں کیا پھر اتنی بڑی نافرمانی کے باوجود جب زلیخا نے یوسفؑ کو پانے کے لئے اللہ کی طرف رجوع کیا تو اللہ کی محبت کے کیا کہنے ہمارے اللہ نے باوجود نافرمانی کے زلیخا کی دعا کو قبول کیا چنانچہ اس واقعہ سے آپ کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ اللہ تعالیٰ بندوں سے کتنی محبت کرتے ہیں اور اللہ کے عاشق اللہ سے کتنی محبت کرتے ہیں۔

ایک بادشاہ کے بیٹے کا اللہ تعالیٰ کی محبت میں عیش و عشرت کو قربان کر دینے کا واقعہ

۵۴ خلیفہ ہارون الرشید کا ایک لڑکا سولہ برس کے سن میں تھا وہ زاہدوں اور درویشوں کی صحبت میں بہت رہتا اور اس کی یہ حالت تھی کہ قبرستان میں نکل جاتا اور وہاں جا کر مردوں سے خطاب کر کے کہتا تم ہم سے پہلے موجود تھے اور دنیا کے مالک تھے

اور اب تم قبروں میں ہو اے کاش مجھے خبر مل جائے تم کیا بولتے تھے اور لوگ تم سے کیا کہا کرتے تھے غرضیکہ اس قسم کے کلمات حسرت آمیز کہتا اور پھر پھوٹ پھوٹ کر روتا ایک دن کا قصہ ہے کہ یہ لڑکا اپنے باپ ہارون الرشید کے پاس آیا اور اسوقت امراء اور وزراء اور ارکان دولت سب اپنے اپنے قرینے سے بیٹھے ہوئے تھے اور آیا بھی اس حالت میں کہ ایک کمبل اوڑھے اور ایک کمبلی کا تہہ بند کئے ہوئے جب اس ہیئت کو اعیانِ سلطنت اور ارکانِ دولت نے ملاحظہ کیا تو آپس میں بعض آدمی کہنے لگے کہ امیر المؤمنین اور خلیفۃ المسلمین کو بادشاہوں میں ایسی ہی اولاد نے بدنام کیا ہے اگر امیر المؤمنین اس کو تہدید وتنبیہ کریں تو کچھ بعید نہیں کہ اپنی اس حالت کو چھوڑ دے۔

ابن ھارون کی کرامت

یہ بات خلیفہ ہارون رشید کے کانوں تک پہنچی اس کو بھی یہ مشورہ پسند آیا اور بیٹے سے کہا کہ بیٹا تمہاری اس چال چلن نے مجھے رسوا کر دیا اس نے یہ سن کر ہارون رشید کی طرف دیکھا اور کچھ جواب نہ دیا اتفاقاً ایک پرندہ قلعہ کے برج پر بیٹھا تھا لڑکے نے اس کی طرف دیکھ کر کہا اے پرندے تجھ کو تیرے پیدا کرنے والے کی قسم تو میرے ہاتھ پر آبیٹھ وہ پرندہ یہ سن کر فوراً لڑکے کے ہاتھ پر آبیٹھا کچھ دیر بعد اس سے کہا اپنی جگہ پر چلا جا وہ چلا گیا اور کہا تجھے تیرے خالق کی قسم امیر المؤمنین کے ہاتھ پر نہ آنا، وہ نہ اترا یہ قدرت کی یہ نشانی وکرشمہ وکرامت حاضرین کو دکھلا کر باپ سے کہا ابا جان آپ ہی نے حب دنیا کی وجہ سے مجھے رسوا کر دیا ہے اور میں نے اب مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ میں آپ سے علیحدہ رہوں گا اور یہ کہہ کر بے توشہ وبے سامان چل کھڑا ہوا صرف ایک قرآن شریف اور ایک انگوٹھی ہمراہ لی۔ جوکہ آپ کی والدہ نے محل سے نکلتے وقت دی تھی

ابن ہارون کا محبت الٰہی میں مزدوری کرنا

چلتے چلتے بصرہ میں آکر ٹھہرا اور مزدوروں کے ساتھ مٹی گارے کا کام اختیار کیا اور ہفتہ بھر میں صرف ایک ہفتہ کے دن ایک درہم اور ایک دانگ کی مزدوری کر لیتا اور ایک ہفتہ ایک دانگ روز کے حساب سے اسے کھاتا۔

ابو عامر بصری کہتے ہیں کہ میرے گھر کی ایک دیوار منہدم ہو گئی تھی میں اسے

بنوانے کے ارادہ سے مزدوروں کی تلاش میں، نکلا دیکھا کہ مزدور کی ہئیت میں ایک نہایت خوبصورت لڑکا ہے کہ میں نے ایسا حسین لڑکا پہلے نہ دیکھا تھا اس کے سامنے ایک زنبیل ہے اور قرآن شریف کی تلاوت کر رہا ہے میں نے اس سے کہا لڑکے کچھ کام کرو گے اس نے کہا کیوں نہیں کام کے لئے تو پیدا ہی ہوئے ہیں لیکن یہ بات بتاؤ کہ کس قسم کا کام لو گے میں نے کہا کہ گارے مٹی کا کام کرنا ہوگا کہا بہتر ہے لیکن ایک درہم اور ایک دانگ لوں گا اور نماز کے وقت اپنی نماز پڑھوں گا میں نے کہا منظور ہے چلیے میں لے کر آیا اور کام میں لگا کر چلا گیا جب مغرب کا وقت آیا تو آ کر کیا دیکھتا ہوں کہ اس نے دس آدمیوں کے برابر کام کیا ہے میں اسے بجائے ایک درہم اور ایک دانگ کے دو درہم پورے دینے لگا کہا ابو عامر میں اسے لیکر کیا کروں گا اور لینے سے صاف انکار کر دیا پھر میں نے ایک درہم اور ایک دانگ دیکر اسے رخصت کر دیا۔

ابن ہارون کی دوسری کرامت

دوسرے دن پھر میں اس کی تلاش میں بازار گیا ہر طرف تلاش کیا لیکن وہ کہیں نہیں ملا میں نے لوگوں سے پوچھا کہ ایسی صورت و شان کا لڑکا جو مزدوری کرتا ہے کہاں ہے لوگوں نے کہا وہ صرف ہفتہ کے دن مزدوری کیا کرتا ہے اب تم اس کو صرف ہفتہ کے دن دیکھو گے میں نے سوچا کہ کام کو موقوف رکھو جب وہ آوے یہ کام اسی سے لیں گے جب ہفتہ کا دن آیا تو میں اس کی تلاش میں بازار آیا دیکھا تو اسی حالت میں موجود ہے میں نے اسے سلام کیا اور کام کے لئے اس سے کہا اس نے اسی طرح کی شرطیں کیں میں سب قبول کر کے اسے لے آیا اور اسے کام پر لگا دیا اور دور بیٹھ کر دیکھا کہ یہ کس طرح اس قدر جلدی اتنا کام کر لیتا ہے اور میں ایسے موقع پر بیٹھا کہ میں اس کو دیکھوں اور وہ نہ دیکھے دیکھتا کیا ہوں کہ اس نے ہاتھ میں گارا لیا اور اسے دیوار پر تھوپا اور اس کے بعد پتھر خود بخود آپس میں ایک دوسرے سے ملتے جاتے ہیں میں نے اپنے جی میں کہا کہ یہ خدا رسیدہ شخص ہے اور ایسے لوگوں کی اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعانت اور مدد ہوا کرتی ہے۔

جب اس نے شام کو واپسی کا قصد کیا تو میں اسے تین درہم دینے لگا اس نے انکار کیا صرف ایک درہم اور ایک دانگ لے کر چلا گیا۔

ابن ہارون حالت مرض الموت میں

تیسرے شنبہ کو پھر میں بازار آیا تو اس جوان کو نہ دیکھا لوگوں سے اس کا حال پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ تین دن سے ایک ویرانہ میں بیمار پڑا ہوا ہے اور موت کے قریب ہے میں نے ایک شخص کو کچھ دیا اور کہا کہ بھائی مجھے وہاں لے چل جس جگہ وہ بیمار اجلِ راحت قلوب رونق افروز ہے وہ مجھے ایک ویرانہ میں لے گیا دیکھا کہ نہ وہاں در ہے نہ دراوزہ نہ مسہری نہ کوئی سامان راحت اسی لق ودق میدان میں بیکس و بے بس وہ جوان بے ہوش پڑا ہے۔

میں نے جا کر سلام کیا اور دیکھا تو سر کے نیچے ایک اینٹ کا ٹکڑا رکھا ہوا ہے اور مرنے کے قریب ہو رہا ہے اور موت کا انتظار کر رہا ہے میں نے جا کر اسے دوبارہ سلام کیا تو اس نے آنکھ کھولی اور مجھے پہچانا اور کہا کہ آپ مجھے دفن کر دیجئے گا۔ اور یہ قرآن شریف اور انگوٹھی امیر المؤمنین ہارون الرشید کے پاس پہنچا دینا دیکھو یہ خیال رکھنا کہ تم اپنے ہاتھ سے امیر المؤمنین کے ہاتھ میں دینا اور یہ کہنا کہ یہ میرے پاس تمہاری ایک امانت ہے ایک مسافر مسکین لڑکے نے سپرد کی ہے اور امیر المؤمنین سے یہ بھی کہنا کہ دیکھو بیدار رہو اس غفلت اور دھوکہ میں تمہاری موت نہ آجائے۔ یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ طائر روح قفس جسدی سے پرواز کر گیا اس وقت میں نے جانا کہ یہ خلیفہ کا جگر گوشہ ہے۔

میں نے اس کی سب وصیتوں کو پورا کیا اور قرآن شریف اور انگشتری لے کر بغداد آیا اور خلیفہ ہارون الرشید کے محل کے ارادے سے نکلا اور ایک بلند مقام پر جو میں جا کر کھڑا ہوا دیکھا ایک عظیم الشان لشکر آرہا ہے کہ اس میں تخمینا ایک ہزار سوار ہوں گے پھر اس کے بعد پے در پے دس رسالے آئے اور ہر رسالے میں ہزار ہزار سوار تھے۔ دسویں رسالہ میں امیر المؤمنین ہارون الرشید تھے میں نے پکارا کہ تم کو قرابت رسول اللہ ﷺ کی قسم ہے ذرا توقف کرو جب امیر المؤمنین نے مجھ کو دیکھا اور آواز سنی تو توقف فرمایا میں نے قریب جا کر وہ قرآن شریف اور انگشتری سپرد کی اور جو کچھ اس لڑکے نے پیغام کہا تھا سب پہنچا دیا امیر المؤمنین نے یہ سن کر کچھ سر جھکایا اور آنسو بہائے۔

پھر وہاں سے میں واپس اپنے گھر لوٹا

ابو عامر کہتے ہیں کہ اس رات جب میں اپنے وظائف سے فارغ ہو کر سویا دیکھتا کیا ہوں کہ ایک نور کا قبہ ہے اور اس پر ایک نور کا ابر ہے ناگاہ وہ نور پھٹا اور اس میں سے وہ لڑکا یہ کہتا ہوا اترا۔ اے ابو عامر حق تعالیٰ تم کو جزائے خیر دے تم نے خوب میری وصیتوں کو پورا کیا میں نے پوچھا بیٹا! تم پر کیا گزری اور تمہارا ٹھکانا کہاں ہوا کہا اپنے پروردگار رحیم و کریم کے پاس ہوں اور وہ مجھ سے راضی ہے کچھ ناراض نہیں اور مجھے ایسی نعمتیں عطا فرمائیں کہ نہ کسی آنکھ نہ دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں اور نہ کسی کے کان پر ان کا خیال تک گزرا اور حق تعالیٰ نے قسم کھا کر فرمایا ہے کہ جو بندہ دنیا کی نجاستوں سے ایسا نکل کر آئے گا جیسا کہ تو نکل کر آیا ہے تو اس کو ایسی ہی نعمتیں دوں گا جیسی تجھے دی ہیں اس کے بعد میری آنکھ کھلی تو دل میں اس کی باتوں سے اور بشارت سے ایک خوشی اور سرور پایا۔ (نزھۃ البساتین، تنبیہ الغافلین و فضائل صدقات)

حضرت سعدؓ کا اللہ کی محبت میں بے انتہا خوبصورت لڑکی سے نکاح نہ کرنے کا واقعہ

۵۵ ایک صحابی رسول ﷺ حضرت سعدؓ سلمی (آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے) اور عرض کیا یا رسول اللہ میرا کالا رنگ مجھے جنت میں جانے سے روک سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیوں کیا بات ہے اگر تو ایمان والا ہے تو تجھے جنت میں جانے سے کون روک سکتا ہے؟ عرض کیا بات یہ ہے کہ میں غریب آدمی ہوں میرا رنگ کالا ہے میں بد صورت ہوں اور بنو سلیم کے اشراف میں سے ہوں اب بات یہ ہے کہ مجھے کوئی لڑکی نہیں دیتا میری عزت اور کالے رنگ کی وجہ سے کوئی میرے ساتھ رشتہ نہیں کرتا۔

آپ ﷺ نے فرمایا آج عمرو بن وہبؓ ثقفی آئے ہیں؟ (یہ مدینہ منورہ کے ایک چوہدری تھے بڑے مالدار تھے ان کی بیٹی بڑی خوبصورت تھی) صحابہؓ نے کہا کہ وہ مجلس میں تو موجود نہیں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ عمرو بن وہبؓ سے کہو کہ اپنی لڑکی تیرے نکاح میں دیدیں۔ حضرت سعدؓ جا کے دروازے پر پہنچے دروازے پر دستک دی حضرت عمرو بن وہبؓ باہر نکلے پوچھا بھائی کیا بات ہے؟ کہا میں رسول اللہ ﷺ کا بھیجا

ہوا ہوں اور آپ ﷺ کا قاصد ہوں، آپ کے پاس آپکی بیٹی کی شادی کا اپنے لئے پیغام لایا ہوں۔ بظاہر انہیں یقین نہیں آیا اس لئے کہا کہ بھاگ جا کہاں کی بات کرتا ہے وہ تو بے چارہ غریب تھا پہلے کا غم کھایا ہوا وہ تو ڈر کے وہاں سے پیچھے ہٹا۔

اِدھر عمروؓ کی بیٹی حسن و جمال میں مشہور، بیٹی کے کان میں آواز پڑی بیٹی نے پیچھے سے آواز دی اے ابا جان سوچ تو لیا کرو کیا کہہ رہے ہو؟ تم نبی ﷺ کی بات کو ٹھکرا رہے ہو ہلاک ہو جاؤ گے، میں نبی کے حکم کے سامنے تیار ہوں، میں کالے گورے کو نہیں دیکھ رہی میں نبی ﷺ کے حکم کو دیکھ رہی ہوں، جاؤ میں تیار ہوں اور کہہ دو کہ میں شادی کروں گی۔

حضرت عمرو بن وہبؓ ثقفی بھاگے بھاگے پیچھے گئے آپ مجلس میں تشریف فرما ہیں جب دیکھا کہ عمرو آئے ہیں فرمایا تو نے ہی اللہ کے رسول ﷺ کی بات کو ٹھکرایا؟ عمروؓ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ ﷺ خطا ہوئی معاف فرمائیں حکم کیجئے کیا حکم ہے؟ فرمایا اس سے اپنی بیٹی کی شادی کرادو۔ عمروؓ نے عرض کیا آپ نکاح پڑھائیں آپ نے نکاح پڑھا چار سو درہم مہر مقرر کیا۔

آپ نے فرمایا کہ جاؤ سعدؓ لڑکی کو لے کر آؤ۔ کوئی بارات وغیرہ تو ہوتی نہیں تھی فرمایا سعدؓ جاؤ بیوی کو لے آؤ، عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس تو ایک درہم بھی نہیں ہے میں چار سو کہاں سے پیدا کروں اور اس کو لے کے آؤں؟ آپ نے فرمایا! چلو گھبرانے کی بات نہیں جاؤ علیؓ کے پاس جاؤ عثمان اور عبد الرحمٰنؓ کے پاس، ان سے کہو کہ تمہیں دو دو سو درہم دیدیں، تیرے پاس چھ سو درہم ہو جائیں گے چار سو سے مہر ادا ہو جائے گا اور دو سو سے اپنا کوئی کام کر لینا، نہ گھر نہ در نہ کوئی اور چیز، کوئی کپڑا ہی لے لینا۔ عرض کیا بہت اچھا' حضرت عثمان' حضرت علی' حضرت عبد الرحمٰنؓ کے پاس گئے انہوں نے خوش ہو کر دو دو سو سے زائد دیا۔ کتنا زیادہ دیا صرف اتنا لفظ آتا ہے کہ دو دو سو اور کچھ زیادہ دو سو اور کچھ زیادہ، تو سوا ہزار ہوں گے۔ اب حضرت سعدؓ بڑے خوش کیوں بھائی ایک نوجوان جو بڑی خوبصورت لڑکی سے شادی کرنے والا ہو اس کے جذبات کو کوئی سمجھ سکتا ہے سوائے اس کے جس پر خود گزر رہی ہو۔

کیا جذبہ ہو گا حضرت سعدؓ کا کہنے لگے لڑکی کو لینے بعد میں جاؤں گا پہلے تو کچھ

سودا بازار سے خرید لوں چار سو تو مہر میں گیا باقی کا کیا کروں۔ کچھ کا کپڑا اور کچھ کا کھانے پینے کا سامان خرید لوں گا تاکہ میرا کچھ کام چل سکے گھر کی مشکل بن سکے۔

جب بازار میں داخل ہوئے تو ایک آواز کان میں پڑی:

یا خیل اللہ ار کبی

اے اللہ کے سوار واللہ کے راستے میں نکلو۔

بس یہ سننا تھا حضرت سعدؓ کے قدم زمین پر جم گئے سارے جذبات سارے احساسات کو ایک بول نے نکال کے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی محبت کو دل میں ڈال دیا کوئی ہے ایسا ایمان والا کہ جو اتنے بڑے جذبات کو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی بات پر قربان کرے آسمان پر ایک بھرپور نگاہ ڈالی اور یوں کہا کہ اے زمین و آسمان کے اللہ اور اے محمد ﷺ کے اللہ اب میرا یہ مال شادی پر نہیں لگے گا میرا یہ مال وہاں لگے گا جہاں تو بھی راضی تیرا رسول ﷺ بھی راضی اور مسلمان بھی خوش ہو جائیں گے نہ شادی یاد رہی نہ رات کا وصال یاد رہا نہ سہاگ رات یاد رہی نہ بیوی کے پہلو میں رات کا لیٹنا یاد رہا، یاد رہا تو اللہ و رسول کا کام یاد رہا۔

گھوڑا خریدا، ڈھال خریدی، تلوار خریدی چہرے کو چھپالیا اور سوار ہوا چہرے کو چھپا کر صرف آنکھیں ننگی باقی چہرہ چھپا ہوا صحابہؓ لمبے چوڑے سر پر خود نہیں پہنتے تھے جیسے رومیوں کی عادت تھی معمولی معمولی سامان ہوتا تھا۔ صحابہؓ کہنے لگے ارے یہ کون ہے چہرہ چھپائے ہوئے اور آپ کو خبر ہے کہ چہرہ کیوں چھپایا چہرہ اس لئے چھپایا ہے کہ اگر مجھے حضور ﷺ نے دیکھ لیا تو کہیں واپس نہ بھیج دیں کہ ارے تو کہاں جا رہا ہے میں نے تمہیں کہاں بھیجا تھا یہ خیال ہے کہ کہیں حضور اکرم ﷺ نے دیکھ لیا تو واپس نہ ہو جاؤں کسی نے پوچھا کہ کون ہے؟ حضرت علیؓ نے کہا کہ ارے اللہ کا بندہ کوئی پردیسی ہوگا تمہارے دین کی مدد کے لئے تمہارے ساتھ آگیا ارے چھوڑ واسے۔

اب جو ہوگئی ٹکر اور اس میدان میں اترے اور لڑتے لڑتے حضرت سعدؓ کے گھوڑے کو جو تیر لگا اور گھوڑا الٹ کے گرا اور گر کر مرا حضرت سعدؓ بھی ساتھ گرے اور جلدی سے اٹھے اور جلدی جلدی اپنے بازو اوپر چڑھائے حضور اکرم ﷺ نے بازوؤں کو دیکھا اس کے کالے کالے بازو جب باہر نکلے آپ ﷺ نے دیکھا اور فرمایا کہ تو تو مجھے

سعدؓ نظر آتا ہے؟ عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں اے اللہ کے رسول میں سعدؓ ہوں۔ آپ نے فرمایا خوشخبری لے لے کہ تو جنتی ہو گیا تو خوش بخت ہو گیا بس اس کو اس کا سننا تھا کہ چھلانگ لگائی مجمع میں یہاں تک آواز آئی یا رسول اللہ ﷺ سعدؓ شہید ہو گئے۔

حضور اکرم ﷺ دوڑ کے گئے اور حضرت سعدؓ کے سر کو اپنی گود میں رکھا اور آنسوؤں کی لڑیاں سعدؓ کے خون کو پونچھ رہی ہیں حضور اکرم ﷺ کے آنسو سعدؓ کے چہرے پر گر رہے ہیں آپ فرما رہے ہیں کہ اے سعدؓ تیری خوشبو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کو بہت پیاری ہو چکی ہے اے سعدؓ تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو بے انتہا پیارا ہو چکا ہے رو رہے ہیں روتے روتے آپ ﷺ نے منہ پھیرا اور فرمایا رب کعبہ کی قسم سعد حوض پر پہنچ گیا۔

حضرت ابولبابہؓ بن منذر نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ یہ حوض کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ حوض وہ ہے جو میرے رب نے مجھے دیا ہے اس دودھ سے زیادہ سفید' شہد سے زیادہ میٹھا' جب ایک دفعہ اس کو پی لے گا پھر دوبارہ پیاس نہیں لگے گی حدیث میں آیا ہے اس حوض کے چار کنارے پہلے کنارے پر حضرت ابو بکر صدیقؓ دوسرے کنارے پر حضرت عمرؓ تیسرے کنارے پر حضرت عثمانؓ اور چوتھے کنارے پر حضرت علیؓ ہوں گے یہ چاروں صحابہؓ کناروں پر کھڑے ہیں امت آ رہی ہے یہ پلا رہے ہیں، حضرت ابولبابہؓ نے کہا کہ حوض کا مطلب سمجھ میں آیا کہ اس حوض پر سعدؓ پہنچ گیا۔

آپؓ نے پھر عرض کیا یا رسول ﷺ اللہ میں نے مختلف باتیں آپ میں ملاحظہ کیں ایک تو آپ روئے پھر آپ ہنسے پھر آپ نے منہ پھیر لیا یہ کیا چکر ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں جو رویا ہوں تو اپنے اس صحابیؓ کے قربانی اور شوق پر رو دیا ہوں اس کی جدائی پر رو دیا ہوں کس حال میں تھا کس طرف کو جا رہا تھا کن جذبوں میں جا رہا تھا اور کیسے امر پر قربان ہوا ہے اس بات پر رو رہا ہوں۔

اور میں ہنسا اس بات پر جب میں نے جنت میں اس کو دیکھا اور اللہ کی بارگاہ میں اس کے درجے کو دیکھا تو میں ہنس پڑا اور جو میں نے منہ کو پھیر لیا اس لئے منہ کو پھیر لیا کہ میں نے دیکھا کہ جنت کی حوریں اس کی بیویاں دوڑتی ہوئی آ رہی ہیں اور تیز دوڑ

کے آرہی ہیں کہ ان کے پنڈلیوں سے کپڑا ہٹ گیا اور ان کے پاؤں میں پازیب چھن چھن کرتی مجھے نظر آرہی تھی تو میں نے شرم سے منہ پھیرا اور فرمایا کہ ابلغوا جاؤ ان کی بیوی سے کہہ دو کہ اللہ نے سعدؓ کو تیرے سے زیادہ خوبصورت بیویاں عطا فرمادی ہیں۔

(تنبیہ الغافلین)

میرے دوستو! بندے کی اللہ سے محبت کے منظر پر آپ حضرات حضرت سعدؓ کا واقعہ تو پڑھ ہی چکے ہوں گے حقیقت میں یہ واقعہ حضرت سعدؓ کی اللہ سے شدت محبت پر دلالت کرتا ہے کہ آپؓ نے اللہ کی محبت میں حسن میں بے مثال اور مالداری میں لاجواب بیوی کو بھی اللہ کی محبت میں ترجیح دی حتی کہ نوجوانی کی اٹھتی ہوئی خواہش کو بھی سینے میں دفن کر کے حکم الٰہی کو مقدم رکھا اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسے جذبہ والا دل عطا فرمائے۔ (آمین)

حضرت منصورؒ کے محبت الٰہی سے لبریز واقعات مع حالات زندگی

۵۶ آپؒ کے متعلق عجیب وغریب حالات منقول ہیں آپ بہت بڑی شان کے بزرگ اور اپنے طرز پر یگانہ روزگار تھے آپ ہمیشہ شوق وسوز کے عالم میں مستغرق رہتے تھے، حضرت منصورؒ ہمہ اوقات عبادات میں مشغول رہا کرتے تھے۔ آپؒ محبت الٰہی میں ایسے غرق ہوگئے کہ اپنا ہوش نہ رہا ہر وقت اللہ ہی کا خیال رہتا۔

مکاشفۃ القلوب امام غزالیؒ نے لکھا ہے حضرت منصورؒ کی غلبہ محبت سے یہ کیفیت بن گئی کہ آپؒ کو یہ محسوس ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز فانی ہے اور سمجھ لیا کہ اللہ ہی حق ہے تو اسم حق کے متحقق ہونے کے باعث اپنا نام فراموش کر بیٹھے اور جب پوچھا جاتا آپ کا نام تو کہتے انا الحق (میں اللہ ہوں)

پھر امامؒ نے لکھا ہے سچی محبت کی ۳ نشانیاں ہیں۔

(۱) اب دوسروں کے بجائے محبوب کی زبان اختیار کرے۔

(۲) دوسروں کی ہم نشینی کے بجائے محبوب کی ہم نشینی اختیار کرے۔

(۳) دوسروں کی رضا کے بجائے محبوب کی رضامندی کو حاصل کرے۔

(مکاشفۃ القلوب ص ۸۵)

خلیفہ کو جب آپ کے حالات کا علم ہوا اور علماء کی ایک جماعت نے آپ پر کفر

کا فتویٰ دیا تو آپ کو قید کر دیا گیا مگر دورانِ قید بعض بزرگوں نے اپنے مریدین کو بھیج کر کہا کہ منصور سے کہو اگر وہ انا الحق سے توبہ کرے تو قید سے رہائی ممکن ہے لیکن آپ نے وہی جواب دیا۔ (تذکرہ اولیاء)

آپ کی کرامت

جس دن آپ کو قید میں ڈالا گیا تو رات کو جب لوگوں نے جا کر دیکھا تو آپ وہاں نہیں تھے اور دوسری شب میں نہ قید خانہ موجود تھا نہ آپ تھے اور تیسری شب دونوں موجود تھے اور جب لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ پہلی شب میں تو حضور ﷺ کی خدمت میں تھا اور دوسری شب حضور ﷺ یہاں تشریف فرما تھے اس لئے قید خانہ گم ہو گیا تھا اور اب مجھے شریعت کے تحفظ کی خاطر یہاں پھر بھیج دیا گیا۔

آپ قید خانہ کے اندر ایک رات دن میں ایک ہزار رکعت نماز ادا کرتے تھے پھر جب لوگوں نے پوچھا کہ جب انا الحق خود آپ ہیں تو پھر نماز کس کی پڑھتے ہیں فرمایا کہ اپنا مرتبہ ہم خود سمجھتے ہیں۔

قید خانہ میں آپ کے علاوہ اور بھی تین سو قیدی موجود تھے اور جب آپ نے ان سے کہا کہ کیا تم کو رہا کر دوں تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر یہ طاقت ہے تو پھر تم خود کیوں یہاں آئے؟ آپ نے اشارہ کیا تو تمام قیدیوں کی بیڑیاں ٹوٹ گئیں اور جب دوبارہ اشارہ کیا تو تمام قفل ٹوٹ گئے پھر آپ نے قیدیوں سے فرمایا کہ جاؤ ہم نے تمہیں رہا کر دیا اور جب قیدیوں نے کہا کہ آپ بھی ہمارے ہمراہ چلئے تو فرمایا کہ مجھے اپنے آقا کے ساتھ ایک ایسا راز وابستہ ہے جو سولی پر چڑھے بغیر حل نہیں ہو سکتا گو میں اپنے آقا کا قیدی ہوں لیکن شریعت کی پاسداری بھی واجب ہے چنانچہ صبح کو دیکھا گیا تو تمام قیدی فرار ہو چکے تھے اور آپ کے سوا اور کوئی قیدی نہیں تھا اور جب آپ سے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ہم نے سب کو رہا کر دیا اور ہم اس لئے ٹھہر گئے ہیں کہ ہمارے آقا کا ہم پر عتاب نازل ہے۔

جب یہ اطلاع خلیفہ کو پہنچی تو اس نے حکم دیا کہ انہیں کوڑے مار مار کر فوراً قتل کر دیا جائے چنانچہ تعمیل حکم کی خاطر قید خانے سے باہر لا کر جب آپ کو تین سو کوڑے لگائے گئے تو آپ انتہائی صبر و تحمل کے ساتھ ایک ہی حالت میں کھڑے رہے اور جس

نے آپ کو کوڑے لگائے اس کا بیان ہے کہ میں ہر کوڑے پر یہ آواز سنتا ہوں یا ابن منصور لا تخف یعنی اے منصور خوفزدہ نہ ہو اور جس وقت آپ کو سولی دی جانے والی تھی تو ایک لاکھ افراد کا وہاں اجتماع تھا اور آپ ہر سمت دیکھ کر حق حق اور انا الحق کہہ رہے تھے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

عشق کس کو کہتے ہیں؟

اس وقت کسی ۔۔۔ نے پوچھا کہ عشق کس کو کہتے ہیں فرمایا کہ آج کل اور پرسوں میں تجھ کو معلوم ہو جائے گا چنانچہ اسی دن آپ کو پھانسی دی گئی اگلے دن آپ کی نعش کو جلایا گیا اور تیسرے دن خاک ہوا میں اڑا دی گئی گویا آپ کے قول کے مطابق عشق کا صحیح مفہوم یہ تھا اور جب آپ کے خادم نے وصیت کرنے کے متعلق عرض کیا تو فرمایا کہ اپنے نفس کو تمام علائق دنیاوی سے خالی کرلے ورنہ یہ نفس تجھ کو ایسی چیزوں میں پھانس دے گا جو تیرے بس کی نہ ہونگی۔ (تذکرۃ الاولیاء)

پھر جس وقت آپ کو پھانسی کے پھندے کے نیچے لے جایا گیا تو آپ نے پہلے باب الطاق کو بوسہ دیکر سیڑھی پر جس وقت قدم رکھا تو آپ نے پوچھا کہ کیا حال ہے فرمایا کہ پھانسی تو مردوں کا مزاج ہے۔ پھر قبلہ رو ہو کر فرمایا کہ "میں نے جو کچھ طلب کیا تو نے عطا کر دیا" پھر جب سولی پر چڑھتے ہوئے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کا اپنے مخالفین و متبعین کے متعلق کیا خیال ہے فرمایا کہ متبعین کو ایک اجر تو اس لئے ضرور حاصل ہو گا کہ وہ مجھ سے صرف حسن ظن رکھتے ہیں اور مخالفین کو دو ثواب حاصل ہوں گے کیونکہ وہ قوت توحید اور شریعت میں سختی سے خائف رہتے ہیں ۔ (تذکرۃ الاولیاء)

پھر جب سیڑھی پر آپ کے ہاتھ قطع کئے گئے تو مسکراتے ہوئے فرمایا کہ لوگوں نے گو میرے ظاہری ہاتھ تو قطع کر دیئے ہیں لیکن میرے وہ باطنی ہاتھ کون قطع کر سکتا ہے جنہوں نے ہمت کا تاج عرش کے سر سے اتارا ہے اسی طرح جب پاؤں قطع کئے گئے تو فرمایا کہ گو میرے ظاہری پاؤں قطع کر دیئے گئے ہیں لیکن ابھی وہ باطنی پاؤں باقی ہیں جن سے میں دونوں عالم کا سفر کر سکتا ہوں پھر آپ نے خون آلود ہاتھوں کو چہرے پر ملتے ہوئے فرمایا کہ میری سرخروئی اچھی طرح مشاہدہ کر لو کیونکہ خون جواں مردوں کا ابٹن ہوتا ہے پھر خون سے لبریز ہاتھوں کو کہنیوں تک پھیرتے ہوئے فرمایا کہ

میں نمازِ عشق کے لئے وضو کر رہا ہوں کیونکہ نمازِ عشق کے لئے خون ہی سے وضو کیا جاتا ہے۔

پھر جب آنکھیں نکال کر زبان قطع کرنے کا قصد کیا گیا تو فرمایا کہ مجھے ایک بات کہہ لینے کی مہلت دے دو پھر فرمایا کہ اے اللہ میرے ہاتھ تیرے راستے میں قطع کر دیئے گئے آنکھیں نکال دی گئیں اور اب سر بھی کاٹ دیا جائے گا لیکن میں تیرا شکر گزار ہوں کہ تو نے مجھ کو ثابت قدم رکھا اور تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ ان سب لوگوں کو بھی وہی دولت عطا فرما جو مجھے عطا کی ہے۔

پھر جس وقت سنگساری شروع ہوئی تو آپ کی زبان پر یہ کلمات تھے کہ یکتا کی دوستی بھی یکتا کر دیتی ہے پھر آپ نے ایک آیت تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ یہ تھا کہ:

"ان لوگوں کے ساتھ عجلت سے کام لیا جاتا ہے جو اس پر ایمان نہیں لائے اور اہل ایمان اس سے ڈرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ بلاشبہ حق ہے"

پھر جس وقت آپ کی زبان کاٹی گئی تو خلیفہ کا حکم پہنچا کہ سر بھی قلم کر دیا جائے چنانچہ سر قلم ہوتے وقت آپ قہقہہ لگا کر انتقال فرما گئے اور آپ کے ہر ہر عضو سے انا الحق کی آواز آنے لگی پھر جس وقت ہر عضو کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا اور صرف گردن و پشت باقی رہ گئے تو ان دونوں حصوں میں سے بھی انا الحق کا ورد جاری تھا جس کی وجہ سے آپ کو اگلے دن اس خوف سے جلا دیا گیا کہ کہیں مزید کوئی فتنہ کھڑا نہ ہو جائے اور آخر کار جسم کی راکھ کو دریائے دجلہ میں ڈالا گیا۔

لیکن جس وقت یہ عمل ہوا تو پانی میں ایک جوش سا پیدا ہو کر سطح آب پر کچھ نقوش بننے لگے چنانچہ آپ کے خادم کو وہ وصیت یاد تھی جو آپ نے اپنی زندگی میں فرمائی تھی جس وقت میری راکھ کو دجلہ میں پھینکا جائے تو پانی میں ایسا جوبن و طوفان پیدا ہو گا کہ پورا بغداد غرق ہو جائے گا لیکن جب یہ کیفیت ہو تو تم میری گُدڑی دجلہ کو جا کر دکھا دینا۔ چنانچہ خادم نے جب آپ کی وصیت پر عمل کیا تو پانی اپنی جگہ ٹھہر گیا اور تمام راکھ جمع ہو کر ساحل پر آ گئی جس کو لوگوں نے نکال کر دفن کر دیا۔

غرض یہ کہ یہ مرتبہ کسی دوسرے بزرگ کو حاصل نہیں ہوا چنانچہ ایک بزرگ نے تمام اہل طریقت سے خطاب کر کے فرمایا کہ جب منصور کا واقعہ سامنے آتا

ہے کہ ان سے کس قسم کا برتاؤ کیا گیا تو مجھے بے حد حیرت ہوتی ہے اور میں یہ سوچتا رہ جاتا ہوں کہ جن لوگوں نے ان کے ساتھ یہ معاملہ کیا ان کا حشر میں کیا حال ہوگا۔

حضرت عباس طوسی کہتے ہیں کہ روز محشر منصور کو اس لئے زنجیروں سے جکڑ کر پیش کیا جائے گا کہ کہیں میدان حشر زیروزبر نہ ہو جائے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

کسی بزرگ نے مشائخین سے فرمایا کہ جس شب منصور کو دار پر چڑھایا گیا تو میں صبح تک سولی کے نیچے مشغول عبادت رہا اور جس وقت دن نمودار ہوا تو ہاتف نے یہ ندا دی کہ "ہم نے اپنے رازوں میں سے ایک راز کو اس پر مطلع کر دیا تھا جس کو اس نے ظاہر کر کے یہ سزا پائی کیونکہ شاہی راز کو افشا کرنے والے کا یہی انجام ہوتا ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء)

حضرت خواجہ محبوب الٰہیؒ نے فرمایا جب منصور کو سولی پر چڑھانے سے پہلے لوگوں نے خوب پتھروں سے مارا اور جو قطرہ آپ کے جسم مبارک سے زمین پر گرتا اس سے انا اللہ زمین پر لکھا جاتا اس کے بعد حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ منصور کی محبت کے کیا کہنے اسے پہلے روز قتل کیا گیا دوسرے روز جلایا گیا تیسرے روز پانی میں بہایا گیا

(افضل الفوائد)

حضرت منصورؒ کے بارے میں صوفیاء کے ارشادات

☆ شیخ فریدالدین عطارؒ نے فرمایا: مجھے اس بات پر حیرت ہے کہ لوگ درخت سے انی انا اللہ کی صدا کو تو جائز قرار دیتے ہیں اور اگر یہی جملہ منصورؒ کی زبان سے (یاد الٰہی میں گم ہو کر) نکل گیا تو خلاف شرع ہو گیا۔ (تذکرۃ الاولیاء)

☆ عبدالحق دہلویؒ نے فرمایا کہ منصور بچہ تھا ایک قطرہ پیا (محبت الٰہی کا) اور چیخ اٹھا یہاں تو ایسے مرد ہیں کہ دریا کے دریا پی جاتے ہیں اور ڈکار تک نہیں لیتے۔

(برکات رمضان (تھانویؒ))

☆ حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحبؒ نے فرمایا حضرت منصورؒ نے "انا الحق" کہا تو صرف ان کلمات کو دیکھ کر ان کے حق ہونے میں گستاخی نہیں کی جائے گی بلکہ ان کی تمام زندگی کو دیکھ کر ان کے مناسب "انا الحق" کا معنی بیان کیا جائے گا اور اصل یہ ہے کہ صوفیاء کرام کے نزدیک ایک درجہ فنا فی اللہ کا ہوتا ہے حضرت

منصورؒ اس قدر فانی فی اللہ ہو چکے تھے کہ انا سے مراد ذات متکلم نہیں بلکہ ذات حق تھی اس مقام پر پہنچنے کے بعد انا اور انت کا مصداق ایک ہو جاتا ہے۔

اس کے برعکس فرعون نے کہا "انا الحق" کہا تو اس کا ظاہری معنیٰ ہی مراد لیا گیا، کیونکہ اس کی زندگی ہی ایسی تھی کہ وہ خدائی دعوے کرتا تھا تو ایسے الفاظ متشابہہ کو پوری زندگی کے احوال کو سامنے رکھ کر کسی معنیٰ پر محمول کیا جاتا ہے حضرت منصورؒ کی زندگی اولیاء اللہ جیسی تھی، اور فرعون کی شیطان کی سی تو اسی معنیٰ پر حمل کیا جائے گا۔ (خطبات حکیم الاسلام ج ۲ ص ۱۶۴)

☆ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا کہ لوگوں نے خدائی دعوے کئے ہیں مگر حسین بن منصور پر شبہ نہ کیا جاوے کہ انہوں نے انا الحق میں خدائی کا دعویٰ کیا کیونکہ ان پر ایک حالت تھی ورنہ وہ عبدیت کے بھی معترف تھے چنانچہ وہ نماز بھی پڑھتے تھے۔ (ملفوظات حکیم الامت ج ۱ ص ۱۵۱)

☆ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ یہ بات غلط ہے کہ اس وقت کے علماء نے منصور پر کفر کا فتویٰ دیا بات یہ ہے کہ وزیر کو منصور سے عداوت ہو گئی تھی اس نے ایک فرضی استفتاء بھیجا اس میں عداوت کا مضمون لکھ دیا تھا اس کے مطابق علماء نے فتویٰ دے دیا۔ (معرفت الٰہیہ ج دوم ص ۱۷۵)

ایک نصیحت آموز حکایت

۵۷ ایک لونڈی نہایت بدصورت کالی حبشن ہارون الرشیدؒ کی مصاحبہ تھی خلیفہ ہارون الرشیدؒ اس سے زیادہ محبت رکھتا تھا۔ ایک دن ہارونؒ کے بے تکلف مصاحبوں نے عرض کیا کہ حضور کو ایسی مکروہ صورت کی لونڈی سے کیوں محبت ہوئی؟ خلیفہ ہارونؒ یہ بات سن کر اس وقت تو خاموش ہوا مگر موقعہ کا منتظر رہا۔

ایک دن وہ سارے مصاحب عورت و مرد ہارونؒ کی محل سرائے میں جمع تھے بے ساختہ ہارون نے فرمایا کہ آج ہم نہایت خوشی سے کہتے ہیں کہ جو چیز میرے محل میں جس کے پسند ہو اس پر ہاتھ رکھ دے میں وہ چیز اسے دے دوں گا یہ حکم سن کر ہر ایک شخص اٹھا اور اپنی اپنی پسندیدہ چیز پر ہاتھ رکھ دیا کسی نے یاقوت کے جام پر ہاتھ رکھ دیا کسی

نے رومی لونڈی کو پسند کیا کسی نے آرائشی شے کو لیا۔

غرض ہر شخص نے کچھ نہ کچھ پسند کر لیا مگر وہی کالی حبشن ہارون الرشیدؒ کی محبوبہ کھڑی رہی اس نے کسی شے پر ہاتھ نہ رکھا اور نہ اسے پسند کیا۔ ہارون الرشیدؒ نے کہا کہ تم بھی کوئی شئے اپنی طبعیت کے موافق پسند کر لو یہ سن کر اس لونڈی نے خلیفہ ہارون کی پشت پر ہاتھ رکھ دیا اور یہ کہا کہ مجھے تو سارے جہاں میں آپ پسند ہیں اور کوئی چیز پسند نہیں ہے۔ مجھے یہ میری پسندیدہ شئے حسب وعدہ ملنی چاہئے سب لوگ یہ بات دیکھ کر حیران ہوئے ہارون نے فرمایا کہ لوگو! تم نے دیکھا کالی لونڈی کا باطن کس قدر اجلا ہے تم نے کیا پسند کیا اور اس نے کیا پسند کیا بس یہی وجہ ہے کہ میں اس لونڈی حبشن کو اپنے سارے قلمرو میں پسند کرتا ہوں۔

نتیجہ: جس طرح دنیا کے بادشاہ کو کالی لونڈی پسند آئی کیوں کہ وہ بادشاہ کی سچی طالب اور عاشق تھی اور اس کے مقابل بڑی بڑی حسین ناپسند تھیں اسی طرح حق تعالیٰ شانہ شہنشاہ دو جہاں کو اپنے سچے طالب پسند آتے ہیں بلال حبشیؓ کو مولیٰ نے پسند کیا تھا نہایت حسین خوبصورت ابولہب کو ناپسند کیا کیوں کہ بلال حبشیؓ مولیٰ کے طالب تھے اور ابولہب دنیا کا طالب من کان للہ کان اللہ لہ، جو خاص اللہ کا بندہ بنے گا پھر اللہ بھی اسی کا حامی ہو جائے گا۔ حضرت بایزیدؒ نے خدا کو اختیار کیا اور خدا نے بایزیدؒ کو پسند کر کے اپنے کے زمانے کا فرد کامل بنایا۔

برخ نامی عابد کے تعلق مع اللہ کا واقعہ

۵۸ حضرت ابو طالب مکی نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب قوت القلوب میں لکھا ہے کہ:

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ کو حکم دیا کہ اس (برخ) سے کہو کہ وہ بنی اسرائیل کے لئے بارش کی دعا کرے۔ اس زمانہ میں سات برس سے قحط سالی کی حالت جاری تھی، حضرت موسیٰ نے ستر ہزار (بنی اسرائیل کے افراد) کے ہمراہ مل کر بارش کی دعا کی تھی، آخر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا:

"میں ان کی دعا کیسے قبول کروں جب کہ ان کو [illegible] اور باطنی خبائث نے ڈھانپ رکھا ہے؟ بے یقینی کے ساتھ مجھ کو پکا[illegible] ہیں اور میری تدبیر سے بے خوف ہو چکے ہیں جاؤ میرے بندوں میں سے ایک بندہ ہے جس کو برخ

کہتے ہیں اس سے کہو کہ وہ نکل کر (دعا کرے) میں اس کی دعا کو قبول کر لونگا"

حضرت موسیٰؑ نے اس کی تلاش کی مگر نہ ملا۔ ایک روز حضرت موسیٰؑ کسی راستہ پر جا رہے تھے کہ ایک سیاہ رنگ کا آدمی ملا اس کی پیشانی پر سجدوں کے باعث مٹی کا نشان سجدہ تھا شملہ گردن کے گرد لپیٹ رکھا تھا۔ حضرت موسیٰؑ نے خداداد نور سے اسے پہچان لیا اسے سلام کیا اور فرمایا: تیرا نام کیا ہے؟ اسنے عرض کیا: میرا نام برخ ہے۔ فرمایا: ایک مدت سے ہم تیری تلاش میں تھے آؤ اور ہمارے لئے بارش کی دعا کرو' چنانچہ وہ گیا اور اس طرح دعا کی:

یاالٰہی! نہ تو یہ تیرا کام ہے نہ یہ تیرا حکم اور تجھ کو کیا سوجھی ہے جو خشکی کر رکھی ہے؟ کیا تیرے پاس کے چشمے گھٹ گئے ہیں یا ہوائیں تیری اطاعت سے منحرف ہیں یا تیرے یہاں جو چیز ہے وہ نہٹ گئی ہے یا گناہ گاروں پر تیرا غصہ سخت ہو گیا ہے؟ کیا خطاواروں کے پیدا کرنے سے پہلے تو غفار نہیں تھا؟ تو نے ہی تو رحمت کو پیدا کیا اور رحم کا حکم دیا کیا اب ہم کو یہ دکھاتا ہے کہ تجھ تک کسی کی رسائی نہیں یا جلد سزا اس لئے دیتا ہے کہ کہیں مخلوق تجھ سے بھاگ نہ جائے؟

اسی طرح کی باتیں کرتا رہا یہاں تک کہ پانی برسنا شروع ہوا اور بنی اسرائیل تر ہو گئے اور گھاس خدا کے حکم سے جمنا شروع ہوئی اس زور سے ابھری دوپہر میں زانوں تک پہنچ گئی اس کے بعد برخ واپس آیا۔

حضرت موسیٰؑ جو اس کو ملے تو کہا کہ کیوں میں اپنے رب سے کیسا جھگڑا اور اس نے میرے ساتھ انصاف کیا۔ حضرت موسیٰؑ نے اس پر قصد کیا' تو خدائے تعالیٰ نے ان پر وحی بھیجی کہ برخ مجھ سے دن میں تین بار ہنستا ہے۔

(کتاب التوابین و قوت القلوب و احیاء العلوم ج ۴)

حضرت شیخ عبداللہ سقطیؒ کا واقعہ

۵۹ شیخ عبداللہ سقطی سید الطائفہ جنید بغدادی کے پیر قدس اللہ سکرات میں تھے شیخ جنیدؒ ان کو پنکھے سے ہوا دے رہے تھے اور فرماتے تھے:

کیف یتلذ ذبا لمروحت من کان فی قلبه و کبده نار یحرق

یعنی وہ آدمی پنکھے سے کس طرح آرام پا سکتا ہے کہ جس کے دل اور جگر میں

ایک جلادینے والی آگ موجود ہو۔

ایک اور بزرگ فرماتے ہیں:

کیف یتلذ ذمن یجدد علیه المصائب الجدید

یعنی وہ آدمی کیسے آرام پاسکتا ہے کہ جس پر ہر دم نئی نئی مصیبتیں آرہی ہوں۔

ایک عابدہ عورت کا اشک بار آنسو بہانے کا واقعہ

۶۰ عبداللہ بن محمدؒ کہتے ہیں کہ میں نے ایک عابدہ عورت کو دیکھا کہ رو رو کر کہہ رہی تھی اور آنسو چہرے پر بہا رہی تھی کہ:

بخدا میں خدائے تعالیٰ کے شوق میں اور اس کی ملاقات کے اشتیاق میں زندگی سے تنگ آگئی ہوں یہاں تک کہ اگر موت بکتی ہوتی تو میں اس کو خرید لیتی۔

راوی کہتے ہیں کہ میں نے اس سے پوچھا کہ تجھ کو اپنے عمل پر اطمینان ہے اس نے کہا اطمینان تو نہیں مگر میں اس سے محبت رکھتی ہوں اور اس پر مجھ کو حسن ظن ہے تو کیا تم کو یہ خیال ہے کہ باوجود محبت کے وہ مجھ کو عذاب دے گا۔

(احیاء ج ۴ ص ۵۱۰ و رسالہ قشیریہ ص ۵۷۷)

حضرت رابعہ بصریہؒ کا عشق الٰہی میں فریاد کرنے کا واقعہ

۶۱ ایک اللہ والے نے فرمایا کہ ایک رات حضرت رابعہ بصریؒ عشق کے شوق و اشتیاق میں "الحریق الحریق" پکارتی تھیں بصرہ کے لوگ یہ فریاد سن کر گھروں سے باہر نکل آئے تاکہ آگ بجھائیں ان میں سے ایک شخص واصل باللہ تھا اس نے کہا: یہ لوگ کتنے ناداں ہیں جو رابعہ کی آگ کو بجھانے آگئے ہیں اس کے باطن میں تو عشق و محبت کی آگ بھڑکی ہوئی ہے اور اس کے سینہ کے اندر دوست کے عشق نے ٹھکانہ کر لیا ہے جب وہ اس کو تحمل و برداشت کرنے کی قوت اور طاقت نہیں رکھتی تو "الحریق الحریق" کی فریاد کرنے لگتی ہے اس لئے رابعہ کے عشق کی یہ آگ وصال دوست کے سوا نہیں بجھے گی۔ (دلیل العارفین ص ۱۹۲)

ایک عاشق عورت کی شدت محبت کا واقعہ

۶۲ موصل کی نیک خاتون حضرت رقیہ فرماتی ہیں میں اپنے پروردگار سے شدید محبت کرتی ہوں اگر وہ مجھے دوزخ میں جانے کا حکم کرے تو اس کی محبت کی

موجودگی میں آگ بھی مجھ پر اثر نہ کرے اور اگر وہ مجھے جنت میں جانے کا حکم کرے تو اس کی محبت کی موجودگی میں جنت کی کوئی لذت محسوس نہ ہو کیونکہ پروردگار کی محبت مجھ پر بہت غالب ہے۔

دنیا کی محبت چھوڑ کر اللہ کی محبت کے متعلق حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب کا ایک شعر ہے ؎

ہر تمنا دل سے رخصت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی
(ذم الھویٰ)

تعلق مع اللہ پر ایک واقعہ

۶۳ بصرہ میں ایک بار چند چھپر آگ سے جل گئے ان کے بیچ میں ایک چھپر باقی رہ گیا اس وقت حضرت ابو موسیٰؓ بصرہ کے سردار تھے آپ کو اس حال کی جو خبر ہوئی تو اس چھپر کے مالک کو بلوایا دیکھا تو ایک پیر مرد تھے آپ نے ان سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ تمہارا چھپر نہ جلا انہوں نے کہا کہ میں نے خدائے تعالیٰ کو قسم دے دی تھی کہ اس کو نہ جلاوے۔

حضرت ابو موسیٰ نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جن کے سروں کے بال پراگندہ اور کپڑے میلے ہوں گے مگر وہ لوگ اگر خدائے تعالیٰ کو کچھ قسم دیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو سچا کردے گا اور یہ بھی انہیں سے روایت ہے کہ بصرہ میں ایک بار آگ لگ گئی تو ابو عبیدہ خواص تشریف لائے اور آگ پر چلنے لگے حاکم بصرہ نے ان سے عرض کیا کہ دیکھئے آپ جل نہ جائیں آپ نے فرمایا کہ میں نے خدائے تعالیٰ کو قسم دے دی ہے کہ مجھ کو آگ سے نہ جلائے حاکم نے عرض کیا تو پھر آگ کو بھی قسم دیجئے کہ بجھ جائے آپ نے آگ کو قسم دی وہ بجھ گئی۔

ایک روز ابو حفصؒ چلے جارہے تھے سامنے سے ایک روستائی آیا جس کے ہوش ٹھکانے نہ تھے آپ نے اس سے پوچھا کہ تجھ پر کیا مصیبت پڑی ہے اس نے کہا کہ میرا گدھا کھو گیا ہے اور اس کے سوا میرے پاس اور نہیں یہ سن کر آپ ٹھہر گئے اور

جناب باری میں عرض کیا کہ قسم ہے تیری عزت و جلال کی میں ایک قدم بھی نہ چلوں گا جب تک تو اس شخص کا گدھا اس کے پاس نہ پہنچاوے گا آپ کا یہ کہنا تھا کہ اسی وقت گدھا آموجود ہوا اور آپ وہاں سے آگے بڑھے پس اس طرح کے معاملات انس والوں سے ہوا کرتے ہیں۔ (احیاء العلوم)

حضرت جنید بغدادیؒ کا واقعہ

۶۴ خواجہ محبوب الٰہی نظام الدینؒ نے فرمایا کہ خواجہ جنیدؒ کو خواب میں ایک شخص نے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو فرشتوں سے کس طرح خلاصی حاصل ہوئی؟ فرمایا جب وہ دونوں فرشتے آئے تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تیرا رب کون ہے؟ تو میں ان کی طرف دیکھ کر ہنس دیا جس روز مجھ سے "الست بربکم" پوچھا تھا اس روز میں نے "بلیٰ" کہہ دیا تھا اب تم پوچھتے ہو کہ تمہارا رب کون ہے؟ جس نے بادشاہ کو جواب دیا ہو کیا وہ غلام سے جھجک سکتا ہے؟ یہ سن کر وہ چلے گئے اور کہا کہ ابھی یہ شخص محبت کے نشے میں ہے۔ (افضل الفوائد)

ایک معذور شخص کا شوق الٰہی میں بیت اللہ کی طرف جانے کا واقعہ

۶۵ حضرت شقیق بلخیؒ فرماتے ہیں مکہ معظمہ کی راہ میں مجھے ایک معذور شخص ملا جو گھٹنوں کے بل زمین پر چلتا تھا میں نے پوچھا کہاں سے آتے ہو کہا سمرقند سے میں نے کہا کتنی مدت تم کو راہ میں گزری اس نے کہا کچھ اوپر دس برس میں نے تعجب کی نگاہ سے اسے دیکھا اس نے کہا اے شقیق تو مجھے کیا دیکھتا ہے میں نے کہا مجھے تیرے سفر دراز اور ضعف جان سے تعجب ہے پھر مجھ سے کہا اے شقیق میرا سفر دور دراز ہے مگر شوق قریب کر رہا ہے ضعف جان ضرور ہے لیکن میرا مالک اس کو اٹھائے لئے جاتا ہے اے شقیق کیا تعجب ہے کہ بندے ضعیف کو اس کا مولا مہربان لے جاوے۔ (نزہۃ البساتین)

اللہ کی ایک عاشق لڑکی کا واقعہ

۶۶ ایک شخص نے کہا کہ میں مکہ سے عرفات کو جا رہا تھا مجھ سے ایک لڑکی نے ملاقات کی جو اونی ٹاٹ پہنے اور اونی چادر اوڑھے ہوئے تھی اس کے ہاتھ میں ایک جانماز اور ایک عصا تھا اس کے چہرے پر طاعت اور عبادت کا نور تھا وہ بہت تیز چال چل رہی

تھی اور اللہ اللہ کہتی جاتی تھی میں نے جی میں کہا کہ یہ لڑکی ولایت کی دعویدار معلوم ہوتی ہے اپنے اللہ والی ہونے کا اظہار کر رہی ہے۔

اس نے کہا ویعلم ما تبدون وما تکتمون یعنی جو بات تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو اللہ تعالیٰ سب کو جانتے ہیں۔ میں سمجھ گیا کہ یہ عورت ولی اللہ ہے۔

میں نے کہا اے لڑکی میں بالکل تیرے ساتھ مشغول ہوں اس نے کہا میں بھی تمہارے لئے حاضر ہوں، لیکن میرے پیچھے مجھ سے بھی زیادہ حسین عورت آ رہی ہے۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو کوئی نہ تھا اس نے فوراً چلا کر کہا اے مدعی اے کذاب! احباب کا احباب کے ساتھ ایسا فعل تو نہیں ہوتا' پہلے تو تو نے خدام رب الارباب سے بدگمانی کی اگر تو اس کے پاس سچ سچ آتا اور اسے اچھی طرح پہچان لیتا تو وہ تجھے اپنے دروازہ پر کھڑا کرتا ہم نے جب تجھے دور سے دیکھا تو ہم نے سمجھا کہ تم عابد ہو جب قریب ہوئے تو ہم نے جانا کہ تم عارف ہو جب ہم سے بات چیت کی تو ہم نے جانا کہ تم عاشق مزاج ہو۔ اگر اس کی عبادت کرنے والا ہوتا تو اسے چھوڑ کر ہماری طرف رجوع نہ کرتا اگر تو ہم پر عاشق ہوتا تو ہمیں چھوڑ کر غیر کی طرف رخ نہ کرتا۔

پھر جلدی سے میرے پاس سے بھاگی اور کہتی جاتی تھی کہ اللہ کے ساتھ سوائے اللہ کے کوئی نہیں ہے یہاں تک کہ میری نظر سے غائب ہو گئی۔ (آنسوؤں کا سمندر)

عشق خداوندی میں ایک بزرگ کی حالت

۶۷ حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ میں جبل لکام کی سیر کر رہا تھا ناگاہ ایک جنگل میں میرا گزر ہوا جہاں بہت سے درخت اور سبزہ زار تھا' میں وہاں کھڑے ہو کر اس کے پھلوں کا حسن اور اطراف کا سبزہ دیکھ رہا تھا اور تعجب کر رہا تھا کہ اتنے میں ایک آواز میرے کان میں آئی جس سے میرے آنسو جاری ہو گئے اور رنج کی آگ بھڑک اٹھی' میں اس آواز کی طرف بڑھا کیا دیکھتا ہوں کہ دامن کوہ میں ایک غار ہے اور وہ آواز وہاں سے آ رہی ہے' میں نے اس میں جھانکا تو دیکھا وہاں ایک عابد ہے اور وہ کہہ رہا ہے:

پاک ہے تو اے خدا جس نے مشتاقوں کی تفریح باغ طاعت میں کی ہے' پاک ہے وہ ذات جس نے عقل مندوں کو یہ سمجھا دیا ہے کہ وہ اس کے سوا غیر پر اعتماد نہیں کرتے' پاک ہے وہ ذات جس نے محبت کے نفس کو دریائے محبت پر

پہنچایا ہے اور وہ اس کی طرف مائل ہوتے ہیں۔
پھر خاموش ہوا میں نے کہا السلام علیکم اے غم کے دوست اور رنج کے ساتھی! کہا و علیکم السلام تم ایسے شخص کے پاس کیسے پہنچے جو لوگوں کے سوال سے ڈر کر تنہا رہتا ہے اور محاسبہ نفس میں مشغول رہتا ہے اور لوگوں کے اقوال میں غور و خوض ترک کر دیا ہے؟ میں نے کہا مجھے نصیحت و عبرت کا شوق اور نیکوں کے قلوب کی عطاؤں کی طلب ہی تمہارے پاس لائی ہے۔
انہوں نے کہا اے جوان اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ ان کے دلوں میں محبت کے چقماق نے عشق کی آگ جلائی ہے وہ شدت اشتیاق کے سبب باغ ملکوت کی سیر کرتے پھرتے ہیں اور ان کے واسطے حجاب جبروت میں جو کچھ پوشیدہ ہے اس کو ملاحظہ کرتے ہیں۔
میں نے کہا ان کی کچھ تعریف بیان کرو۔ فرمایا:
وہ ایسے لوگ ہیں جو رحمت الٰہی کے غار میں پناہ گزین ہیں اور شراب محبت کے جام پیتے ہیں۔
پھر کہنے لگے اے میرے مالک مجھے بھی ان لوگوں میں ملا دے اور ان جیسے اعمال کی توفیق دیدے۔
میں نے کہا مجھے کچھ وصیت فرمایئے؟ فرمایا:
اللہ تعالیٰ کی محبت اس کی ملاقات کے شوق سے کرو کہ وہ ایک دن اپنے اولیاء کو اپنے جمال کی تجلی دکھائیں گے اور کچھ اشعار پڑھے۔

قد کان لی دمع فافنیته وکان لی یا سیدی ناظر
وکان لی جفن فادمیته اری به الخلق فاعمیته
وکان لی جسم فابلیته عبدك اضحی سیدی موثقا
وکان لی قلب فافنیته لوشئت قبل الیوم آویته

میرے بھی کبھی آنسو تھے تو نے انہیں فنا کر دیا میری بھی پلکیں تھیں تو نے انہیں خوناب کر دیا میرا بھی جسم تھا تو نے اسے بوسیدہ کر دیا میرا بھی دل تھا تو نے اسے ضعیف کر دیا میرے اے مالک آنکھیں بھی تھیں جن سے میں مخلوق کو دیکھتا تھا تو نے اندھی کر دیں اب تیرا بندہ تجھی پر اعتماد رکھنے والا ہو گیا ہے اگر

تو چاہے تو آج سے پہلے بھی پاس بلا سکتا تھا خدا ان سے راضی ہو اور ان کی برکت سے ہمیں بھی مستفیض کرے۔ آمین (کرامات اولیاء ص ۱۷۶)

ایک عارف کی اللہ سے محبت کا منظر

۶۸ ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے بعض لوگوں نے بیان کیا کہ کوہ لکام میں ایک عارف رہتا ہے مجھے اس کے ملنے کا شوق...... ہوا جب اس پہاڑ پر پہنچا دور سے سنائی دیا کہ کوئی شخص نہایت درد اور گریہ وزاری کے ساتھ یہ اشعار پڑھ رہا ہے ؎

یا ذا الذی انس الفؤاد بذکرہ
فانت الذی ما ان سواك ارید
تفنی اللیالی والزمان باسرہ
وھواك غض فی الفؤاد جدید

یعنی اے وہ ذات کہ جس کے ذکر سے میرے قلب نے سکون پایا ہے تیرے سوا میں کسی کا ارادہ نہیں رکھتا راتیں اور زمانہ بتمامہ فنا ہو جاتا ہے لیکن تیری محبت ویسی ہی جی میں تر و تازہ اور ہری بھری ہے۔

ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ میں یہ آواز سن کر اس طرف چلا کہ جس طرف سے یہ آواز آئی جب میں اس مقام پر پہنچا دیکھا کہ ایک خوبصورت حسین خوش آواز جوان بیٹھا ہے مگر اسکی تمام خوبصورتی اور حسن خاک میں مل رہا ہے اور وہ نہایت لاغر اور زرد پڑکر آتش عشق میں سوختہ جان مضطرب و حیران ہے میں نے سلام کیا وہ سلام کا جواب دیکر ششدر رہ گیا اور پھر یہ اشعار پڑھے ؎

اعمیت عینی عن الدنیا و زینتھا
فانت والروح منی غیر مفترق
اذا ذکرتك وافی مقلتی ارق
من اول اللیل حتی مطلع الفلق
وما تطابقت الاحداق عن سنۃ
الا وعینك بین الجفن والحدق

یعنی میں نے دنیا اور اس کی زینت سے اپنی آنکھ کو اندھا کر لیا ہے لیکن اے اللہ

آپ اور میری روح یہ آپس میں جدا نہ ہوں گے اور اے اللہ جب میں آپ کو یاد کرتا ہوں تو میری آنکھوں میں شام سے صبح تک بیداری رہتی ہے اور جب میری آنکھ نیند سے جھپکنا چاہتی ہے تو میں اپنی آنکھ کے سامنے آپ کو جلوہ آرا دیکھتا ہوں۔

پھر فرمایا ذوالنون تم کہاں اور ہم کہاں تم مجنونوں کے پیچھے کیوں پڑے کیسے تشریف لائے ذوالنون فرماتے ہیں میں نے کہا مجھے تم سے ایک بات دریافت کرنی ہے اس لئے حاضر ہوا ہوں فرمایا پوچھو میں نے کہا تمہارے نزدیک کس شے نے تنہائی کو محبوب بنادیا اور کس چیز نے تمہیں جنگلوں اور پہاڑوں میں پھرایا فرمایا محبت نے مجھے جنگل اور پہاڑوں میں پھرایا اور میرے شوق نے مجھے برانگیختہ کیا اور میرے عشق نے مجھے سب سے علیحدہ کردیا پھر کہا اے ذوالنون کیا تمہیں دیوانوں کی باتیں اچھی لگتی ہیں میں نے کہا خدا کی قسم مجھ پر ایسے لوگوں کی باتیں بہت بھلی معلوم ہوتی ہیں اور ان سے مجھے رقت اور حزن طاری ہوتا ہے۔

ذوالنون فرماتے ہیں کہ وہ جوان پھر میرے سامنے سے غائب ہو گیا اور پتہ نہ لگا کہ کہاں گیا۔ (نزھۃ البساتین)

نیک عورت کی شان ولایت

۶۹ کتاب "انس المریدین وقدوۃ الزاہدین" میں لکھا ہے حضرت یزید بن حبابؒ نے فرمایا میں حمدونہ مجنونہ کے پاس سے گزرا جو راستہ کے چوراہے پر بیٹھی تھی اس پر اون کا ایک جبہ تھا جس کی دونوں آستینوں پر سیاہی سے یہ ایک شعر لکھا ہوا تھا ۔

سلب الرقاد عن الجفون تشوقی
فمتی اللقا یا وارث الاموات

میرے شوق نے آنکھوں سے نیند چھین لی ہے۔ اے مالک الاموات (آپ سے) ملاقات کب (نصیب) ہوگی۔

حضرت یزید بن حباب فرماتے ہیں میں نے اسے سلام کیا تو اس نے سلام کا جواب دیا اور کہا کیا تم یزید بن حباب نہیں ہو؟ میں نے کہا ہاں مگر تم نے مجھے کیسے پہچانا اس نے کہا مخفی حالات سے معرفت نے ربط کھایا تو ملک جبار کے بتلانے سے تمہیں،

پہچان گئی۔

پھر اس نے کہا: کہ میں آپ سے ایک سوال پوچھنا چاہتی ہوں۔ میں نے کہا: پوچھو۔ اس نے کہا سخاوت کیا ہے؟ میں نے کہا: خرچ کرنا اور بخش دینا۔ اس نے کہا: یہ تو دنیا کی سخاوت ہے' دین کی سخاوت کیا ہے؟ میں نے کہا: اپنے مولیٰ کی عبادت کی طرف سبقت رکھنا۔ کہنے لگی: ہم اللہ تعالیٰ سے خیر کے طلب گار ہیں۔ میں نے کہا: کیوں نہیں ایک نیکی کے بدلہ میں دس گنا اجر ملتا ہے۔ کہنے لگی:

اے یزید! آہ نیکی کی دوڑ میں آگے نکلنا یہ نہیں ہے' اللہ کی اطاعت میں آگے نکلنا تو یہ ہے تجھے اپنے دل کی خبر نہ ہو (یعنی) اللہ سے عبادت کے بدلہ میں کسی شئے کا طلبگار نہ ہو۔

اس کے بعد اس نے یہ دو بیت کہے

حسب المحب من الحبیب بعلمہ

ان المحب ببابہ مضروح

فاذا تقلب فی الدنا ففؤادہ

بھام لوعات الھوی مجروح

☆ محب کو حبیب سے اتنا جان لینا کافی ہے کہ محبّ کو حبیب کے دروازہ سے دور کر دیا گیا۔

☆ جب ردی اور گھٹیا میں لوٹے گا تو اس کا دل خواہش کے امراض کے تیروں سے چھلنی ہوگا۔ (آنسوؤں کا سمندر ص ۱۷۰)

ایک نوعمر لڑکی کی اللہ سے محبت کی شدت کا واقعہ

۷۰ حضرت ابو القاسم جنید ؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ تنہا بیت اللہ شریف گیا اور وہاں کی مجاورت اختیار کی اور میری عادت تھی کہ جب شب کو خوب تاریکی ہو جاتی تو میں طواف کرتا حسب عادت ایک دن طواف کر رہا تھا کہ ایک نوعمر لڑکی کو دیکھا کہ طواف کرتی جاتی ہے اور یہ اشعار نہایت ذوق و شوق سے پڑھتی ہے:

ابی الحب ان یخفیٰ وکم قد کتمتہ

فاصبح عندی قد اناخ و طنباً

اذا اشتد شوقی ھام قلبی بذکرہ
وان رمت قربا من حبیبی تقربا
ویبدوا فافنی ثم احیا بہ لہ
ویسعد فی حتی الذ واطربا

یعنی محبت اور عشق کو میں نے بہت چھپایا لیکن اب کسی طرح نہیں چھپ سکتا اس نے تو میرے پاس ڈیرہ ہی ڈال دیا جب مجھے محبوب کا شوق زیادہ ہوتا ہے تو میرا دل اس کی یاد سے حیران و مضطرب ہوتا ہے اور اگر میں اپنے دوست کے قرب کا قصد کرتی ہوں تو وہ مجھے اپنی دولت قرب سے محروم نہیں فرماتا بلکہ قریب ہو جاتا ہے اور جب میرا محبوب متجلی ہو جاتا ہے تو میں فنا ہو جاتی ہوں اور پھر اس کے لئے اور اسی کی دست گیری سے زندہ ہو جاتی ہوں اور وہی میری امداد کرتا ہے حتی کہ میں اس کی عنایتوں سے لذت حاصل کرتی ہوں۔

حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا لڑکی اتو اللہ سے نہیں ڈرتی کہ بیت اللہ شریف میں ایسے اشعار گاتی ہے؟ وہ میری طرف متوجہ ہوئی اور بولی: جنید! اگر خوف الٰہی نہیں ہوتا تو میں کیوں خواب شیریں چھوڑتی؟ ارے خوف ہی نے تو مجھے میرے وطن سے بے وطن کر دیا میں اسی کے عشق و محبت میں بھاگی پھرتی ہوں اسی کی محبت نے مجھے حیران بنا رکھا ہے۔

پھر کہا جنید! تم بیت اللہ کا طواف کرتے ہو یا رب بیت اللہ کا؟ میں نے کہا میں تو بیت اللہ کا طواف کرتا ہوں۔ یہ سن کر آسمان کی طرف منہ اٹھایا اور بولی سبحان اللہ اے اللہ آپ کی بھی کیا شان ہے۔ (نزھۃ البساتین حکایت نمبر ۴۴)

امام غزالیؒ کی اللہ سے محبت کا منظر

۷۱ حضرت تھانویؒ نے ایک مجلس میں فرمایا کہ امام غزالی جب مدرسہ نظامیہ سے فارغ ہو کر نکلے ہیں تو بہت بڑے مولوی تھے اور بہت سے مولوی آپ کے ساتھ چلتے تھے ایک مدت تک اسی حالت میں رہے اس کے بعد خدا کی طلب کا جوش اور دل میں آیا کہ سب کچھ چھوڑ کر تنہائی اختیار کریں تو ایک مدت تک آج کل پر ٹالتے رہے آخر ایک دن سب چھوڑ چھاڑ بیت المقدس کے جنگل میں جا بیٹھے اور مدت تک

عبادت میں محنت اور مشقت کی اور کئی برس تک آپ پر بے لطفی کی حالت رہی کہ سوائے پوست اور ہڈیوں کے کچھ باقی نہ رہا حتیٰ کہ مرنے کے قریب ہو گئے۔

بعض آس پاس کے رہنے والے ان کی یہ حالت دیکھ کر کسی نصرانی ڈاکٹر کو بلا لائے اس نے نبض دیکھ کر کہا کہ ان کو محبت کا مرض ہے اور محبت بھی مخلوق کی نہیں خدا کی ہے، انہیں جب تک محبوب کا وصل میسر نہ ہو گا آرام نہ ہو گا۔ امام غزالیؒ چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے　　(تسہیل المواعظ)

ایک عاشق نوجوان کا واقعہ

۷۲ "زہر الریاض" میں حضرت ذوالنون مصریؒ کے حوالے سے ایک واقعہ اس طرح درج ہے کہ آپ نے خانہ کعبہ کے ستون کے نزدیک ایک برہنہ نوجوان مریض کو دیکھا جس کا دل رو رہا تھا، آپؒ فرماتے ہیں میں نے اس سے پوچھا: کون ہو؟ اس نے کہا "عاشق"۔

اس نے مجھ سے دریافت کیا تو میں نے کہا تیری طرح عاشق وہ رو پڑا اُسے روتا دیکھ کر میں نے بھی رونا شروع کر دیا اس نے چیخ ماری اور اس کی روح پرواز کر گئی میں نے اس پر کپڑا ڈالا اور کفن لینے کے لئے چلا آیا واپسی پر دیکھا تو وہ وہاں موجود نہ تا اس پر میرے منہ سے آواز نکلی سبحان اللہ اس پر ندا آئی اے ذوالنون اس کی زندگی میں اسے شیطان اور مالک دوزخ نے ڈھونڈھا مگر پا نہ سکے رضوان نے بھی ڈھونڈھا مگر تلاش نہ کر سکا پھر وہ کہاں ہے جواب آیا:

هو في مقعد صدق عند مليك مقتدر

اپنے عشق اور کثرت عبادت اور توبہ کی وجہ سے وہ اپنے قادر اللہ کے حضور پہنچ گیا۔　　(مکاشفۃ القلوب ص ۶۸)

اللہ کی ایک عاشق عورت

۷۳ حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں طواف کر رہا تھا کہ اچانک ایک نور چمکا اور آسمان تک جا پہنچا اس سے میں حیران ہوا اور طواف کر کے کعبہ سے تکیہ لگائے بیٹھا رہا اور اس نور میں سوچتا اور غور کرتا رہا تو میں نے ایک خوب صورت غمگین آواز سنی، میں آواز کے پیچھے گیا تو میں نے ایک لڑکی کو دیکھا جو کعبہ کے پردہ سے

لگی ہوئی تھی اور یہ شعر پڑھ رہی تھی:

الت تدری یا حبی من حبی الت تدری
ونحول الجسم والدمع ہو حان بسری
قد کتمت الحب حتی ضاق بالکتمان صدری

اے میرے حبیب تو خوب جانتا ہے کہ میرا حبیب کون ہے۔ جسم کی لاغری اور آنسو دونوں میرا راز ظاہر کرتے ہیں میں نے محبت کو چھپایا حتی کہ پوشیدگی کی وجہ سے میرا سینہ تنگ ہو گیا۔

اس کی باتیں سن کر میں بھی رونے لگا۔

پھر اس نے کہا اے الٰہی! اے میرے مولا! تیری اس محبت کے صدقے جو تجھے مجھ سے ہے مجھے بخش دے۔

میں نے کہا اے لڑکی یہ کافی نہ تھا کہ تم یہ کہتیں کہ میری اس محبت کے طفیل جو مجھے تیرے ساتھ ہے' اور تم کہتی ہو کہ تیری محبت کے صدقہ جو مجھ پر ہے' تمہیں کہاں سے معلوم ہوا کہ اس کو تمہارے ساتھ محبت ہے؟ کہا اے ذوالنون میرے پاس سے ہٹ جاؤ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ حق تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے' اور اللہ کی محبت ان کے ساتھ ان کی محبت سے پہلے ہوتی ہے کیا تمہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان یاد نہیں ہے:

﴿فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم و یحبونہ﴾

یعنی اللہ تعالیٰ عنقریب ایک ایسی قوم لائیں گے جن سے اللہ تعالیٰ محبت کریں گے اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے۔

یہاں اللہ تعالیٰ کی محبت انکی محبت باللہ سے پہلے ہوئی ہے۔ میں نے پوچھا کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں ذوالنون ہوں؟ کہا اے بیہودہ! جب دل نے میدان اسرار میں جولانی کی تو میں نے تجھے اللہ کی معرفت سے پہچان لیا۔

میں نے کہا میں تم کو ضعیف البدن اور لاغر جسم دیکھتا ہوں تمہیں کچھ مرض تو نہیں اس نے چند شعر پڑھے

محب اللہ فی الدنیا علیل تطاول سقمہ فدواہ داء

كذا من كان للبارى محبا يهيم بذكره حتى يراه

اللہ کا دوست دنیا میں بیمار ہی رہتا ہے اس کی بیماری بڑھتی جاتی ہے اور دوا بھی بیماری ہو جاتی ہے۔

اسی طرح جو اللہ کا محب ہوتا ہے وہ اللہ کے ذکر میں سرگرداں رہتا ہے یہاں تک کہ اسے دیکھ لے۔

پھر کہا اپنے پیچھے دیکھ کون ہے؟ میں نے پیچھے پھر کر دیکھا تو کوئی نہ تھا پھر میں نے اس کی طرف نظر پھیری تو اسے بھی نہ دیکھا کہ وہ کہاں گئی اور میں ہر وقت اس کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں تو اس کی برکت سے قبولیت اور اجابت نظر آتی ہے۔

(کرامات اولیاء ص ۲۴۳)

کوئی نہیں جو یار کی لادے خبر مجھ کو

۷۳ بندے کے پیر و مرشد نے شمس تبریز میں لکھا ہے کہ جونپور شہر میں ایک مشاعرہ تھا جس کا مصرعہ یہ تھا ؎

کوئی نہیں جو یار کی لادے خبر مجھے

ایک لڑکے نے ایسا مصرعہ (اس طرح) لگایا کہ سارا مجمع محو حیرت ہو گیا اور اس کو نظر لگ گئی تین دن تک زندہ رہا اور مر گیا۔ وہ مصرعہ جاں فزا یہ تھا ؎

اے سیل اشک تو ہی بہادے اودھر مجھے

یعنی اتنا رونا آئے کہ آنسوؤں کے سیلاب ہی یار تک بہالے جائیں۔

(معارف شمس تبریز)

ایک مجذوب کا محبت الٰہی لبریز واقعہ

۷۴ شبلیؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن رو میں میں نے ایک مجنون کو دیکھا کہ لڑکے اس کے پیچھے ڈھیلے پتھر مارتے ہیں اور اس کا سر اور منہ مارے پتھروں کے لہو لہان کر رکھا ہے میں ان لڑکوں کو دھمکانے اور الگ کرنے لگا تو وہ لڑکے بولے کہ:

اے شیخ ہم کو ہمارے حال پر چھوڑ دے ہم اسے قتل کریں گے یہ کافر ہے۔

میں نے پوچھا کہ اس میں کفر کی کیا بات ہے؟ کہنے لگے یہ اس بات کا مدعی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہوں اور اس سے باتیں بھی کرتا ہوں۔ میں نے لڑکوں سے کہا ذرا ٹھہرو،

میں اس کے پاس آیا دیکھا تو وہ کچھ ہنس ہنس کر کہہ رہا ہے۔ میں نے پاس جا کر غور سے سنا تو اسے یہ کہتے پایا کہ:

یہ جو کچھ آپ سے صادر ہوا ہے نہایت بہتر ہے مجھ پر آپ نے ان لڑکوں کو مسلط کر دیا ہے کہ مجھ پر پتھراؤ کر رہے ہیں۔

میں نے پوچھا کہ بھائی یہ لڑکے تمہارے ذمہ کچھ تہمت لگاتے ہیں کہا اے شبلی! کیا کہتے ہیں؟ میں نے کہا لڑکے یہ کہتے ہیں کہ تم اس بات کے مدعی ہو کہ میں حق تعالیٰ کو دیکھتا ہوں یہ سن کر اس نے بڑے زور سے چیخ ماری اور کہا:

قسم ہے شبلی! اس ذات کی جس نے اپنی محبت سے مجھ کو شکستہ کر دیا ہے اور اپنے قرب اور بعد کے درمیان مجھے بھٹکا دیا اگر وہ مجھ سے ایک پلک جھپکنے کے برابر بھی پردہ میں ہو جائے تو میں درد فراق سے پارہ پارہ ہو جاؤں۔

پھر مجھ سے منہ موڑ کر یہ کہتا ہوا بھاگا:

خیالك فی عینی و ذکرك فی فمی
ومثواك فی قلبی فاین تغیب

یعنی تیرا خیال میری آنکھ میں ہے اور تیرا ذکر میرے منہ میں ہے اور تیرا ٹھکانا میرے دل میں ہے پھر تو کہاں غائب ہو سکتا ہے۔

میں کہتا ہوں بہتر یہ ہے کہ اس بیت کو اس طرح بدل دیا جائے ؎

جمالك فی عینی وذکرك فی فمی
وحبك فی قلبی فاین تغیب

یعنی تیرا جمال میری آنکھ میں اور تیرا ذکر میرے منہ میں اور تیری محبت میرے قلب میں ہے، پھر تو کہاں غائب ہے اور وجہ اس ترمیم کی یہ ہے کہ لفظ خیال اور مثوا (ٹھکانا) کو حق تعالیٰ کی طرف مضاف نہیں کر سکتے کہ وہ اس سے پاک اور منزہ ہے۔

ایک عاشق خدا کا واقعہ

۷۵ حضرت ذوالنون مصریؒ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم کسی جنگل اور بیابان میں گھوم رہے تھے کہ ایک غلام سامنے آیا رنگ اس کا اڑ چکا تھا، بدن گھل چکا

تھا عبادت کے انوار اس کی جبین پر ضوفشانی کر رہے تھے رخساروں پر قبولیت کے آثار چمک رہے تھے چہرہ پر طاعت 'مجاہدہ کا نشان تھا شکل و صورت محبوبیت خداوندی اور مشاہدہ حق کی تھی اس پر دو بوسیدہ کپڑے تھے بدن پر اون کا ایک جبہ تھا جو آستینوں اور دامنوں سے پھٹا ہوا تھا۔

اس کی ایک آستین پر یہ لکھا ہوا تھا:

﴿ان السمع والبصر والفواد كل اولئك كان عنه مسئولا﴾
(الاسراء :۳۶)

کان اور آنکھ اور دل 'ہر شخص سے ان سب کی پوچھ ہو گی۔

دوسری آستین پر یہ لکھا ہوا تھا:

﴿يوم تشهد عليهم السنتهم وايديهم وارجلهم بما كانوا يعملون﴾ (النور:۲۴)

جس روز ان کے خلاف ان کی زبانیں گواہی دیں گی اور انکے ہاتھ اور ان کے پاؤں بھی ان کاموں کی جو یہ کیا کرتے تھے۔

اس کے اگلے اور پچھلے دامن پر یہ لکھا ہوا تھا:

﴿لا تباع ولا تشترى﴾

نہ بیچا جائے اور نہ خریدا جائے

اس کے سینے پر لکھا ہوا تھا:

﴿ونحن اقرب اليه من حبل الوريد﴾ (ق ۱۶)

اور ہم انسان کے اس قدر قریب ہیں کہ اس کی رگ گردن سے بھی زیادہ۔

اس کی پشت پر لکھا ہوا تھا:

﴿يومئذ تعرضون لا تخفى منكم خافية﴾ (الحاقۃ ۱۸) .

جس روز تم پیش کئے جاؤ گے تمہاری کوئی بات پوشیدہ نہ ہو گی۔

ذوالنون مصریؒ نے فرمایا میں اس کے قریب گیا اور جا کر میں نے سلام کیا، اس نے مجھے جواب دیا۔ میں نے پوچھا، اے بھائی (اللہ تعالیٰ سے) محبت کی ابتدا کیسے ہوتی ہے؟ فرمایا یہ آیت جو تو نے دیکھی اور پڑھی ہے اس کو مد نظر رکھنا' اور اس نے اپنے لباس پر لکھی ہوئی آیت کی طرف اشارہ کیا۔

میں نے کہا اے بھائی محبت کی انتہاء کیا ہے؟ فرمایا اے ذوالنون اللہ ایسا محبوب ہے جس سے محبت کی کوئی انتہاء نہیں ہے اور اس سے بغیر عجز و انکساری کے محبت کرنا محال ہے۔

میں نے پوچھا اے بھائی زہد (دنیا سے کنارہ کشی) آخرت کی طلب کے لئے ہوتا ہے یا مولیٰ کی طلب کے لئے ہوتا ہے؟ فرمایا اے ذوالنون اخلوق سے کنارہ کشی دوسری مخلوق (یعنی آخرت) کی طلب کے لئے تو خسارہ کی بات ہے اس دنیائے مخلوق سے پرہیز صرف مولیٰ اور خالق کے لئے ہی ہونا چاہئے۔

حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں میں نے اس بزرگ سے کہا: اے بھائی آپ ان ویران جنگلات اور خشک گھاٹیوں میں بغیر توشہ کے کیسے صبر کرتے ہو؟ تو وہ ناراض ہو کر کہنے لگا اے بے کار! یہ اعتراض اس آدمی کے سامنے تو کوئی حیثیت نہیں رکھتا جو تمہیں اپنے حال کی خبر نہ کرے اور اپنے راز کے لئے تم سے بے خوف نہ ہو۔

کھانے پینے میں ہماری حالت تو یہ ہے: پھر اس نے اپنا دایاں پاؤں زمین پر مارا تو گھی اور شہد کا ایک چشمہ ابل پڑا اس نے بھی اس سے کھایا اور میں نے بھی کھایا پھر اس نے بایاں پاؤں زمین پر مارا تو شہد سے بھی زیادہ شیریں اور برف سے زیادہ ٹھنڈا چشمہ ابل پڑا اس نے بھی پیا اور میں نے بھی اس کے ساتھ پیا پھر اس نے ان دونوں چشموں پر ریت ڈال دی تو زمین اپنی پہلی حالت میں آگئی گویا کہ یہاں کوئی چیز نہیں تھی۔

پھر وہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا جن کرامات کا میں نے حیرانی سے مشاہدہ کیا تھا اس سے میں روتا رہا۔ اللہ تعالیٰ ایسے بزرگوں سے ہمیں بھی نفع پہنچائے۔ (نزھۃ المساتین)

اللہ تعالیٰ کے وہ محبوب بندے جن کو جبراً بہشت میں لیجایا جائیگا

۷۶ خواجہ صاحبؒ نے فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن ایسے لوگ بھی ہوں گے جن کو جبراً کھینچ کر بہشت میں لایا جائے گا۔ اس حدیث کی نسبت تین قول مشہور ہیں ایک یہ کہ یہ لوگ وہ بچے ہوں گے جو جبراً معلم کے پاس لائے جاتے ہیں جو بتدریج حروف سے معنی کو پہنچتے ہیں۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ وہ غلام ہوں گے جن کو دارالحرب سے دارالاسلام میں زنجیر ڈال کر لایا جاتا ہے۔

اس وقت خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ تیسرا قول یہ ہے کہ وہ لوگ ہوں گے جو محبان حق ہیں قیامت کے دن انہیں بہشت میں جانے کا حکم ہوگا لیکن وہ

کہیں گے کہ ہم نے بہشت یا دوزخ کے لئے تیری پرستش نہیں کی ہم نے محض تیری محبت کی خاطر تیری پرستش کی ہے حکم ہو گا کہ واقعی ایسا ہی ہے لیکن دیدار اور وصال کا وعدہ بہشت میں پورا ہو گا وہاں چلو وہ پھر بھی نہیں جائیں گے پھر فرشتوں کو حکم ہو گا کہ انہیں نوری زنجیروں سے جکڑ کر بہشت میں لے جاؤ۔ (فوائد الفوائد)

ایک عاشق خدا کا محبت الٰہی میں جان قربان کرنے کا واقعہ

۷۷ شیخ عبدالواحد بن زید فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم نے جہاد کی تیاری کی میں نے اپنے ساتھ والے رفیقوں سے کہا کہ جہاد کے فضائل میں ہر ایک شخص دو دو آیتیں پڑھنے کے لئے تیار ہو جائے تو ایک شخص نے یہ آیت پڑھی:

﴿إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ﴾

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جان اور مال اس قیمت پر خریدی کہ ان کے لئے جنت ہے۔

یہ آیت سن کر ایک لڑکا جو چودہ پندرہ برس کی عمر کا تھا اور اس کا باپ بہت سا مال چھوڑ کر مر گیا تھا، کھڑا ہوا اور کہا اے عبدالواحد! کیا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جان و مال جنت کے بدلے خرید لی؟ شیخ نے فرمایا ہاں! بیشک اس نے خریدی اس نے کہا تو میں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنا مال اور جان جنت کے بدلے میں بیچ دی۔ میں نے کہا دیکھ خوب سوچ سمجھ لے تلوار کی دھار بڑی تیز ہوتی ہے اور تو بچہ ہے مجھے خوف ہے کہ شاید تجھ سے صبر نہ ہو سکے اور عاجز ہو جائے۔ اس نے جواب میں کہا یا شیخ میں اللہ سے معاملہ کروں اور پھر عاجز ہو جاؤں اس کے کیا معنی؟ میں خدا تعالیٰ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے اپنا سب مال اور جان فروخت کر دی۔ شیخ نے کہا کہ میں اتنی بات کہہ کر بہت ہی پشیمان اور نادم ہوا اور اپنے جی میں کہا کہ دیکھو اس بچہ کی کیسی عقل ہے اور ہم کو باوجود بڑے ہونے کے عقل نہیں۔

مختصر یہ کہ اس لڑکے نے اپنے گھوڑے اور ہتھیار اور کچھ ضروری خرچ کے سوا کل مال صدقہ کر دیا جب چلنے کا دن ہوا تو وہ سب سے پہلے ہمارے پاس آیا اور کہا یا شیخ السلام علیکم! شیخ کہتے ہیں کہ میں نے سلام کا جواب دیکر کہا خوش رہو! تمہاری بیع نفع مند ہوئی پھر ہم جہاد کے لئے چلے۔ اس لڑکے کی یہ حالت تھی کہ راستہ میں دن کو روزہ رکھتا

اور رات بھر نماز میں کھڑا رہتا اور ہماری اور ہمارے جانوروں کی خدمت کرتا جب ہم سوتے تھے تو ہمارے جانوروں کی حفاظت کرتا تھا۔

اب اللہ کے راستے میں چلتے پھرتے وطن سے ہزاروں کلومیٹر دور نکل گئے وہاں کافروں کے ساتھ جہاد ہو گیا تو وہ گھوڑے پر سوار تھا اس کو نیند آگئی تھوڑی سی نیند آئی اس کی آنکھ کھلی تو اس نے نعرہ لگایا۔

واشوق للعینا مرضیہ

کہ میں تو عینا مرضیہ کے پاس جانا چاہتا ہوں

لوگوں نے کہا یہ تو لڑکا پاگل ہو گیا اس کا دماغ خراب ہو گیا۔ وہ گھوڑا دوڑاتا ہوا اس لشکر میں بڑے بزرگ تھے شیخ عبدالواحد ان کے پاس آگیا کہا مجھے تو عینا کا شوق آگیا اب میں دنیا میں نہیں رہنا چاہتا ہوں، تھوڑی سی جھلک اللہ نے دکھادی۔ اس نے کہا بیٹا مجھے بھی تو بتاؤ یہ کیا ہے؟ اس نے کہا میں گھوڑے پر سوار تھا تو مجھے نیند آگئی میں نے خواب میں دیکھا ایک آدمی کہہ رہا ہے کہ چلو تمہیں عینا کے پاس لے چلوں۔ اسنے کہا لے چلو۔

پھر وہ آدمی مجھے ایک خوبصورت باغ میں لے گیا جہاں چند حسین و جمیل لڑکیاں تھیں ان کے حسن کو دیکھ کر میں مبہوت ہو گیا، پھر اس آدمی نے اُن سے کہا کہ یہ عینا مرضیہ کا خاوند ہے میں نے ان لڑکیوں سے پوچھا عینا کہاں ہے؟ کہا وہ آگے ہے ہم تو اس کی خدمت کرنے والی ہیں تم آگے جاؤ۔

میں آگے گیا تو دیکھا کہ ایک خوبصورت باغ ہے اس کے کنارے پر خوبصورت لڑکیاں ہیں وہ ایسی لڑکیاں ہیں کہ جن کے حسن و جمال کو دیکھ کر کوئی تعریف نہیں کر سکتا۔ انہوں نے مجھے دیکھا تو انہوں نے مجھ سے کہا مرحبا بزوج العینا یہ دیکھو بھئی عینا کا خاوند آگیا۔ تو میں نے ان کو سلام کیا میں نے ان سے پوچھا: ایتکن العینا تم میں عینا کون ہے؟ تو انہوں نے کہا: خدم لھا وایھائھا ہم تو اس کی نوکرانیاں ہیں ہم میں کوئی عینا نہیں، آپ آگے جائیں۔

میں آگے گیا دیکھا تو وہاں دودھ کی نہر چل رہی تھی اور اس نہر پر ایسی لڑکیاں کھڑی تھیں جو پہلی لڑکیوں سے زیادہ خوبصورت تھیں، جن کو دیکھ کر آدمی فتنے میں پڑ جائے، ایسا حسن تھا کہ پچھلوں کو بھی بھلادیا۔ انہوں نے مجھے دیکھا تو پھر مجھے کہا:

مرحبا بزوج العینا یہ تو عینا کے گھر والا آ گیا۔ میں نے ان کو سلام کر کے پوچھا: اینکن العینا تم میں عینا کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم کہاں عینا ہم تو اس کی نوکرانیاں ہیں، آپ آگے چلے جائیں۔

آگے گیا تو دیکھا کہ شراب کی نہر چل رہی ہے اس پر ایسی لڑکیاں تھیں انسینی من حلقت کہ انہیں دیکھ کر پچھلی ساری بھول گئیں۔ ایسا خوبصورت اللہ نے انہیں چہرہ عطا فرمایا کہ ان کو دیکھ کر سب کچھ بھول گیا۔ پھر انہوں نے مجھے کہا: مرحبا بزوج العینا یہ تو عینا کے گھر والا آ گیا میں نے ان سے پوچھا اینکن العینا تم میں عینا کون ہے؟ انہوں نے کہا: نحن خدام لھا ہم تو نوکرانیاں ہیں، آپ آگے چلے جائیں۔

آگے گیا تو شہد کی نہر چل رہی تھی اس کے کنارے پر بڑی خوبصورت لڑکیاں کھڑی ہوئی تھیں وہ ایسی لڑکیاں تھیں کہ جن کے حسن و جمال کو کوئی بیان نہیں کر سکتا یہ چار نہروں پر نوکرانیاں کھڑی ہوئی۔

کہا جب میں چوتھی نہر بھی پار کر گیا انہوں نے بھی کہا ہم نوکرانیاں ہیں میں آگے چلا گیا آگے دیکھا تو سفید موتی کا خوبصورت خیمہ جو جگ مگ کر رہا تھا روشن چمکدار، اس کے دروازے پر ایک لڑکی کھڑی تھی سبز لباس پہن کر اس نے جب مجھے دیکھا تو اس نے منہ اندر کیا اور اندر کر کے کہا:

عینا تجھے خوشخبری ہو تیرا خاوند آ گیا عینا تیرا خاوند آ گیا تیرے گھر والا آ گیا۔

میں اندر گیا سارا خیمہ نور سے روشن اور خیمے کے اندر درمیان میں تخت پڑا ہوا تھا، تخت پر گاؤ تکیے لگے ہوئے قالین بچھے ہوئے اور اس کے اوپر ایک لڑکی بیٹھی ہوئی تھی ایسا حسن و جمال جس کو دیکھ کر آدمی کا کلیجہ ہی پھٹ جائے نہ برداشت کی طاقت نہ دیکھنے کی طاقت۔ جب میں نے اسے دیکھا تو میں نے کہا چھا یہ ہے عینا تو اس نے مجھے کہا:

مرحبا مرحبا قد دنا لك القدوم علي يا ولي الرحمن

اے اللہ کے ولی تیرا میرا ملاپ اب قریب ہے تیرے ملنے کا وقت اب قریب آ گیا ہے۔

کہا: میں تو اس کو دیکھ کر آگے بڑھا کہ اس کے پاس بیٹھوں اس کو گلے لگاؤں تو اس نے

مجھے کہا: مهلا مهلا نہیں صبر کرو صبر کرو فان فیك روح الحیرۃ ابھی تو تو زندہ ہے، لیکن آج تیرا روزہ میرے پاس افطار ہوگا۔

اب تو میری آنکھ کھل گئی ہے اب میں واپس نہیں جانا چاہتا۔ تو انہوں نے کہا اب تو میں بس جان دینا چاہتا ہوں۔ جنگ شروع ہوئی سب سے پہلے یہ بچہ شہید ہوا۔ وہ عبدالواحد بن زید کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ وہ ہنس رہا اور مر رہا تھا مر بھی رہا اور ہنس بھی رہا۔

جب واپس آئے تو اس بچے کی ماں نے آ کر کہا عبدالواحد میرے ہدیے کا کیا بنا وہ اپنے بیٹے کو کہہ رہی تھی' میں نے تم کو اللہ کے راستے میں ہدیہ دیا۔ اس وقت مائیں ایسی تھیں، کہا میرے ہدیے کا کیا بنا، قبول ہو گیا کہ مردود ہو گیا؟ یعنی مر گیا تو قبول ہو گیا واپس آگیا تو مردود ہو گیا کہا بھئی: مقبوله او مردودة قبول ہے کہ مردود ہے؟ تو انہوں نے کہا بل مقبول نہیں بلکہ مقبول ہے۔

رات کو ماں نے خواب دیکھا تو اس کا بیٹا جنت میں تخت پر بیٹھا ہے عینا اس کے ساتھ بیٹھی ہے وہ کہہ رہا ہے اماں اللہ نے تیرا ہدیہ قبول کیا اور عینا سے میرا نکاح کر دیا ہے اس کو میری بیوی بنا دیا ہے مجھے اس کے گھر والا بنا دیا ہے۔

(خطبات مجاہد و تنبیہ الغافلین و نزھۃ البساتین)

سچی عاشق لڑکی کا واقعہ

۷۸ حضرت حسن بصریؒ کے پاس ایک روز ایک بزرگ آئے اور عرض کیا کہ میری لڑکی دو برس سے رات دن برابر زار زار روتی چلاتی رہتی ہے میں ہر چند اسے منع کرتا ہوں اور سمجھاتا ہوں اور دیگر علاج معالجہ کرتا ہوں مگر اس کی حالت درست نہیں ہوتی مجھے ڈر ہے کہ کہیں روتے روتے وہ اندھی نہ ہو جائے آپ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے بندوں میں سے ہیں ذرا تشریف لے چلیں اور اس کی حالت کو دیکھیں اور اللہ رب العزت کی جناب میں دعا کریں شاید اللہ تعالیٰ آپ کی دعا سے میری لڑکی کو صحت عطا فرمائے۔

چنانچہ حسن بصریؒ اس شخص کے ساتھ اس کے گھر تشریف لے گئے اس لڑکی کو سمجھانے لگے اور اس سے دریافت کیا کہ کیا چیز تجھ کو بھائی ہے اور تیرے دل میں سما

گئی ہے جو تو رات دن جاگتی رہتی ہے اور اپنے ماں باپ کو غم والم میں مبتلا کر رکھا ہے؟ لڑکی نے جواب میں کہا کہ اے شیخ محبت خدا میرے دل میں سما گئی اور رونے کا مزہ چکھا گئی اگر دیدار الٰہی رو رو کر ان آنکھوں کے گنوا دینے کے بعد مل جائے تو مفت ہے دیدار پروردگار کے لئے اگر ایسی ایسی دس ہزار آنکھیں بھی جاتی رہیں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے اور اگر دیدار الٰہی میسر نہ آئے تو پھر ان دونوں آنکھوں کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔

محبت الٰہی میں شہزادی کو ٹھکرا دینے والے عاشق خدا کا واقعہ

۷۹ ایک فقیر کی نگاہ ایک شہزادی پر پڑی دونوں تیر عشق کا شکار ہو گئے، لیکن زمین و آسمان کس طرح ملیں؟ شہزادی نے درویش کو کہلا بھیجا کہ تو مرد فقیر بے سرو سامان ہے اور میں اس ملک کی شہزادی، وصل ناممکن ہے مگر میں تجھ کو ایک ترکیب بتاتی ہوں وہ یہ کہ تو پہاڑ پر جا کر یاد الٰہی میں مشغول ہو جا اور ریاضیت و مجاہدہ اختیار کر تاکہ تیری شہرت ہو اور خلقت تیری طرف رجوع ہونے لگے۔ پھر میں بھی اپنے باپ سے اجازت لیکر تیری زیارت کو آیا کروں گی اور اس طرح کم از کم ہماری حسرت دید تو پوری ہو جائے گی۔ درویش نے یہ پیغام سنتے ہی پہاڑ کی راہ لی اور یاد الٰہی میں مشغول ہو گیا۔

رحمت حق متوجہ ہوئی اور اس کو اپنی طرف کھینچ لیا کچھ ہی عرصے کے بعد اس کی عبادت اور مشغولیت اور بزرگی کا چرچا ہونے لگا اور لوگ اس کی زیارت کو آنے لگے۔

شہزادی نے جب اس کی شہرت سنی تو اپنے باپ سے اجازت لیکر آئی اس کے حجرے میں آراستہ و پیراستہ ہو کر داخل ہوئی، لیکن درویش نے اسے آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا، طاعت الٰہی کا ذوق اس کو حاصل ہو چکا تھا اور محبت الٰہی اس کے قلب پر چھا چکی تھی ہر چند شہزادی اس کو یاد دلاتی رہی اور بار بار کہتی رہی میں شہزادی اس ملک کی ہوں فلاں وقت ہم دونوں تیر عشق کا شکار ہوئے تھے اور یہ حیلہ میں نے ہی تجھ کو بتلایا تھا۔ مگر اس درویش نے ایک نہ سنی۔ (تنبیہ الغافلین اور کرامات اولیاء ونزہۃ المجالس)

ایک رئیس کا اللہ کی محبت میں توبہ کرنے کا واقعہ

۸۰ مالک بن دینارؒ ایک روز بصرہ کی گلیوں میں پھر رہے تھے کہ ایک کنیز کو نہایت جاہ و جلال اور حشم و خدم کے ساتھ جاتے دیکھا آپ نے اسے آواز دے کر پوچھا

کہ تیرا مالک تجھے بیچتا ہے؟ اس نے کہا شیخ کیا کہتے ہو ذرا ٹھہر کہ مالک سے کہا تیرا مالک تجھے بیچتا ہے یا نہیں؟ اس نے کہا بالفرض اگر فروخت بھی کرے تو کیا تجھ جیسا مفلس خرید لے گا؟ کہا ہاں، تو کیا چیز ہے میں تجھ سے بھی اچھی خرید سکتا ہوں وہ سن کر ہنس پڑی اور خادموں کو حکم دیا کہ اس شخص کو ہمارے ساتھ گھر تک لے آؤ غلام لے آئے۔

وہ اپنے مالک کے پاس گئی اور اس سے سارا قصہ بیان کیا وہ سن کر بے اختیار ہنسا کہ ایسے درویش کو ہم بھی دیکھیں یہ کہہ کر مالک بن دینار کو اپنے پاس بلایا، دیکھتے ہی اس کے قلب پر ایسا رعب چھا گیا کہ پوچھنے لگا آپ کیا چاہتے ہیں؟ کہا یہ کنیز میرے ہاتھ بیچ دو۔ اس نے کہا آپ اس کی قیمت دے سکتے ہیں؟ فرمایا اس کی قیمت ہی کیا ہے؟ میرے نزدیک تو اس کی قیمت کھجور کی دو بوسیدہ گٹھلیاں ہیں، یہ سن کر سب ہنس پڑے اور پوچھنے لگے کہ یہ قیمت آپ نے کیوں کر تجویز فرمائی؟ اس نے کہا اس میں بہت سے عیب ہیں، عیب دار شے کی قیمت ایسی ہی ہوا کرتی ہے۔

جب اس نے عیبوں کی تفصیل پوچھی تو شیخ بولے سنو جب یہ عطر نہیں لگاتی تو اس میں بدبو آنے لگتی ہے۔ جو منہ صاف نہ کرے تو منہ گندا ہو جاتا ہے بو آنے لگتی ہے۔ اور جو کنگھی چوٹی نہ کرے اور تیل نہ ڈالے تو جوئیں پڑ جاتی ہیں اور بال پراگندہ اور غبار آلود ہو جاتے ہیں۔ اور جب اس کی عمر زیادہ ہو گئی تو بوڑھی ہو کر کسی کام کی بھی نہ رہے گی۔ حیض اسے آتا ہے، پیشاب پاخانہ یہ کرتی ہے۔ طرح طرح کی نجاستوں سے یہ آلودہ ہے، ہر قسم کی کدورتیں اور رنج و غم اسے پیش آتے رہتے ہیں۔

یہ تو ظاہری عیب ہیں اب باطنی سنو: خود غرض اتنی ہے کہ تم سے اگر محبت ہے تو غرض کے ساتھ ہے یہ وفا کرنے والی نہیں اور اس کی دوستی سچی دوستی نہیں، تمہارے بعد تمہارے جانشین سے ایسے ہی مل جائے گی جیسا کہ اب تم سے ملی ہوئی ہے، اس لئے اس کا اعتبار نہیں۔

میرے پاس اس سے کم قیمت کی ایک کنیز ہے جس کے لئے میری ایک کوڑی بھی صرف نہیں ہوئی اور وہ سب باتوں میں اس سے فائق ہے کافور، زعفران، مشک اور جوہر نور سے اس کی پیدائش ہے۔ اگر کسی کھاری پانی میں اس کا آب دہن گرا دیا جائے تو وہ شیریں اور خوش ذائقہ ہو جائے اور جو کسی مردے کو اپنا کلام سنا دے تو وہ بھی بول اٹھے

اور جو اس کی ایک کلائی سورج کے سامنے ظاہر ہو جائے تو سورج شرمندہ ہو جائے اور جو تاریکی میں ظاہر ہو تو اجالا ہو جائے اور اگر وہ پوشاک وزیور سے آراستہ ہو کر دنیا میں آجائے تو تمام جہاں معطر ومزین ہو جائے مشک اور زعفران کے باغوں اور یاقوت و مرجان کی شاخوں میں اس نے پرورش پائی ہے اور طرح طرح کے آرام میں رہی ہے اور تسنیم کے پانی سے غذا دی گئی ہے اپنے عہد کی پوری ہے دوستی کو نباہنے والی ہے۔

اب تم بتلاؤ کہ قیمت خرچ کرنے کے اعتبار سے کونسی باندی زیادہ موزوں ہے؟

سب نے کہا وہ باندی جس کی آپ نے خبر دی۔ آپ نے فرمایا اس باندی کی قیمت ہر وقت ہر زمانہ میں ہر شخص کے پاس موجود ہے۔

اس کے بعد شیخ نے اس کو حاصل کرنے کے طریقے بتائے اور حاصل کرنے والے شخص کا دنیا و آخرت میں جو اعزاز ہوتا ہے وہ بتلایا۔ اس کے ساتھ جو دوسری نعمتیں ملتی ہیں وہ بتلائیں۔ یہ سن کر آقا نے اس باندی کو آزاد کر دیا اور باندی و آقا دونوں نے اس فانی عیش و عشرت کو چھوڑ کر عشق حقیقی کو اختیار کر لیا۔ اور اس حال میں مرے کہ لوگ کثرت سے ان سے دعائیں کرانے آتے تھے!　　(فضائل صدقات)

والذین امنوا اشد حبا للہ پر حضرت بلالؓ کا واقعہ

۸۱ حضرت بلالؓ حبشہ کے رہنے والے تھے اور اُمیّہ بن خلف نام کے ایک یہودی کے غلام تھے۔ فضل الٰہی سے جب ان کو ایمان نصیب ہوا تو اسلام کا ابتدائی زمانہ تھا دشمنان اسلام مسلمانوں کو چین سے دیکھنا نہ چاہتے تھے، اللہ کے نور کو بجھانے کے لئے دن رات ہر ممکن کوشش میں مشغول تھے۔ لیکن حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ: ہم تو اپنا نور مکمل کر کے رہیں گے چاہے کفار کو کتنا ہی ناگوار ہو۔

حضرت بلالؓ اگر چاہتے تو اپنا ایمان مخفی رکھ سکتے تھے اور اس اخفاء کی بدولت کفار کی ایذا رسانی سے محفوظ رہ سکتے تھے، لیکن حق تعالیٰ کی محبت نے کلمہ توحید ظاہر کرنے پر انہیں مجبور کر دیا اور نعرۂ احد لگانے پر عشق حقیقی نے ان کو مضطر کر دیا۔

(مثنوی حصہ اول، ص ۱۰۷ تا ۱۱۶)

امیہ بن خلف کا غیظ و غضب، ظلم اور زد و کوب کی صورت میں برس پڑا آپ کو اتنا مارا کہ لہو لہان کر دیا اور اسی زخم کی حالت میں گرم گرم ریت پر گھسیٹتا اور کہتا اب آئندہ وحدانیت کا نعرہ لگانے کی جرات نہ کرنا۔ حضرت بلالؓ بزبان حال عرض کرتے ؎

بجرم عشق تو ہم میکشند و غوغا ئیست
تو نیز برسر بام آ کہ خوش تماشا ئیست

آپ کی محبت کے جرم میں یہ کفار مجھ کو قتل کر رہے ہیں اور شور برپا کر رہے ہیں اے محبوب حقیقی! آپ بھی آسمان دنیا پر تشریف لائیے اور اپنے عاشق کے اس تماشہ کو دیکھئے کہ کیا اچھا تماشہ ہے۔

ایک دن حضرت ابو بکر صدیقؓ اس طرف سے گزرے اور حضرت بلالؓ اسی خستہ و خراب لہولہان حالت میں احد' احد' کا نعرہ لگا رہے تھے یہ آواز سن کر حضرت صدیق اکبرؓ کھڑے ہوگئے اور اس آواز میں حضرت صدیق اکبرؓ کی جان پاک کو بوئے محبوب حقیقی محسوس ہوئی جس سے آپ محو لذت ہوگئے ؎

بوئے جاناں سوئے جانم می رسد

حضرت بلالؓ کی اس مظلومیت کو دیکھ کر حضرت ابو بکر صدیقؓ کا دل تڑپ گیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے انہوں نے حضرت بلالؓ کو الگ بلا کر سمجھایا کہ تنہائی میں اللہ کا نام لیا کرو اس موذی کے سامنے ظاہر مت کرو' ورنہ یہ ملعون ناحق تم کو ستائے گا حضرت بلالؓ نے عرض کیا کہ اے محترم! آپ حضور اکرم ﷺ کے صدیق ہیں آپ کی نصیحت قبول کرتا ہوں۔

دوسرے دن پھر حضرت صدیق اکبرؓ کا ادھر سے گزر ہوا دیکھتے ہیں کہ پھر وہی ماجرا ہے حضرت بلالؓ احد احد پکار رہے ہیں اور وہ یہودی ان کو بری طرح زد و کوب کر رہا ہے یہاں تک کہ جسم خون سے لہو لہان ہوگیا ہے اس دردناک منظر کو دیکھ کر آپ تڑپ گئے اور حضرت بلالؓ کو پھر نصیحت فرمائی کہ بھائی کیوں اس موذی کے سامنے احد کہتے ہو دل ہی دل میں خاموشی کے ساتھ احد احد کرتے رہا کرو حضرت بلالؓ نے عرض کیا کہ اچھا پھر توبہ کرتا ہوں اب آپ کے مشورہ کے خلاف نہ کروں گا۔

حضرت مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ ؎

باز پندش داد باز او توبہ کرد
عشق آمد توبہ اورا بخورد

جب پھر حضرت صدیق اکبرؓ نے ان کو سکوت واخفا کی نصیحت فرمائی تو حضرت بلالؓ نے پھر توبہ کی لیکن جب عشق آیا تو انکی توبہ کو کھا گیا یعنی توبہ ٹوٹ گئی۔
عاشق کو ذکر محبوب کے بغیر کہاں سکون ملتا ہے ۔

دل مضطرب کا یہ پیغام ہے
ترے بن سکوں ہے نہ آرام ہے
تڑپنے سے ہم کو فقط کام ہے
یہی بس محبت کا انعام ہے

الغرض حضرت بلالؓ باوجود ہزار مصائب و آلام کے راز عشق کو مخفی نہ رکھ سکے اور نعرہ احد ظاہر ہوتا رہا۔ مولانا فرماتے ہیں

تن بہ پیش زخم خار آں جہود
جان او مست و خراب آں و دود

حضرت بلالؓ کا جسم تو اس ظالم یہودی کے سامنے زخم خوردہ تھا لیکن ان کی روح حق تعالیٰ شانہ کی بارگاہ قرب میں مست و خراب عشق ہو رہی تھی اور بہار لازوال لوٹ رہی تھی۔

اسی محبت حق کا نام حقیقی محبت ہے لیکن افسوس آج کل لوگ نفس پرستی کو محبت کہتے ہیں توبہ توبہ یہ ہرگز محبت نہیں جو عشق حسن مجازی سے ہو وہ عشق نہیں فسق ہے جو فساد ہے روٹی کا۔ اگر روٹی نہ ملے تو یار لوگ عشق بھول جائیں اور روٹی مانگنے لگیں اور حق تعالیٰ کا عشق چونکہ مؤمن کے خمیر میں رکھ دیا گیا اس لئے اگر روٹی بھی نہ ملے تو بھی مؤمن کے قلب میں ذرہ برابر حق تعالیٰ کی محبت کم نہیں ہوتی محبت درحقیقت اس تسلیم کا نام ہے کہ محبوب حقیقی اس میں متصرف ہو اور بندہ ہر تصرف سے راضی رہے۔

حضرت صدیق اکبرؓ نے متعدد بار نصیحت فرمانے کے باوجود جب ہر بار یہی تماشا دیکھا کہ وہ یہودی ظلم کر رہا ہے اور حضرت بلالؓ احد احد کا نعرہ لگا رہے ہیں تو

اس ماجرے کو محبوب رب العلمین رحمۃ للعلمین ﷺ کے سامنے پیش کیا۔ حضرت بلالؓ کے مصائب سن کر ﷺ کی آنکھیں درد سے اشکبار ہو گئیں۔

ارشاد فرمایا کہ اے صدیق! پھر کیا تدبیر ہے کہ بلال کو اس بلاء سے نجات ملے حضرت صدیق اکبرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں انہیں خرید لیتا ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اچھا تو بلالؓ کی خریداری میں میری بھی شرکت ہو گی۔ اللہ اکبر! کیا نصیبہ تھا حضرت بلالؓ کا کہ خود رسول اللہ ﷺ ان کو خرید رہے ہیں، اس کالے جسم میں اللہ کی محبت سے ایسا نورانی دل تھا کہ بارگاہ رسالت ﷺ اس کی خریدار ہو گئی۔

الغرض حضرت ابو بکر صدیقؓ اس یہودی کے پاس گئے اس وقت بھی وہ حضرت بلالؓ کو زدو کوب کر رہا تھا فرمایا کہ اس ولی اللہ کو کیوں مارتا ہے۔ یہودی نے کہا کہ اگر تمہیں ایسی ہمدردی ہے تو پیسہ لاؤ اور اس کو لے جاؤ۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا کہ سفید جسم اور کالے دل والا میرا یہودی غلام تو لے لے اس کے بدلہ میں کالے جسم اور روشن دل والا یہ حبشی غلام مجھے دے دے۔

تن سپید و دل سیہ ہستش بگیر
در عوض دہ تن سیاہ و دل منیر

حضرت صدیق اکبرؓ حضرت بلالؓ کو لیکر بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے کیسا سودا کیا ہے سفید جسم اور کالا دل دے آیا ہوں اور کالا جسم اور نورانی دل لے آیا ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بہت اچھا سودا کیا تم نے اے صدیقؓ اور حضور ﷺ نے حضرت بلالؓ کو اپنے سینہ مبارک سے لگالیا (معارف مثنوی)

حضرت شعیبؑ کا واقعہ

۸۲ حضرت شعیب محبت الٰہی میں دس برس تک برابر روئے آپؑ کی آنکھیں جاتی رہیں۔ حق تعالیٰ نے دوبارہ آنکھیں عطا کر دیں پھر دس برس برابر روئے پھر آنکھیں جاتی رہیں، خدا نے دوسری دفعہ آنکھیں اچھی کر دیں پھر رونا شروع کیا پورے دس سال تک روتے رہے، تیسری مرتبہ پھر روتے روتے آنکھیں جاتی رہیں۔ رب العزت نے تیسری مرتبہ اپنے فضل سے آنکھیں حضرت شعیبؑ کی پھر روشن کر دیں پھر آپ

کامل دس سال تک روئے پھر آنکھیں جاتی رہیں۔

وحی نازل ہوئی کہ:

اے شعیبؑ کیوں روتے ہو اگر دوزخ کے ڈر سے روتے ہو تو میں نے جہنم کی آگ تم پر حرام کردی! اور اگر جنت کے شوق میں روتے ہو تو میں نے جنت تمہارے لئے واجب کردی۔

عرض کیا اے میرے مولیٰ! نہ اس لئے روتا ہوں نہ دوزخ کے ڈر سے روتا ہوں نہ جنت کے شوق میں، اے مولیٰ! میں صرف دیدار رحمن کے لئے روتا ہوں۔ حکم آیا اگر تم شوق دیدار میں روتے ہو تو روئے جاؤ اور خوب روئے جاؤ اے شعیبؑ! ہمارے دیدار اور ملاقات کا یہ ہی ذریعہ ہے جو تم نے اختیار کر رکھا ہے یہ رونا نہایت مبارک رونا ہے۔ عنقریب تمہاری آنکھیں دیدار مولیٰ سے روشن ہوں گی اور پھر ابدالآباد روشن رہیں گی۔ (مواعظ ابراہیمی)

والذین امنوا اشد حبا للہ پر حضرت ذوالنون مصریؒ کا واقعہ

۸۳ حضرت ذوالنون مصریؒ حق تعالیٰ شانہ سے بے انتہا محبت کرتے اور آپؒ والذین امنوا اشد حبا للہ کے مصداق تھے! آپؒ محبت الٰہی میں جب آہیں بھرتے اس وقت آپ کی آہوں میں ایسی سوز و تڑپ ہوتی کہ سننے والے کا دل پگھل جاتا اور لوگوں کے کلیجے منہ کو آجاتے تھے۔ مولانا رومیؒ فرماتے ہیں ؎

نعرہ مستانہ خوش می آیدم
تا ابد جاناں چنیں می بایدم

گریہ وزاری اور تضرع سے حق تعالیٰ کا راستہ بہت جلد طے ہوتا ہے اس قدر قرب ہوتا ہے کہ سالہا سال کے مجاہدے سے وہ بات نصیب نہیں ہوتی۔

محبت کا سب سے بڑا انعام یہی تڑپ ہے۔ ؎

تڑپنے سے ہم کو فقط کام ہے
یہی بس محبت کا انعام ہے

جب حضرت ذوالنون کا جوش عشق حد سے گزر گیا اور آپ کی آہ وزاری سے، مخلوق عاجز ہو گئی تو رندوں کی ایک جماعت نے آپ کو قید خانہ میں بند کر دیا ؎

حسن جب مقتل کی جانب تیغ براں لے چلا
عشق اپنے مجرموں کو پابجولاں لے چلا

حضرت ذوالنون مصریؒ جب قید خانہ کی طرف خوش خوش جانے لگے تو آپ کے دوست بھی بطور ہمدردی ساتھ چل دیئے۔ جب آپ کو قید خانہ میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا گیا تو دوستوں نے غور و فکر کرنا شروع کیا کہ آخر کیا ماجرا ہے کہ اتنا بڑا شیخ باطن قید خانے میں محصور کر دیا گیا، معلوم ہوتا ہے کہ اپنے مہتاب باطن کو ابر جنون سے چھپانا چاہتے ہیں اور عوام کے شر سے بچنے کے لئے یہ صورت اختیار کی ہے یا عاقلوں کی صحبت سے متوحش ہو کر خود کو دیوانہ بنالیا ہے۔ آخر کار ان سب نے زندان کی سلاخوں کے قریب آکر عرض کیا کہ:

حضور! ہم سب آپ کے مخلص دوست ہیں اور آپ کی مزاج پرسی کے لئے حاضر ہوئے ہیں اور حیران ہیں کہ کس نے آپ پر جنون کا الزام لگا دیا آپ تو دریائے عقل ہیں یہ اہل ظاہر آپ کے مقام قرب اور رفعت باطن سے ناواقف ہیں اور آپ کو مجنون و دیوانہ سمجھتے ہیں حالانکہ آپ عاشق حق ہیں ہم لوگ آپ کے سچے محب اور دوست ہیں اور دونوں عالم میں بہت آپ کو عزیز رکھتے ہیں براہ کرم ہم پر اس راز کا انکشاف فرما دیجئے کہ آپ اس قید خانہ میں اپنی جان کو کیوں ضائع فرما رہے ہیں راز کو اپنے دوستوں سے نہیں چھپایا کرتے۔

حضرت شیخ ذوالنون مصریؒ نے ان کی گفتگو میں بوئے اخلاص محسوس نہ کی پس امتحان اخلاص کے لئے ان کی طرف پتھر اٹھا کر دوڑے جیسے کہ پاگل وحشت میں لوگوں کو مارنے کے لئے دوڑتا ہے یہ معاملہ دیکھتے ہی وہ لوگ چوٹ کے ڈر سے بھاگ کھڑے ہوئے ان کا یہ گریز دیکھ کر شیخ نے ان کے اعتقاد و محبت پر قہقہہ لگایا اور فرمایا کہ اس درویش کے دوستوں کو تو دیکھو ارے نادانو! تم محبت و دوستی کو کیا جانو۔ (معارف مثنوی)

صحابہؓ کی اشد محبت کا منظر

۸۴ صحابہؓ کو عشق الٰہی میں جب تیر لگتا تھا تو کہتے فزت و رب الکعبہ رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ یہ تھی صحابہؓ کے عشق کی کیفیت اور عشق میں تو محبوب کی طرف سے آئی ہوئی ہر چیز اچھی لگتی ہے اور اسی وجہ سے بندہ رضا بالقضاء کی منزلیں

طے کرتا ہے، اسی لئے اللہ کی محبت سیکھنا فرض ہے اگر اللہ کی محبت انسان سیکھ لے دنیا ہی میں جنت کا مزہ آنے لگتا ہے۔

دعویٰ محبت کی حقیقت

حدیث میں آتا ہے کہ:

انا عند ظن عبدی بی
میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوتا ہوں۔

اس حدیث کو سامنے رکھ کر صوفیاء کرام نے لکھا ہے جیسا ہمارا اللہ کے بارے میں گمان ہو گا ویسا ہی گمان اللہ کو ہمارے بارے میں ہو گا! اسی لئے ایک اللہ والے سے کسی نے پوچھا کہ حضرت ایک خیال میرے دل میں بار بار گزرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرتے ہیں یا نہیں اس اللہ والے نے کہا کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو اللہ بھی تم سے محبت کرتے ہوں گے اسی لئے قرآن میں اس بات کی طرف اشارہ ہے **یحبھم و یحبونہ** اللہ ان سے محبت کرتے ہیں وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں!

البتہ سالکین کو دعویٰ محبت سے اجتناب کرنا چاہئے باطن میں تو سالک اللہ سے محبت کرے لیکن مجمع میں اس کے اظہار سے اجتناب کرے اس لئے ایک اللہ والے نے فرمایا کہ بعض لوگ اللہ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں مگر وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہوتے ہیں اور مزید یہ بھی فرمایا کہ:

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ ان سے محبت کرتا ہے مگر وہ اللہ کے مبغوض بندے ہوتے ہیں۔

اسی لئے آپ خود اندازہ لگائیں ایک شخص اللہ کا مبغوض بندہ ہے اور لوگوں کے سامنے وہ محبوب خدا کا دعویٰ کرتا ہے تو یہ دعویٰ تو اور اللہ سے بعد و مبغوضیت کا ذریعہ بن جائے گا۔

ابو طالب مکیؒ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "قوت القلوب" میں لکھا ہے:
بعض لوگ خواہش نفس کے محب ہوتے ہیں یا ابلیس لعنۃ اللہ علیہ سے محبت رکھتے ہیں اس کے باوجود شدت جہالت و فریب کے باعث اللہ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔

ایک عالمؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو محمد ہر آدمی کو یہ کہا کرتے:

اے دوست بلکہ میں نے کہا:

"کیا ہے وہ آدمی طبیب نہیں ہو جاؤ آپ اسے دوست کہہ دیتے ہیں؟"

انہوں نے میرے کان میں آہستہ سے کہا:

"وہ آدمی یا تو مومن ہو گا یا منافق ہو گا اب اگر مؤمن ہے تو وہ اللہ عزوجل کا دوست ہے اور اگر منافق ہے تو وہ ابلیس کا دوست ہے" (قوت القلوب)

ایک عالمؒ نے اس سے بڑھ کر فرمایا:

ہر صاحب مقام کو امید ہے کہ اسے معاف کر دیا جائے گا اور خدا تعالیٰ اس سے درگزر فرمائے گا مگر جس نے معرفت و محبت کی معرفت کا دعویٰ کیا اس سے ہر ہر پل پر مطالبہ ہو گا ہر ہر حرکت و سکون، ہر نظر اور ہر کھٹکے تک پر مطالبہ ہو گا کہ کیا اللہ تعالیٰ کے لئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں تھا اور اللہ تعالیٰ کی معصیت حاصل تھی۔

فرض محبت کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت فضیل بن عیاضؒ نے فرمایا:

جب تجھ سے یہ پوچھا جائے کہ تو اللہ سے محبت کرتا ہے تو خاموش ہو جا اس لئے کہ اگر تو نے "نہیں" کہہ دیا تو کفر ہو گا اور اگر تو نے ہاں کہہ دیا تو تیرا وصف محبین جیسا نہیں اس لئے خدا کی ناراضگی سے بچ۔

ایک عالمؒ کا فرمان ہے:

جنت میں اہل معرفت اور اہل محبت سے بڑھ کر کسی کو اعلیٰ نعمت نہیں ملے گی اور جس نے معرفت و محبت کا دعویٰ کیا مگر ان میں سے اسے کچھ حاصل نہیں (یعنی اگر صاحب دعویٰ اپنے قول و فعل سے عاشق خدا معلوم نہیں ہوتا تو) دوزخ میں اس سے بڑھ کر کسی پر عذاب نہیں ہو گا۔

ایک مجذوب کا واقعہ

۸۵ مفتاح العاشقین میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ:

ایک دیوانہ جو کہ حقیقتاً عاشق خدا تھا اس کے گلے میں طوق اور زنجیر اور پاؤں میں بیڑیاں تھیں اس حالت میں وہ قبرستان میں بیٹھا تھا ایک اللہ والے کا وہاں سے گزر ہوا تو اس دیوانہ نے کہا، اے مرد خدا آج رات جب تو یاد الٰہی میں مشغول ہو تو دوست میرا

پیغام دینا کہ:

میرا گناہ صرف اتنا کہ میں نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ میرے رب میں تجھے دوست رکھتا ہوں۔ اس کے عوض میں تو نے مجھے (امتحان کی غرض سے) طوق و زنجیر پہنا دیں مجھے میری عزت وجلال کی قسم اگر تو (یعنی اللہ) ساتوں آسمانوں وزمینوں کی مصیبتوں کو طوق بنا کر میرے گلے میں ڈال دے اور جہاں کی بیڑیاں پہنا دے تب بھی میرے دل میں تیری محبت کم نہ ہو گی۔ (مفتاح العاشقین)

والذین اٰمنوا اشد حبا للہ پر حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا واقعہ مع حالات

۸۶ آپ کی پیدائش غالباً دوسری صدی ہجری کے ابتداء میں ہوئی ہے گویا کہ یہ اس زمانے کے بزرگ ہیں جب کہ ابھی حضور اکرم ﷺ کو اس دنیا سے گئے ہوئے سو سال ہوئے تھے' صحاح ستہ کے نام سے حدیث شریف کی جو چھ کتابیں' بخاری شریف سے لے کر ابن ماجہ تک ہیں' یہ ان سب سے متقدم اور ان سب کے بزرگ ہیں امام ابو حنیفہؒ کے ہم عصر بھی ہیں اور ان کے شاگرد بھی ہیں اور یہ اس زمانے کے بزرگ ہیں جب عالم اسلام ان بڑی بڑی علمی شخصیتوں سے جگ مگا رہا تھا اس زمانے کے جس خطے کو دیکھئے اس میں بے نظیر شخصیتیں موجود تھیں اور یہ عبداللہ بن مبارکؒ خراسان کے شہر مرد میں پیدا ہوئے' اور پھر جا کر عراق کے شہر بغداد میں آباد ہوئے' اور وہیں قیام کیا۔

آپ کی اصلاح کے عجیب وغریب واقعات

ان کا ایک بہت بڑا سیب کا باغ تھا اور جس طرح امیر کبیر لوگوں میں آزادی ہوتی ہے' اسی طرح یہ بھی آزاد منش تھے' نہ علم سے کوئی تعلق' نہ دین سے کوئی تعلق' پینے پلانے والے اور گانے بجانے والے تھے۔

عبداللہ بن مبارک کے تائب ہونے کا پہلا واقعہ

ایک مرتبہ جب سیب کا موسم آیا تو یہ اپنے اہل وعیال سمیت اپنے باغ ہی میں منتقل ہو گئے' تا کہ وہاں سیب بھی کھائیں گے اور شہر سے باہر ایک تفریح کی فضا ہو گی۔ چنانچہ وہاں جا کر مقیم ہو گئے دوست واحباب کا حلقہ بھی بڑا وسیع تھا اس لئے وہاں

پر دوستوں کو بھی بلالیا، رات کو باغ کے اندر گانے بجانے کی محفل جمی، اور اس محفل میں پینے پلانے کا دور بھی چلا۔ یہ خود موسیقی کا آلہ رباط کے بجانے کے بہت ماہر تھے اور اعلیٰ درجے کے موسیقار تھے۔ اب ایک طرف پینے پلانے کا دور اور اس کا نشہ اور دوسری طرف موسیقی کی تانے اسی نشے کے عالم میں ان کو نیند آگئی اور وہ ساز اسی حالت میں گود میں پڑا ہوا تھا۔

جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ وہ ساز گود میں رکھا ہوا ہے اب اٹھ کر اس کو دوبارہ بجانا شروع کیا تو وہ ساز اب بجتا ہی نہیں اس میں سے آواز ہی نہیں آرہی تھی چونکہ خود اس کی مرمت کرنے اور درست کرنے کے ماہر بھی تھے، اس لئے اس کے تار درست کرکے مرمت کی پھر بجانے کی کوشش کی مگر وہ پھر نہیں بجا، دوبارہ اس کے تار درست کئے اور بجانے کی کوشش کی تو اب بجائے اس میں سے موسیقی کی آواز نکلنے کے قرآن کریم کی ایک آیت کی آواز آرہی تھی وہ یہ کہ:

﴿اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ﴾ (سورۃ الحدید: ۱۶)

قرآن کریم بھی عجیب عجیب انداز سے خطاب فرماتا ہے، اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ کیا اب بھی ایمان والوں کے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کا دل اللہ کے ذکر کے لئے پسیجے، اور اللہ نے جو حق بات اس قرآن کے اندر اتاری ہے اس کے لئے ان کے دلوں میں گداز پیدا ہو، کیا اب بھی اس کا وقت نہیں آیا؟

ایک روایت میں یہ ہے کہ یہ آواز اسی ساز میں سے آرہی تھی، اور ایک روایت میں ہے کہ جس جگہ وہ بیٹھے ہوئے تھے اس کے قریب ایک درخت پر ایک پرندہ بیٹھا ہوا تھا اس پرندہ کے منہ سے یہ آواز آرہی تھی بہر حال، اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک غیبی لطیفہ تھا اللہ تعالیٰ کو نوازنا منظور تھا، بس، جس وقت یہ آواز سنی اسی وقت دل پر چوٹ لگی، اور خیال کیا کہ اب تک میں نے اپنی عمر کس کام کے اندر گنوائی ہے۔ فوراً جواب میں فرمایا:

بلیٰ یا رب قد آن - بلیٰ یا رب قد آن

اے پروردگار، اب وہ وقت آگیا۔

اب میں اپنے ان سارے دھندوں اور مشغلوں کو چھوڑتا ہوں' اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہوں، چنانچہ یہ سارے دھندے چھوڑ کر ہمہ تن دین کی طرف متوجہ ہو گئے۔ (اصلاحی خطبات)

عبداللہ بن مبارک کے تائب ہونے کا دوسرا واقعہ

اپنے ایام جوانی میں ایک زن جمیلہ پر فریفتہ ہو گئے۔ ایک شب اس عورت کے مکان کے نیچے سے گزر رہے تھے دریچہ کھلا ہوا دیکھ کر وہیں کھڑے ہو گئے اس عورت نے آپ کو دیکھ کر باتیں کرنا شروع کر دیں، سلسلہ کلام اتنا دراز ہوا کہ صبح ہو گئی۔ مؤذن نے فجر کی اذان دی حضرت عبداللہ بن مبارک اذان کی آواز سن کر یہ سمجھے کہ عشاء کی اذان ہے اسی وقت ہاتف غیبی نے آواز دی کہ:

اے عبداللہ صبح ہوئی کاش تو اللہ کیلئے بھی کسی رات جاگا ہوتا

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ یہ آواز سن کر چونکے اور اس عشق بازی سے توبہ کی اور ہمہ تن یاد حق میں مشغول ہو گئے اور ان کا عشق مجازی عشق حقیقی سے بدل گیا اور تھوڑے ہی عرصے میں اعلیٰ مقامات کو پہنچے اور عاشقان الٰہی میں سے ہو گئے۔ (فوائد الفوائد)

آپ کے تائب ہونے کا تیسرا واقعہ

ابتدائی زمانے میں آپ کے پاس ایک ایسا غلام تھا جس سے آپ نے یہ شرط کر رکھی تھی کہ اگر تم محنت مزدوری کر کے اتنی رقم مجھے دے دو تو میں تم کو آزاد کر دوں گا' ایک دن کسی نے آپ سے کہہ دیا کہ آپ کا غلام تو ہر رات کفن چرا کر فروخت کرنے کے بعد آپ کی رقم ادا کرتا ہے' یہ سن کر آپ کو بے حد ملال ہوا اور رات کو چھپ کر اسکے پیچھے پیچھے قبرستان میں پہنچ گئے قبرستان میں جا کر غلام نے ایک قبر کھولی اور نماز میں مشغول ہو گیا اور جب آپ نے قریب جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ ٹاٹ کے کپڑے پہنے اپنے گلے میں طوق پہنے ہوئے گریہ وزاری کر رہا ہے یہ دیکھ کر آپ رو پڑے اور پوری رات آپ نے باہر اور غلام نے قبر میں عبادت کرنے میں گزر دی۔

پھر صبح کو غلام نے قبر کو بند کیا اور فجر کی نماز مسجد میں جا کر ادا کی' اور یہ دعا کر رہا تھا کہ:

اے اللہ اب رات گزر چکی ہے اب میرا مالک مجھ سے رقم طلب کرے گا لہذا اپنے کرم سے تو ہی کچھ انتظام فرمادے۔

اس دعا کے بعد ایک نور نمودار ہوا اور اس نے درہم کی شکل اختیار کرلی۔

چنانچہ آپ یہ واقعہ دیکھ کر غلام کے قدموں میں گر پڑے اور فرمایا کہ کاش تو آقا اور میں غلام ہوتا یہ جملہ سن کر غلام نے پھر دعا کی کہا اے اللہ اب میرا راز فاش ہو گیا اس لئے مجھے دنیا سے اٹھالے اور آپ ہی کی آغوش میں دم توڑ دیا، پھر آپ نے غسل دیکر ٹاٹ ہی کے لباس میں دفن کر دیا۔ (تذکرۃ الاولیاء و جوامع الکلم)

آپ کے تائب ہونے سے متعلق یہ تین واقعات ملتے ہیں اللہ تعالیٰ گناہ گاروں کو اپنا عاشق اور محبوب بنانے کے لئے ایسے حالات لاتے ہیں کہ وہ اللہ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے جسکے بارے میں اللہ تعالیٰ خود کلام مجید میں فرماتے ہیں:

﴿اللہ یجتبی الیہ من یشاء﴾

جس کو اللہ تعالیٰ اپنا عاشق اور محبوب بنانا چاہتے ہیں اسے اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں۔

ایسے ہی عبداللہ بن مبارکؒ کے ساتھ ہوا۔

خلاصہ: یہ ہے کہ کہاں تو آپ کا یہ عالم تھا کہ رات کے وقت بھی ساز و رباب کی محفلیں جمی ہوئی تھیں پینے پلانے کا مشغلہ ہو رہا ہے اور کہاں یہ انقلاب آیا کہ آپ کے مکان کا صرف صحن پچاس گز لمبا پچاس گز چوڑا تھا وہ پورا صحن اہل حاجت سے بھرا رہتا تھا کوئی مسئلہ پوچھنے آرہا ہے تو کوئی علم حاصل کرنے کے لئے آرہا ہے کوئی اپنی ذاتی ضرورت کے لئے آرہا ہے پھر بعد میں جب بغداد میں جاکر آباد ہوئے تو وہاں پر اپنے لئے ایک چھوٹا سا گھر خرید لیا۔ (تاریخ بغداد ص ۱۵۴ ج ۱۰)

ایک عاشق کے محبت بھرے اشعار

۸۷ امام غزالیؒ نے کسی کو درج ذیل اشعار پڑھتے ہوئے سنا تو بیہوش ہو گئے:

لقان لسعت حیتہ الھوی کبدی فلا طبیب لھا ولا راقی

الا الحبیب الذی شغفت فعندہ رقیتی و تریاقی

محبت کے سانپ نے میرے جگر کو کاٹا نہ تو اس کا کوئی طبیب ہے اور نہ جھاڑ

پھونک کرنے والا سوائے اس محبوب کے جس نے میرا دل بھر دیا اس کے پاس میرا اجھاڑ پھونک اور میرا علاج ہے۔
طبیب کو بلایا گیا تو اس نے نبض دیکھ کر کہا کہ اسے محبت کا مرض ہے۔

دنیا میں عشاق کی حالت

عاشق کو محبوب کی یاد سے راحت ملتی ہے محبوب کا نام بار بار لینے سے اس کے دل کو سکون ملتا ہے۔

کتنی تسکین ہے وابستہ ترے نام کے ساتھ
نیند کانٹوں پہ بھی آجاتی ہے آرام کے ساتھ

عاشق یہ تصور بھی نہیں کر سکتا کہ وہ محبوب کی یاد کے بغیر زندگی کے چند لمحے گزارے اسے جاگنے کی حالت میں خیال یار اور سونے کی حالت میں محبوب کے خواب نظر آتے ہیں۔
عشق الہی ایک ایسی شراب ہے کہ جس کے جام پہ جام پی کر بھی نہ تو عاشق سیر ہوتا ہے اور نہ ہی شراب ختم ہوتی ہے اسی لئے ایک اللہ والے نے فرمایا:

واللہ ما طلعت شمس ولا غربت الا وانت فی قلبی ووسواسی
ولا جلست الی قوم احدثهم الا وانت حدیثی بین جلاسی
ولا ذکر تك محزوناً ولا طرباً الا وحبك مقرون با نفاسی
ولا هممت بشرب الماء من عطش الا رایت خیالا منك فی الكاس
فلو قدرت علی الاتیان زرتكم سحبا علی الوجه او مشیاً علی الراس

☆ اللہ کی قسم سورج نکلا اور نہ غروب ہوا
مگر تو میرے دل اور میرے خیالات میں تھا
☆ میں کسی قوم میں گفتگو کے لئے نہ بیٹھا
مگر میری مجلس والوں میں تو ہی میری گفتگو تھا
☆ میں نے تجھے غمی یا خوشی میں یاد نہ کیا

مگر تیری محبت میرے سانسوں میں ملی ہوئی تھی
☆ میں نے پیاس سے پانی پینے کا ارادہ کیا
مگر تیرا خیال پیالے میں دیکھا
☆ اگر میں تیری ملاقات کو آنے کی طاقت رکھتا
تو میں چہرے کے بل گھسٹ کر یا سر کے بل چل کر آتا

عام لوگ تو عبادات میں یہ پہلو بھی سامنے رکھتے ہیں کہ اس عمل کو کرنے پر اتنا اجر اور اس عمل کو کرنے پر اتنا اجر ملے گا گویہ بھی ایک کیفیت ہے مگر عاشق کا حال تو انوکھا ہوتا ہے کہ وہ فقط محبوب کی رضا کے لئے ہر کام کرتا ہے۔ بقول حضرت نثار احمد فتحی ؎

بندگی سے ہمیں تو مطلب ہے ہم ثواب و عذاب کیا جانیں
کس میں کتنا ثواب ملتا ہے عشق والے حساب کیا جانیں

عاشق کے دل میں محبوب کا نام اور عاشق کی آنکھوں میں محبوب کا تصور رہتا ہے پس اس کا دل اور اس کی آنکھیں محبوب کے لئے بے قرار ہوتی ہیں اس لئے ایک اللہ والے نے کیفیت محبت میں فرمایا:

لی حبیب خیاله نصب عینی
واسمه فی ضمائری مکنون
ان تذکر ته فکلی قلوب
وان تأملته فکلی عیون

میرا ایک دوست ہے، جس کا خیال میری آنکھوں کے سامنے رہتا ہے اور اس کا نام میرے دل میں چھپا ہوا ہے اگر اسے یاد کروں تو میرا سارا جسم دل بن جاتا ہے اور اگر میں اسے دیکھوں تو سارا جسم آنکھیں بن جاتا ہے۔

عاشق ایک لحہ بھی محبوب حقیقی سے غافل نہیں ہوتا اس کی نگاہیں در محبوب پر لگی ہوتی ہیں اور وہ منتظر ہوتا ہے کہ نہ معلوم کب محبوب دروازہ کھول دے۔ اسی لئے مشائخ کرام نے فرمایا ہے:

من غمض عینه عن الله تعالیٰ طرفة عین لم یصل الی

مقصودہ

جس نے اللہ تعالیٰ سے ایک لحہ بھی آنکھ ہٹائی وہ اپنے مقصود کو نہیں پہنچ سکتا۔

عاشق کے دل میں محبوب کے سوا کسی دوسرے کے لئے کوئی جگہ نہیں ہوتی اگر وہ اپنی آنکھ سے محبوب حقیقی کو نہیں دیکھ سکتا تو اپنے دل کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔

حبیب لیس بعد له حبیب
وما لسواه فی قلبی نصیب
حبیب غائب عن بصری و شخصی
ولکن عن فؤادی لا یغیب

میرا پیارا محبوب ایسا کہ اس کے سوا کوئی دوسرا محبوب نہیں میرے قلب میں کسی دوسرے کے لئے جگہ نہیں اگرچہ میرا محبوب میری ظاہری نگاہوں سے اوجھل ہے مگر میرے دل کی آنکھوں سے ہرگز غائب نہیں ہو سکتا۔

عاشق صادق کو فقط اپنے محبوب سے ملاقات مطلوب ہوتی ہے اور وہ اسی شوق میں زندگی بسر کرتا ہے اس کا دل غیر کی طرف میلان کرنے سے انکار کر دیتا ہے۔

انت انسی و همتی و سروری
قد ابی القلب ان یحب سواکا
یا عزیزی و همتی و مرادی
طال شوقی متی یکون لقاکا
لیس سؤالی من الجنان نعیم
غیر انی ارید لقاکا

تو میرا پیارا محبوب اور میری خوشی ہے میرا دل تیرے ماسوا کی محبت سے انکاری ہے اے میرے عزیز میرے پیارے اور میرے مقصود میرا شوق لمبا ہو چکا ہے میری ملاقات تجھ سے کب ہو گی میرا سوال جنتوں کی نعمتوں کا نہیں ہے مگر میں تو تیری ملاقات چاہتا ہوں۔

عاشق کے دل کی تمنا ہوتی ہے کہ وہ اپنا سب کچھ محبوب کی خاطر لٹادے وہ محبوب کی در کی گدائی کو اپنے لئے باعث سعادت سمجھتا ہے۔

یاد میں تیری سب کو بھلادوں کوئی نہ مجھ کو یاد رہے
تجھ پر سب گھر بار لٹادوں خانۂ دل آباد رہے
سب خوشیوں کو آگ لگادوں غم سے ترے دل شاد رہے
سب کو نظر سے اپنی گرادوں تجھ سے فقط فریاد رہے
(عشق الٰہی)

کیفیاتِ عشق واقعات کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ کی محبت میں عاشقوں کی کیا کیفیات ہوتی ہیں اس پر سیرت کی کتابوں میں بہت سے واقعات ملتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ محبت مختلف کیفیات کا گہرا سمندر ہے ہر شخص کے من میں اس کے حال اور مقام و مرتبے کے لحاظ سے مختلف کیفیات وارد ہوتی ہیں اور اس بارے میں احقر مؤلف نے چند اہل اللہ کی کیفیات کا تذکرہ کیا ہے۔

حضرت شیبان مجنونؒ کی کیفیت محبت

۱ حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے شیبان مجنونؒ سے ملاقات کی اور کہا میرے واسطے دعا کرو۔ کہا خدا تعالیٰ تم کو اپنے قرب کی موانست نصیب کرے اور ایک چیخ مار کر بیہوش ہو گئے اور دو دن کے بعد افاقہ ہوا جب افاقہ ہوا تو ایک شعر پڑھا۔

ان ذکر الحبیب هیج شوقی
ثم حب الحبیب اذهل عقلی

دوست کے ذکر نے میرا شوق بھڑکایا پھر اس کی محبت نے میری عقل گم کر دی۔

انہیں کے اشعار ہیں:

تری المحبین صرعی فی دیارهم
کفتیة الکهف لا یدرون کم لبثوا

تو عاشقوں کو دیار محبوب میں گرے پڑے دیکھے گا جیسے کہ اصحاب کہف غاروں کے درمیان نہیں جانتے کس قدر ٹھہرے۔

والله لو حلف العشاق انهم
قتلی من الحب یوم البین ما حنثوا

قسم ہے اللہ کی اگر عشاق قسم کھائیں کہ وہ فراق کے دن محبت کے مقتول ہیں تو حانث نہ ہوں گے۔

(کرامات اولیاء ص۱۸۵)

شیخ احمد طوسیؒ کی محبت الٰہی کی کیفیت

۲ سلطان الاولیاء شیخ نظام الدین قدس سرہ فرماتے ہیں کہ شیخ احمد طوسی ایک مرتبہ جاڑے کے موسم میں چلے اپنے مقام سے نکل کر باہر دریا کو گئے اور دریا کے بیچ میں کھڑے ہو کر مناجات کی کہ:

الٰہی جب تک مجھے یہ نہ معلوم ہو جائے کہ میں تیرے نزدیک کون ہوں، کیسا ہوں پانی سے باہر نہیں نکلوں گا۔

اسی وقت ایک آواز آئی:

تم وہ عالی درجہ شخص ہو کہ بروز حشر تمہاری شفاعت سے ہزارہا خطاکار بخش دوں گا اور ان کو بہشت عطا کروں گا۔

شیخ احمد نے پھر مناجات کی کہ الٰہی مجھے اس بات سے صبر نہیں آیا۔ دوبارہ آواز آئی کہ تم وہ شخص ہو کہ تمہاری خاطر ہزارہا اشخاص کو دوزخ سے رہا کر دوں گا۔ شیخ احمد نے پھر مناجات میں کہا کہ:

الٰہی مجھے اس امر سے بھی کوئی خوشی نہیں ہوئی، میں تو یہ جانتا ہوں کہ تو مجھے بتلادے کہ میں تیرے نزدیک کون ہوں؟

آواز آئی:

جس قدر درویش اور عارف ہیں وہ سب میرے عاشق ہیں اور تو میرا معشوق ہے۔

خواجہ احمد یہ سنتے ہی پانی سے باہر نکلے اس کے بعد جو شخص آپ سے ملتا وہ اس طرح سلام کرتا تھا السلام علیکم یا احمد معشوق اور آج تک اسی نام سے مشہور ہیں۔

(فوائد الفوائد، بحوالہ آئینہ سلوک ص۲۰۷)

حضرت شبلیؒ کی کیفیات محبت

۳ حضرت شبلیؒ کے سامنے اگر کوئی اللہ کا نام لیتا تو اپنی جیب میں ہاتھ ڈالتے تھے ان کے ہاتھ میں شیرینی آتی اور یہ شیرینی اس کے منہ میں دے دیتے تھے بہت عجیب

کیفیت تھی جو آدمی بھی ان کے سامنے اللہ کا نام لیتا یہ جیب سے شیرینی نکالتے اور اس کے منہ میں ڈال دیتے کسی نے کہا حضرت یہ کیا معاملہ ہے؟ فرمانے لگے جس منہ سے میرے محبوب کا نام نکلے تو میں اس کو شیرینی سے نہ بھر دوں تو اور کیا کروں؟ اللہ اکبر!

اس کے بعد آپ کا یہ شیوہ ہوا کہ ننگی تلوار ہاتھ میں لئے پھرتے اور کہتے کہ جو میرے سامنے اللہ کا نام لے گا' میں اس کا سر قلم کر دوں گا۔

لوگوں نے ازراہ تعجب دریافت کیا کہ اے شیخ شبلیؒ پہلے جو کوئی آپ کے سامنے اللہ کا نام لیتا تھا تو آپ اس کے منہ میں شکر بھرتے تھے' پھر روپے اور اشرفیاں اللہ کا نام لینے والوں کو مدت تک دیں' اب یہ حالت ہے کہ ننگی تلوار لئے پھرتے ہو اور کہتے ہو کہ جو کوئی اللہ کا نام لے گا میں اس کا سر قلم کر دوں گا اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا لوگو! شروع میں مجھے یہ خیال تھا کہ لوگ اللہ کا نام حقیقت اور معرفت کی راہ سے لیتے ہیں' میں ان کی قدر کرتا تھا اور ان کے منہ شکر سے بھرتا تھا لیکن اب مجھے معلوم ہوا کہ اللہ کا نام محض عادت اور غفلت سے لیتے ہیں اور میں اس بات کو پسند نہیں کرتا ہوں کہ لوگ عادت سے اسکا نام لیں۔

پھر آپ کا قاعدہ یہ ہوا کہ جہاں کہیں آپ اللہ کا نام لکھا ہوا دیکھتے آنکھوں سے لگاتے اور بوسے دیتے اور اس کی بیحد تعظیم کرتے ایک مرتبہ آپ اللہ کا نام لکھا ہوا دیکھ کر اس سے اسی طرح مشغول تھے کہ اتنے میں آسمان سے ندا آئی کہ:

اے شبلی کب تک تو ہمارے نام کا عاشق رہے گا اور کب تک اسم ذات سے محبت کرے گا؟ اب ہم سے عشق اور ہماری ذات سے تعلق پیدا کر۔

یہ سنتے ہی آپ کو ذوق و شوق اور عشق الٰہی اس درجہ پیدا ہوا کہ 'اسی حالت میں آپ جا کر دریائے دجلہ میں کود پڑے جہاں دریا کی لہر کے نام حکم آیا کہ میرے عاشق کی حفاظت کر اور اسے عافیت کے ساتھ کنارے پر پہنچا۔ چنانچہ دریا کی لہر نے آپ کو زندہ سلامت کنارے پر پہنچا دیا پھر آپ اسی شوق و ذوق میں پھرتے ہوئے ایک آگ میں جا گرے وہاں بھی آپ کا بال بیکا نہ ہوا' اور زندہ سلامت باہر نکل آئے۔

غرضیکہ اسی طرح آپ عشق و محبت میں درندوں سے بھرے جنگلوں میں پھرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ وائے ہے اس شخص پر جس کو نہ پانی ڈبو سکا نہ آگ نے

جلایا نہ درندوں نے پھاڑا۔ (بوستان اولیاء)

واللہ میں اللہ کو دوست رکھتی ہوں

۴ حضرت شعرانہؒ محبت الٰہی میں دن رات روتی رہتی تھیں کسی نے پوچھا تو اتنا کیوں روتی ہے تو کہنے لگیں۔ واللہ میں اللہ کو دوست رکھتی ہوں اور اس کی محبت میں روؤں یہاں تک کہ میرے آنسو ختم ہو جائیں۔

پھر خون کے آنسوؤں سے روؤں یہاں تک کہ میرے جسم میں خون کا ایک قطرہ بھی نہ رہے اور اکثر مناجات میں کہتی تھیں الٰہی تو بیشک جانتا ہے کہ تیری محبت کا پیاسا کبھی رسوا نہیں ہوگا۔ (حکایات الصالحین)

زمین و آسمان کے سمندر پی کر بھی تسکین نہیں

۵ حضرت یحییٰ بن معاذ جو اکابر صوفیاء میں سے گزرے ہیں انہوں نے ایک دوسرے بزرگ حضرت شیخ ابو یزیدؒ کو خط لکھا اور انہیں اپنی محبت کی کیفیت بتائی۔ اہل دل آپس میں اس قسم کی کیفیات بیان کرتے رہتے ہیں۔ چونکہ کہنے والے بھی اہل محبت تھے اور جنہیں کہا جا رہا ہے وہ بھی اہل محبت و معرفت میں سے تھے۔

یحییٰ بن معاذؒ نے لکھا کہ میں اللہ کی محبت کے بہت سے پیالے نوش کر چکا ہوں جن کی وجہ سے ہر وقت نشہ میں رہتا ہوں اس کے جواب میں ابو یزیدؒ نے انہیں جواباً تحریر کیا کہ تم تو کئی پیالے پی کر نشے میں ہو اور ادھر بعض عشاق کی یہ حالت ہے کہ وہ محبت میں زمین و آسمان کے سارے سمندر پی چکے ہیں لیکن پھر بھی پیاسے ہیں وہ سیر نہیں ہوئے اور ان کی زبانیں پیاس اور جوش محبت کے طفیل باہر نکلی ہوئی ہیں اور ھل من مزید کی صدائیں آرہی ہیں وہ برابر کہہ رہے ہیں کہ ساقیا! اپنی نگاہوں اور قربتوں کے جام کچھ اور پلا دے۔ (رسالہ قشیریہ ص ۵۷)

محبت الٰہی میں ایک ولی اللہ کی کیفیت

۶ تیری یاد میں میں ہر روز ایسا مدہوش ہوں کہ اگر سینکڑوں تلواریں بھی مجھ پر پڑیں تو میں نہ چلاؤں گا۔

جو آہ کہ صبح کے وقت تیری یاد میں میں کھینچتا ہوں اگر اس کے بدلے میں دونوں جہاں بھی مجھ کو دے دیئے جائیں تو میں نہ بیچوں۔ (اسرار اولیاء)

یحییٰ بن معاذ کی محبت بھری مناجات

۷ حافظ ابن حجرؒ نے منبہات میں لکھا ہے کہ یحییٰ بن معاذ رازیؒ اپنی مناجات میں کہا کرتے تھے:

الٰہی لا یطیب اللیل الا بمناجاتك ولا یطیب النهار الا بطاعتك ولا تطیب الدنیا الا بذكرك ولا تطیب الاخرة الا بعفوك. لا تطیب الجنة الا برؤیتك۔

یا اللہ رات اچھی نہیں لگتی مگر تجھ سے راز و نیاز کے ساتھ اور دن اچھا معلوم نہیں ہوتا مگر تیری عبادت کے ساتھ اور دنیا اچھی نہیں معلوم ہوتی مگر تیرے ذکر کے ساتھ اور آخرت بھلی نہیں مگر تیری معافی کے ساتھ اور جنت میں لطف نہیں مگر تیرے دیدار کے ساتھ۔ (منبہات ابن حجر)

ایک اللہ والے کی کیفیت محبت

۸ ایک اللہ والے نے ایک دن کیفیت محبت میں فرمایا تمام عالم سے کہہ دو کہ ہم نے ایک ذات سے علاقہ جوڑلیا ہے جو اس سے ملے وہ ہمارا دوست ہے اور جو اس سے الگ ہے وہ ہم سے الگ ہے صرف اس کی رضا کا طالب ہونا چاہئے چاہے تمام عالم ناراض ہو جائے۔ (تواصی بالحق نمبر ا ص ۲۹)

رابعہ بصریہؒ کی محبت الٰہی کی کیفیت

۹
حبیب لیس یعدله حبیب
وما لسواه فی قلبی نصیب
حبیب غاب عن بصری و شخصی
ولکن عن فؤادی ما یغیب

وہ ایسا حبیب ہے کہ اس کے برابر کوئی حبیب نہیں اور اس کی محبت کے سوا کسی کی میرے قلب میں جگہ نہیں ہے وہ حبیب میری آنکھوں اور نظروں سے غائب ہے لیکن میرے دل سے کبھی غائب نہیں ہوتا۔

ایک اللہ والے کی کیفیت محبت:

۱۰ یعنی اے اللہ! میں تیرا بندہ ہوں اور تو ہی میرا مقصود ہے اس لئے میں چاہتا

ہوں کہ تیرے ہی لئے زندہ ہوں اور تیرے ہی لئے مروں۔

حضرت خواص کی کیفیت

[۱۱] حضرت خواصؒ اللہ کی محبت میں چھاتی پر ہاتھ مار کر کہتے کہ ہائے شوق اس کا جو مجھے دیکھتا ہے اور میں اس کو نہیں دیکھتا۔

ایک اللہ والے کی کیفیت محبت

[۱۲] اے درویش! ایک مرتبہ لاہور میں ایک ذاکر درویش سے میری ملاقات ہوئی وہ ذکر فکر کرنے والے بڑے پایہ کے بزرگ تھے، کئی روز میں ان کی خدمت اقدس میں حاضر رہا۔ ہر مرتبہ فرض نماز کے بعد وہ ذکر میں مشغول ہو جاتے اور اتنا ذکر کرتے کہ پیشانی عرق عرق ہو جاتی اور سینکڑوں بار وہ زمین پر گرتے اور پھر اٹھتے۔ ذکر سے فارغ ہونے کے بعد وہ فرماتے کہ کتاب محبت میں آیا ہے کہ جب میرا ذکر مؤمن پر غالب آتا ہے اور وہ غایت خشوع اور خضوع کے ساتھ میرے ذکر میں مستغرق ہو جاتا ہے تو میں اس پر عاشق ہو جاتا ہوں اور عشق کے معنی محبت کے ہیں پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی اس سعادت سے اپنے کو محروم کرے اور تمام وقت ذکر حق میں مشغول نہ رہے۔ (ملفوظات بابا فرید ص ۱۴۷)

ایک اللہ والے کی کیفیت محبت

[۱۳] ایک اللہ والے ایک دن کیفیت محبت میں فرمانے لگے کہ:

الٰہی کن لی فان لم تکن لی فمن لی اریدك فاهدنی ورضیت بك من الدارین فلا تقطع املی یا سیدی و مولائی۔

الٰہی! تو میرا ہو جا اگر تو میرا نہ ہوا تو میرا کون ہے؟ میں تجھے چاہتا ہوں اور مجھے اپنا راستہ دکھا میں دونوں جہانوں میں تجھے لے کر راضی ہوں پس اے میرے آقا! اے میرے مولا! میری آس کو نہ توڑ۔ (مکتوبات قدسیہ)

مولانا رومیؒ کی کیفیت محبت

[۱۴] کشتنے　به　از　ہزاراں　زندگی
سلطنت　ہا　مردہٗ　این　بندگی (معرفت الٰہیہ)

آپ کی محبت میں ایک دفعہ قتل ہونا ہزاروں زندگیوں سے بہتر ہے اور بہت سی سلطنتیں آپ کی اس غلامی پر قربان ہیں ۔

اے دریغا اشک من دریا بدے
تانثار دلبر زیبا شدے

(معرفت الٰہیہ)

حضرت عارف رومی فرماتے ہیں کہ اے کاش میرے آنسو دریا ہو جاتے، یہاں تک کہ وہ بہتے ہوئے محبوب حقیقی کے پاس پہنچ جاتے اور پہنچ کر محبوب پر قربان ہو جاتے۔

ایک نوجوان کی کیفیت محبت

۱۵ جونپور میں ایک طرحی مشاعرہ تھا ایک لڑکے نے ایسی گرہ لگائی کہ اس کو نظر لگ گئی اور چند دن میں انتقال کر گیا۔

مصرعہ طرح یہ تھا:

کوئی نہیں جو یار کی لادے خبر مجھے

اس پر اس لڑکے نے یہ مصرعہ لگایا ۔

اے سیل اشک تو ہی بہادے ادھر مجھے

(معرفت الٰہیہ)

ایک اللہ والے کی کیفیت محبت

۱۶ ایک اللہ والے نے ایک دن غلبہ محبت میں فرمایا کہ: تو میرا، میں تیرا، تو پیارا، میں دلارا، میں عاشق ہوں تو معشوق، تو مجھ کو یاد کرتا ہے میں نے تجھ سے لو لگائی ہے تو مجھ کو اپنی ذات میں یاد کرتا ہے تو میں تجھ پر جان دیتا اور مرتا ہوں کیونکہ میں اپنے جذبات کو تیری طرف بے حد رجوع دیکھتا ہوں اس لئے میرا سب سے زیادہ ضروری فرض یہ ہے کہ تیری محبت میں اشکبار اور تیری فکر میں بے قرار رہوں یہ میں جانتا ہوں کہ تو مجھ سے بے حد محبت رکھتا اور مجھے محبت سے دیکھتا ہے۔

حضرت سری سقطیؒ کی کیفیت محبت

۱۷ حضرت سری سقطیؒ نے ایک مرتبہ مقام غلبہ کی حالت میں فرمایا اے اللہ آپ

کی محبت میں میرا پوست ہڈیوں پر لگادیا اور بدن کو دبلا کر دیا پھر بے ہوش ہو گئے۔

ایک چرواہے کی کیفیت محبت

۱۸ مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ بکریوں کا ایک چرواہا تھا وہ بکریاں چراتے چراتے اللہ سے باتیں کر رہا ہے کہ:

اے خدا تو اگر مجھے مل جاتا تو میں تیری خوب خدمت کرتا اس پہاڑ پر جہاں میں بکریاں چرا رہا ہوں اگر آپ تشریف لاتے تو جہاں آپ بیٹھتے وہاں جھاڑو لگاتا اور خوب آپ کے ہاتھ پیر دباتا اور آپ کو اپنی بکریوں کا دودھ پلاتا اور دودھ آٹے میں ملا کر روغنی روٹی کھلاتا اور آپ نے بالوں میں چونکہ بہت دنوں سے کنگھی نہ کی ہوگی نظام کائنات چلانے کی مصروفیت کی وجہ سے تو میں آپ کے بالوں میں جوئیں بھی ڈھونڈھ لیتا اور آپ کی گدڑی بھی سی دیتا۔

اے اللہ میری ساری بکریاں آپ پر قربان ہو جائیں اور بکریوں کو چراتے ہوئے جو میں ہیو ہیو کر رہا ہوں یہ بکریوں کے لئے نہیں ہے حقیقت میں آپ کی محبت میں اور آپ کی جدائی کے غم میں میری ہائے ہائے ہے۔

ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اس طرف سے گزر ہوا اور چرواہے کی یہ گفتگو سنی تو اس کو ایک ڈانٹ لگائی کہ اے ظالم تو یہ کیا کہہ رہا ہے ایسی باتوں سے تو کافر ہو گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے، اس کے سر میں جوئیں کہاں پڑتی ہیں جب سر ہی نہیں ہے تو جوئیں کہاں سے آئیں گی؟ اور ان کے ہاتھ پیر کہاں ہیں جو تو دبائے گا؟ اور ان کا پیٹ نہیں ہے جو تو روغنی روٹی کھلائے گا، کیا خدا خدمت کا محتاج ہے جو تو خدمت کرے گا؟ اللہ تعالیٰ کو کھانے پینے کی بھی احتیاج نہیں ہے، ان باتوں سے توبہ کر۔ حضرت موسیٰ علیہ لسلام نے ارشادات کو سن کر وہ چرواہا ڈر کے مارے گریبان پھاڑ کر روتا ہوا جنگل کی طرف بھاگ گیا کہ آہ میں تو محبت کر رہا تھا لیکن میری نادانی سے محبت کے خلاف معاملہ ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ تم نے میرے بندے کو مجھ سے کیوں جدا کر دیا۔

تو برائے وصل کردن آمدی نے برائے فصل کردن آمدی

تو ملانے کے لئے آیا ہے۔ نہ کہ تو جدا کرنے کے لئے آیا ہے
اے موسیٰ علیہ السلام میرے اس دیوانہ کو تلاش کر کے لاؤ میری بارگاہ اس کے دیوانہ پن کو اور اس کی بھولی بھولی باتوں کو دوبارہ سننا چاہتی ہے۔
(تجلیات جذب ص ۲۷ تا ۲۸ و معارف مثنوی و مواعظ ابراھیمی و مواعظ اشرفیہ)

آپ ﷺ کی کیفیت محبت

۱۹ اور بعض لوگ ایسے ہیں جو ایک لمحہ کے لئے بھی حجاب میں نہیں ہوتے بلکہ ہمیشہ جمال دوست میں مستغرق رہتے ہیں مقصد یہ ہے کہ اے فرزند! کام کرو اور درد محبت میں بے قرار رہو کیونکہ بزرگوں نے کہا ہے کہ "ایں کار درد واندوہ است" (یہ کام درد و غم ہے)۔

کان رسول اللہ ﷺ متواصل الحزن و دائم الفکر
رسول اللہ ﷺ ہمیشہ غم اور فکر میں رہتے تھے۔
آپ ﷺ ہمیشہ دوست کے شوق اور فراق میں جلتے رہتے تھے اور یہی آپ کا سکون قلب تھا آپ ﷺ دوست کے سوا کسی چیز کے ساتھ چین نہیں پاتے تھے۔
(مکتوبات قدوسیہ)

ایک اللہ والے نے کیفیت محبت میں فرمایا کہ

۲۰
اموت اذا ذکر تلك ثم احیا
ولو لا ماء وصلك ماحییت
فاحیا باطنی واموات شوقا
فکم احیاء علیك وکم اموات
شربت الحب کاساً بعد کاس
فما نفد الشراب ولا رویت

جب میں تجھے یاد کرتا ہوں مر جاتا ہوں پھر زندہ ہوتا ہوں اگر تیرے وصل کا پانی نہ ہوتا میں زندہ نہ ہوتا میں امیدوں سے زندہ ہوتا ہوں اور شوق میں مر جاتا ہوں میں کتنی مرتبہ تجھ پر زندہ ہوتا ہوں اور کتنی مرتبہ مرتا ہوں۔
شراب محبت کے پیالے پر پیالے میں نے پئے، پس نہ شراب ختم ہوتی ہے اور

نہ میں سیر ہوتا ہوں۔

عاشقوں کے آنسو

﴿آنسوؤں کی فضیلت احادیث کی روشنی میں﴾

اللہ تعالیٰ کی محبت میں رونا اور آہیں بھرنا یہ عمل اللہ کو بہت زیادہ پسند ہے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے ذریعے کثرت سے رونے کی ترغیب دی ذیل میں چند احادیث لکھی جاتی ہیں۔

(۱) حضرت ابوہریرہؓ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

لا یلج النار رجل بکی من خشیة اللہ حتی یعود اللبن فی الضرع (نسائی، ترمذی، وقال صحیح)

جہنم میں وہ آدمی داخل نہیں ہوگا جو خوف خدا سے روئے یہاں تک کہ دودھ تھن میں لوٹ جائے۔

یعنی جسطرح دودھ کا تھن میں واپس جانا ناممکن ہے اسی طرح خوف خدا سے رونے والے کا دوزخ میں داخل ہونا بھی ناممکن ہے۔

(۲) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

عینان لا تمسهما النار عین بکت فی جوف اللیل من خشیته اللہ و عین باتت تحرس فی سبیل اللہ عزوجل (ترمذی، وقال حسن)

دو آنکھیں ایسی ہیں کہ انکو جہنم کی آگ نہیں چھوئیگی ایک وہ آنکھ جو آدھی رات کو خوف خدا سے روئی دوسری وہ جو فی سبیل اللہ پہرہ دیتے ہوئے جاگتی رہی۔

چار قسم کی آنکھوں پر دوزخ حرام ہے

(۳) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

حرمت النار علی عین سهرت بکتاب اللہ و حرمت النار

علی عین دمعت من خشیته اللہ و حرمت النار علی عین غضت عن محارم اللہ او فقئت فی سبیل اللہ
(الجوزجانی)

اس آنکھ پر جہنم حرام ہے جس نے کتاب اللہ کے ساتھ جاگ کر گزاری (یعنی تلاوت وغیرہ کرتا رہا) اس آنکھ پر آگ حرام ہے جو خوف خدا سے بہہ پڑی اس آنکھ پر جہنم حرام ہے جو اللہ کی حرام کردہ اشیاء کو دیکھنے سے بند رہی یا اللہ کی راہ میں پھوڑ دی گئی۔

۴ حضرت ابن مسعودؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

مامن عبد مؤمن یخرج من عینیه دموع ولو کان مثل رأس الذباب من خشیة اللہ ثم تصیب شیئا من حروجهه الا حرمه اللہ علی النار
(ابن ماجہ و مشکوٰۃ)

جس مؤمن بندے کی آنکھوں سے خوف خدا سے آنسو بہہ پڑیں، چاہے وہ مکھی کے سر کے برابر بھی ہوں پھر وہ رخسار تک جا پہنچیں تو اللہ تعالیٰ اسے دوزخ پر حرام کر دیتے ہیں۔

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ من عینیه او من احدهما یعنی دونوں آنکھوں سے آنسو نکلیں یا ایک آنکھ سے
(مرقاۃ ج۱۰ص۹۲)

دموع: ای دمعات اقلها الثلاث آنسوؤں سے مراد کم از کم تین قطرے ہیں کیونکہ دموع جمع ہے اور عربی میں جمع کیلئے کم از کم تین عدد ضروری ہیں۔
(بحوالہ کشکول معرفت)

سید الانبیاء ﷺ کی دعا رونے والی آنکھوں کے لئے

۵ اللّٰهم ارزقنی عینین هطا لتین تشفیان القلب بذروف الدموع من خشیتك قبل ان تکون الدموع دماً والا ضراس جمراً۔
(الجامع الصغیر ج۱ص۵۹)

حضرت عبداللہؓ کی روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ مجھ کو ایسی دو آنکھیں عطا فرما جو آپ کے خوف سے خوب رونے

والی ہوں اور خشیت الٰہیہ کے آنسوؤں سے قلب کو شفاء دینے والی ہوں اس سے پہلے کہ آنسو (جہنم کے عذاب سے) خون ہو جائیں اور ڈاڑھیں انگارے ہو جاویں۔ (کشکول معرفت)

۶ حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں کس طرح جہنم سے بچ سکتا ہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

بدموع عينيك فان عينا بكت من خشيته الله لا تمسها النار ابدا (ابن ابی الدنیا ضعف)

اپنے آنکھوں کے آنسوؤں سے کیونکہ جو آنکھ اللہ کے خوف سے رو پڑی اس کو جہنم کی آگ کبھی نہیں چھوئے گی۔ (جہنم کے مناظر ص ۷۰)

اللہ کے نزدیک دو محبوب قطرے

۷ حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ کے نزدیک دو قطروں سے زیادہ کوئی قطرہ پسند نہیں، ایک آنسو کا قطرہ جو اللہ کے خوف سے نکلا ہو دوسرا خون کا وہ قطرہ جو اللہ کے راستہ میں گرا ہو۔ (الترغیب والترہیب ج ۲ کتاب الجہاد و تنبیہ الغافلین و حیاۃ الصحابہ)

۸ تفسیر روح المعانی ص ۳۰ سورۃ قدر میں یہ حدیث منقول ہے:

لا نين المذنبين احب الي من زجل المسبحين

یعنی گناہ گاروں کا گریہ ندامت تسبیح پڑھنے والوں کی آوازوں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔

بے حساب مغفرت کی تدبیر

۹ حضرت عائشہؓ نے ایک مرتبہ سوال کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کی امت میں کوئی ایسا بھی ہے جو بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! جو اپنے گناہوں کو یاد کر کے روتا ہے۔ (حکایات صحابہؓ)

ایک آنسو کا مقام

۱۰ رسول اللہ ﷺ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ما اغر ورقت عينا عبد بمائها من خشية الله الا حرم الله

جسدها على النار فان فاضت على خده لم يرهق وجهه قتر ولا ذلة ولو ان عبد ابكى فى امته من الامم لانجى الله عزوجل ببكاء ذلك العبد تلك الامة من النار وما من عمل الا وله وزن او ثواب الا الدمعة فانها تطفئ بحورا من النار (ابن ابی دنیا)

جس بندے کی آنکھیں خوف خدا کے آنسو سے بھر جائیں اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو جہنم پر حرام کر دیتے ہیں، پھر اگر وہ اس کے رخسار پر بھی بہہ پڑے تو اس کے چہرہ کو نہ کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ ذلت، اور اگر کوئی بندہ جماعتوں میں سے کسی جماعت میں رو پڑے تو اللہ عزوجل اس بندے کے رونے کی خاطر اس جماعت کو جہنم سے نجات دیدیں گے ہر عمل کا وزن اور ثواب ہے لیکن آنسو کے ثواب کا کوئی حد و حساب نہیں یہ تو جہنم کے دریاؤں کو بجھا کے رکھ دیتا ہے۔ (جہنم کے خوفناک مناظر ص ۷۹)

گناہ گار کے آنسو

۱۱ حدیث میں آتا ہے کہ دوزخ کی آگ بے گناہ کے لئے ایسی ہے جیسے پانی مچھلی کے لئے دنیا کی آگ پانی سے بجھتی ہے اور دوزخ کی آگ مؤمن کے نور اور گناہ گار کے آنسو سے بجھتی ہے۔

۱۲ حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن بعض مؤمن دوزخیوں کو دوزخ میں جاکر دیکھنے کی خواہش کریں گے انہیں اجازت ہوگی جب وہ وہاں جاکر دوزخیوں کا حال دیکھنے میں مشغول ہوں گے تو دوزخ کا ہر ذرہ فریاد کرے گا اے مؤمن تیرے نور ایمان سے ہمارے شعلے سرد ہو گئے۔

۱۳ حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن فرشتوں کو حکم ہوگا کہ دوزخ کو اپنے مقام سے باہر لاؤ پس ستر ہزار طوق و زنجیر کو ستر ہزار فرشتے کھینچتے ہوئے محشر میں لائیں گے وہ ایک بہت ہیبت ناک چیخ مارے گی جس کی وحشت سے تمام عالم زانو کے بل گر پڑیں گے اور نفسی نفسی پکاریں گے مگر ایسی مصیبت کے وقت بھی حضرت شفیع المذنبین ﷺ امتی امتی فرمائیں گے ہر شخص اپنی ذات کی نجات چاہے گا اور اللھم

اعتق نفسی من النار یعنی اے اللہ مجھ کو آگ سے بچا کہنے کے بجائے شدت خوف کی وجہ سے اول آخر کے دو کلمے بھول جائیں گے اور نفسی نفسی پکاریں گے پس شعلہ آتشیں دوزخ سے نکل کر عرصات حشر میں پھیلیں گے اور جن وانس کو اپنی طرف کھینچیں گے۔

اس وقت سب لوگ حضرت سرور دوعالم ﷺ کے اسم گرامی لے لے کر پکاریں گے اور فریاد کریں گے یا احمد یا محمد، آپ ﷺ یہ حال ملاحظہ فرما کر گناہ گاروں کی شفاعت کریں گے اور مناجات کے لئے ہاتھ اٹھائیں گے، اس وقت حضرت جبرائیلؑ حاضر خدمت ہو کر ایک مشک پانی سے بھری ہوئی آپ کو دے کر عرض کریں گے کہ آپ ﷺ اس میں سے چند قطرے دوزخ کی طرف ڈال دیں اور عجائبات ملاحظہ فرمائیں۔ چنانچہ آپ ﷺ اس میں سے تھوڑا سا پانی دوزخ کی طرف پھینکیں گے فوراً دوزخ کی آگ بقدر پانچ سو برس کی راہ کے بھاگ جائے گی۔ آپ ﷺ دریافت فرمائیں گے الٰہی یہ کیسا پانی ہے حکم ہو گا یہ ہمارے گناہ گار بندوں کے آنسو ہیں جو دنیا میں ہمارے خوف سے بہے۔ (انیس الواعظین)

(۱۴) عن شداد بن عوس قال قال رسول الله ﷺ حرمت النار علی ثلثة اعین عین بکت من خشیة الله و عین سهرت فی سبیل الله وعین غمضت عن محارم الله۔

یعنی تین آنکھوں پر دوزخ کی آگ حرام ہے ایک آنکھ جو آرام کی نیند کو ترک کر کے ہمیشہ عبادت خداوندی میں جاگتی رہے دوسری وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے ہمیشہ جاگتی رہے تیسری وہ آنکھ جو حرام چیزوں کی طرف نظر کرنے سے بچتی رہے۔ (وعظ بے نظیر باب تقویٰ)

(۱۵) من بکیٰ من خشیة الله حرم الله علیه النار

یعنی جو شخص اللہ پاک کے خوف سے روئے گا اللہ پاک دوزخ کی آگ اس پر حرام کر دے گا۔

(۱۶) قال النبی ﷺ دمعة العاصی تطفی غضب الرب

فرمایا نبی کریم ﷺ کہ گناہ گار کے آنسو اللہ پاک کے غضب کو بجھا دیتے ہیں۔

﴿۱۷﴾ قال النبی ﷺ من تذکر خطایا ہ فبکی عیناہ رضی منہ الالہ

یعنی جس نے اپنے گناہوں کو یاد کیا اور دونوں آنکھیں اس کی روئیں تو خداوند کریم اس سے راضی ہو گیا۔

﴿۱۸﴾ عن ابن عباس وابی ہریرۃ رضی اللہ عنہما قال قال النبی ﷺ من ذرفت عیناء من خشیۃ اللہ تعالیٰ کان لہ بکل قطرۃ من رموعہ مثل جبل احد فی میزانہ ولہ بکل قطرۃ عین فی الجنتہ علی حافتیہا فی المدائن والقصور مالا عین رات ولا اذن سمعت ولا خطر علیٰ قلب بشر

یعنی جس کی دونوں آنکھیں اللہ کے خوف سے قطرے بہانے والی ہوئیں، پس ہر قطرہ میزان میں احد کے پہاڑ کی مانند ہوگا اور ہر قطرہ کے بدلے جنت میں ایک چشمہ ملے گا جس کے دونوں کناروں پر ایسے خوبصورت پہاڑ وسیع شہر اور مکان ہوں گے کہ جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی آدمی کے دل میں ان کا خیال گزرا ہوگا۔

﴿۱۹﴾ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سات شخص ہیں جن کو خداتعالیٰ اس روز سایہ میں رکھے گا جس روز سوا اُس کے سایہ کے اور کوئی سایہ نہ ہوگا اور ان میں سے ایک شخص کو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ ہوگا جو خداتعالیٰ کو تنہائی میں یاد کرکے روئے۔　(احیاءالعلوم)

اشک بار آنکھیں اور اقوال صوفیاء

ملفوظ نمبر: ﴿۱﴾

رونے والے کے گناہوں کو محافظ فرشتے بھول جاتے ہیں

حضرت یزید رقاشیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جو شخص اپنے گناہوں پر روتا ہے تو اس کے (پاس رہنے والے اُس کی حفاظت کرنے والے اُس کے اعمال لکھنے والے) فرشتے اس کے گناہ کو بھول جاتے ہیں۔

ملفوظ نمبر:(۲) حضرت زلان فرماتے ہیں ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جو جہنم کے خوف سے رویا اللہ اس کو جہنم سے پناہ دیتے ہیں اور جو جنت کے شوق سے رویا اس کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کریں گے۔

ملفوظ نمبر:(۳) حضرت عبدالواحد بن زید فرماتے تھے اے بھائیو! تم شوق خدا سے کیوں نہیں روتے؟ کیا تمہیں معلوم نہیں جو اپنے سردار کے شوق میں روئے اسے وہ اپنے دیدار سے محروم نہیں کرتا اے بھائیو! تم خوف جہنم سے کیوں نہیں روتے؟ کیا تمہیں معلوم نہیں جو خوف جہنم سے رویا اسے اللہ تعالیٰ جہنم سے پناہ دیں گے۔

ملفوظ نمبر:(۴) حضرت فرقد سنجیؒ کہتے ہیں کہ میں نے کسی کتاب میں پڑھا ہے جنت کے شوق میں رونے والے کیلئے اپنے رب کے سامنے خود جنت شفاعت کرتی ہے اور کہتی ہے کہ جیسے یہ میرے لئے رویا ہے اسے اسی طرح جنت میں داخل بھی فرمادے اور جہنم بھی اس کے لئے اپنے رب سے پناہ مانگتی ہے اور کہتی ہے اے رب اسے مجھ سے پناہ میں رکھئے جیسا اس نے مجھ سے پناہ مانگی اور مجھ میں داخلے کے خوف سے رو پڑا۔

(جہنم کے خوفناک مناظر)

ملفوظ نمبر:(۵) رونے کا گناہوں پر اثر بندے کا گناہوں پر رونا

حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ گناہوں کو اس طرح سے جھاڑ دیتا ہے جس طرح سے ہوا خشک پتوں کو (درختوں سے) جھاڑ دیتی ہے۔ (ام الھویٰ)

ملفوظ نمبر:(۶) حضرت کعب احبار کا ارشاد

حضرت کعب احبار کہتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر میں اللہ کے خوف سے روؤں اور آنسو میرے رخسار پر بہنے لگیں یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ پہاڑ کے برابر سونا صدقہ کروں۔

ملفوظ نمبر:(۷) ایک بزرگ فرماتے ہیں

سهرا لعيون لغير وجهك ضايع
وبكا هن لغير فقدك باطل

اے اللہ تیرے غیر کے لئے آنکھوں کا جاگنا وقت کو ضائع کرنا ہے اور تیرے غیر کیلئے رونا آنسوؤں کو باطل کرنا ہے۔

چوں　برآرند　از　پشیمانی　حنیں

عرش　لرزد　ازانین　المذنبیں

جب گناہ گار بندے اللہ تعالیٰ کے خوف سے گریہ وزاری اور آہ و نالہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا عرش غلبہ رحمت سے لرزنے لگتا ہے۔ (کشکول معرفت ص ۴۱۰)

ملفوظ نمبر: (۸) مولانا عارف رومیؒ فرماتے ہیں کہ بڑی مبارک وہ آنکھیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں رونے والی ہیں' اللہ تعالیٰ کی یاد میں جو آنسو گرتے ہیں حق تعالیٰ کے نزدیک ان اسک محبت کی قدر شہیدوں کے خون کے برابر ہے۔

ملفوظ نمبر: (۹) مولانا رومیؒ کا شعر ہے:

ہمچنیں　لرزد　کہ　مادر　برولد

دست　شاں　گیرد　و　بالا　می　کشد

جس طرح کہ ماں کا دل اپنے بچے کے رونے سے غلبہ شفقت و محبت سے کانپنے لگتا ہے اور دوڑ کر بچہ کو گود میں لے لیتی ہے۔

اسی طرح حق تعالیٰ اپنے گناہ گار بندوں کی توبہ واستغفار پر رحم فرما کر نہ صرف یہ کہ ان کی خطائیں معاف فرما دیتے ہیں بلکہ اپنا مقرب اور محبوب بھی بنا لیتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ان اللہ یحب التوابین﴾

اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو محبوب رکھتے ہیں۔

ملفوظ نمبر: (۱۰) حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک میری آنکھ سے آنسو کا نکلنا ہزار دینار کی خیرات دینے سے اچھا ہے۔ (احیاء العلوم)

ملفوظ نمبر: (۱۱) غالباً جگر کا شعر ہے ؎

رونے کا جب مزہ ہے کہ اے چشم خوں نشاں

ہر بوند میں لہو کی تمنا دکھائی دے

ملفوظ نمبر: (۱۲) حضرت رومیؒ فرماتے ہیں:

اے　دریغا　اشک　من　دریا　بدے

تانثار　دلبر　زیبا　شدے

اے کاش میرے آنسو دریا ہوتے کہ محبوب حقیقی پر وہ قربان ہوتے۔
(کشکول معرفت)

ملفوظ نمبر: (۱۴۳) بندے کے پیر و مرشد نے فرمایا کہ حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتویؒ نے فرمایا کہ جس ملک میں بادشاہ کوئی چیز باہر سے منگاتا ہے کسی دوسرے ملک سے در آمد یعنی امپورٹ کرتا ہے تو اس کی زیادہ عزت و قدر کرتا ہے کیونکہ بادشاہ کے ملک میں وہ چیز نہیں ہے۔ تو مولانا قاسم صاحب نانوتویؒ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت شان کی جو بارگاہ ہے وہاں آنسو نہیں ہیں اسلئے وہ ہمارے آنسوؤں کی بہت قدر کرتے ہیں، کیونکہ آنسو تو گناہ گار بندوں کے نکلتے۔ ہیں فرشتے رونا نہیں جانتے، کیونکہ انکے پاس ندامت تو ہے نہیں انکو قرب عبادت حاصل ہے ندامت حاصل نہیں قرب ندامت تو ہم گناہ گاروں کو حاصل ہے۔

اسی لئے مولانا شاہ محمد احمد صاحب فرماتے ہیں ۔

کبھی طاعتوں کا سرور ہے کبھی اعترافِ قصور ہے
ہے ملک کو جس کی نہیں خبر وہ حضور میرا حضور ہے

اللہ والوں کو ندامت کا جو حضور ہے فرشتوں کو یہ نعمت حاصل نہیں کیونکہ ان سے خطائیں نہیں ہوتیں' وہ بے چارے ندامت کیا جانیں۔ ہر وقت سبحان اللہ پڑھ رہے ہیں وہ تو مقدس مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس لئے ایک ایسی مخلوق پیدا کی کہ جس کی ندامت کو دیکھیں یعنی بعض بندے باوجود عزم علی التقویٰ کے کبھی تقاضائے بشری سے مغلوب ہو کر خطا کر بیٹھیں گے تو اس غم سے کہ ہائے ہم نے اپنے اللہ کو ناراض کر دیا' ان کا دل خون ہو جائے گا اور وہ ندامت سے آہ وزاری کر کے معافی مانگ کر ہم کو راضی کریں گے اور ہم اس ندامت کی راہ سے ان کو اپنا قرب عطا فرمائیں گے۔

ملفوظ نمبر: (۱۴۴) مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ جب میں روتا ہوں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں تو اے اللہ میری مناجات میں آپ میرے جگر کا خون بھی تو دیکھئے شہیدوں کے خون کے برابر ان گناہ گاروں کے آنسو وزن ہوں گے ۔

کہ برابر می کند شاہ مجید
اشک را در وزن با خون شہید

اور شہید کے خون کے برابر کیوں وزن کیا جائے گا؟ کہاں یہ پانی اور کہاں شہید کا خون! مولانا رومی فرماتے ہیں کہ ندامت کے یہ آنسو پانی نہیں ہیں یہ جگر کا خون ہے جو خوف خدا سے پانی ہو گیا ہے (مواعظ حسنہ)

ملفوظ نمبر: (۱۵) خلوص و محبت کے دو آنسو

خلوص و محبت کے دو آنسو بھی بڑے قیمتی ہوتے ہیں کاش کہ ہمیں بھی نصیب ہو جاتے۔

ادھر نکلے اُدھر ان کو خبر ہو
کوئی آنسو تو ایسا معتبر ہو

کاش کہ ان آنکھوں سے ایسے دو آنسو گر جائیں! (اصلاحی بیانات)

ملفوظ نمبر: (۱۶) حضرت ابو بکر صدیقؓ کا قول ہے کہ جو شخص رو سکے وہ روئے اور جس سے رویا جا نہ سکے وہ رونے والی صورت ہی بنالے۔

ملفوظ نمبر: (۱۷) حضرت محمد بن منکدر جب روتے تو اپنے چہرے اور ریش پر آنسو مل لیتے اور فرماتے کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ جس جگہ آنسو لگ جائینگے وہاں آتش دوزخ نہ پہنچیگی۔

ملفوظ نمبر: (۱۸) حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ گریہ کرو اور اگر گریہ نہ کرو تو رونے کی سی صورت بناؤ اس لئے کہ اگر تم میں سے کوئی حقیقت امر جان لے تو اتنا کھینچے کہ دم بند ہو جائے اور اتنی نماز پڑھے کہ کمر ٹوٹ جاوے۔

ملفوظ نمبر: (۱۹) حضرت ابو سلیمان دارائیؒ فرماتے ہیں کہ جس کسی کی آنکھ آنسوؤں سے ڈبڈبا جائے گی، اس کے چہرے پر غبار اور ذلت قیامت کو نہ آوے گی اور اگر اسکے آنسو بہیں گے تو اول ہی قطرے سے بہت سی آگ کے سمندر سرد ہو جاویں گے اور اگر کوئی شخص کسی جماعت میں روئے گا تو اس جماعت کو عذاب نہ ہو گا اور یہ بھی ان ہی کا قول ہے کہ رونا خوف سے ہوتا ہے اور رجا طرب شوق سے۔

ملفوظ نمبر: (۲۰) حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ بخدا مجھ کو خدا کے خوف سے اس قدر رونا کہ آنسو میرے رخسار پر بہہ نکلیں اس بات سے اچھا معلوم ہوتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ خیرات کر دوں۔

عاشقوں کے آنسوؤں پر چند واقعات

برابر ساٹھ برس تک اللہ کی محبت میں روتے رہے

۱ شیخ مظہر سعدیؒ اللہ تعالیٰ کے شوق میں برابر ساٹھ برس تک روتے رہے۔ ایک شب خواب میں دیکھتے ہیں کہ گویا میں نہر کے کنارے ہوں اور اس میں مشک خالص بہہ رہا ہے اس کے کنارے پر موتیوں کے درخت سونے کی شاخوں والے کھڑے لہلہا رہے ہیں، اتنے میں چند لڑکیاں بنی ٹھنی حسن وجمال میں یکتا آئیں اور پکار پکار کر یہ الفاظ گانے لگیں:

سبحان المسبح بکل لسان' سبحانه سبحان الموجود بکل مکان' سبحانه سبحان الدائم فی کل الازمان سبحانه

یعنی پاک ذات ہے وہ ذات جس کی ہر زبان پاکی بیان کرتی ہے وہ پاک ہے پاک ذات ہے وہ جو ہر مکان میں موجود ہے پاک ذات ہے وہ جو ہر زمانے میں پاک ذات ہے۔ (کرامات اولیاء ص ۵۶)

ایک صحابی کا واقعہ

۲ ایک انصاری نے تہجد پڑھی اور پھر بیٹھ کر بہت روئے کہتے تھے کہ اللہ ہی سے فریاد کرتا ہوں جہنم کی آگ کی۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے آج فرشتوں کو رُلا دیا۔ (حیاۃ الصحابہؓ)

عمر بن عبدالعزیز کے آنسو

۳ زید بن اسلمؒ کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیزؒ کی ایک چھوٹی صندوق تھی جس میں ٹاٹ کا لباس تھا اور طوق تھا۔ ان کے گھر کے اندر ایک کمرہ تھا جس میں نماز پڑھا کرتے تھے اُس کمرہ میں کوئی داخل نہ ہوتا تھا۔ جب رات کا آخری حصہ شروع ہوتا تو اس صندوق کو کھولتے اور ٹاٹ کا لباس پہنتے اور طوق اپنے گلے میں ڈالتے پھر صبح تک روتے رہتے اور اپنے رب سے دعائیں کرتے رہتے جب صبح ہو جاتی تو صندوق کو بند

کر دیتے۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۲ صفحہ ۲۹۱)

آنسوؤں کا چہرے پر ملنے پر ایک علمی نقطہ

۴ بندے کے پیر و مرشد نے ایک مجلس میں ارشاد فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ:

کسی مؤمن بندہ کی آنکھوں سے آنسو ندامت اور خوف الٰہی کی وجہ سے آنسو نکل آئیں اگرچہ وہ مکھی کے سر کے برابر کیوں نہ ہوں تو اس چہرہ پر اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ حرام فرمادیتے ہیں

اس حدیث کو سننے کے بعد حضرت والا نے فرمایا کہ میں نے اپنے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوریؒ کو دیکھا کہ ہمیشہ اپنے آنسو چہرے پر مل لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں نے حکیم الامت کو دیکھا کہ اپنے آنسو کو اسی طرح چہرے پر مل لیتے تھے۔ پھر میں ایک ایک صحابیؓ کی روایت دیکھی کہ وہ صحابیؓ فرماتے ہیں میرے آقا ﷺ نے فرمایا کہ یہ آنسو جہاں لگ جاتے ہیں دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے۔

حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ اس پر ایک علمی اشکال یہ ہوتا ہے کہ اگر چہرہ پر آنسو مل لئے تو چہرہ تو جنت میں چلا گیا لیکن باقی جسم کا کیا ہوگا؟ پھر حضرت نے اس کو سمجھانے کے لئے ایک واقعہ بیان کیا کہ بادشاہ عالمگیرؒ کے زمانہ میں کسی ریاست کا ایک راجہ تھا، وہ مر گیا اس کے لڑکے کے جو چچا وغیرہ تھے وہ اس کی ریاست پر قبضہ کرنا چاہتے تھے اور اس کو محروم کرنا چاہتے تھے۔

وزیروں نے اسکے باپ کا نمک کھایا تھا اسکو سکھلایا کہ بیٹا دہلی چلو، ہم عالمگیرؒ سے سفارش کر دینگے، تم بچے ہو بادشاہ رحم کر دیگا اور تمہیں تمہارے باپ کی گدی دے دیگا۔ وزیر اسکو راستے بھر سمجھاتے رہے کہ بادشاہ یہ پوچھے تو یہ کہنا اور یہ پوچھے تو یہ کہنا پھر جب دہلی کا قلعہ قریب آیا تو لڑکے نے کہا کہ آپ لوگوں نے جو پڑھایا ہے اگر بادشاہ نے اسکے علاوہ کوئی دوسرا سوال کر لیا تو کیا جواب دوں گا؟ تب دونوں وزیر ہنسے اور کہا کہ یہ لڑکا بہت چالاک ہے، یہ خود ہی جواب دے دیگا اسکی رہبری کی ضرورت نہیں۔

عالمگیرؒ حوض پر نہار ہے تھے کہ یہ لڑکا پہنچا اس نے سلام کیا اور کہا کہ حضور! میں کچھ درخواست کرنا چاہتا ہوں۔ درخواست سن کر عالمگیرؒ نے اس کے دونوں ہاتھوں

کو پکڑا اور کہا میں تجھ کو اس پانی میں ڈبودوں گا۔ لڑکا زور سے قہقہہ لگا کر ہنسا، تب عالمگیر نے کہا کہ ایسے پاگل کو کیا ریاست ملے گی، تجھ کو تو کہنا چاہئے تھا کہ ہمیں نہ ڈبویئے لیکن تو موقع خوف پر ہنس رہا ہے، یہ تو پاگلوں کا کام ہے، تو کیا ریاست سنبھالے گا۔ اس نے کہا کہ حضور پہلے آپ مجھ سے سوال تو کرلیں کہ میں کیوں ہنس رہا ہوں، پھر جو آپ کا فیصلہ ہو وہ کریں۔ فرمایا کہ اچھا بتاؤ کیوں ہنسے؟ اس نے کہا کہ حضور آپ بادشاہ ہیں، بادشاہوں کا اقبال بہت بڑا ہوتا ہے۔ اگر میری انگلی آپ کے ہاتھ میں ہوتی تو میں نہیں ڈوب سکتا تھا' نہ یہ کہ میرے دونوں بازو آپ کے دونوں ہاتھوں میں ہیں۔

حضرت نے اس واقعہ کو بیان کر کے فرمایا کہ ایک کافر کا بچہ ایک دنیوی بادشاہ کے کرم پر اتنا اعتماد رکھتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ کے کرم کو کیا قیاس کرتے ہو کہ وہ جس کا چہرہ جنت میں داخل کردیں تو کیا اس کا جسم دوزخ میں پھینک دیں گے؟

اللہ تعالیٰ کریم ہیں کریم کی تعریف ملا علی قاریؒ نے یہ کی ہے:

الذی یعطی بدون الاستحقاق والمنۃ

جو بلا استحقاق عطا کردے نالائقوں پر فضل کردے وہ کریم ہے'

ان کے کرم سے یہ بعید ہے کہ جس کا چہرہ جنت میں داخل کریں گے اس کے جسم کو دوزخ میں ڈال دیں گے۔ (مواعظ حسنہ نمبر۱)

امام محمد بن منکدرؒ کا واقعہ

۵ حضرت امام محمد بن منکدرؒ انتہائی گداز اور رقیق قلب کے مالک تھے، گریہ درازی آپ کی طبعیت ثانیہ بن گئی تھی۔ امام مالک جیسے جلیل القدر عالم فرماتے ہیں کہ جب مجھے دل میں سختی محسوس ہوتی تو حضرت امام محمد بن منکدر کی صحبت میں چلا جاتا ،اُن کے دیکھنے سے کچھ دنوں تک سوز و گداز کی کیفیت برقرار رہتی تھی۔ ان میں یہ تاثیر یونہی پیدا نہیں ہو گئی تھی اس کے پیچھے برسوں کی ریاضت اور مجاہدہ تھا۔

شیخ فتح موصلیؒ کے آنسو

٦ فتح موصلی کے بعض مصاحبین سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن میں فتح کے یہاں گیا تو انہیں روتا ہوا پایا، اُنکے آنسو زردی مائل تھے۔ میں نے کہا تمہیں قسم ہے اللہ کی کیا خون روتے ہو؟ فرمایا اگر تو قسم نہ دیتا تو میں نہ بتلاتا، آنسو سے بھی رویا ہوں اور خون

سے بھی رویا ہوں۔ میں نے کہا آنسو سے کیوں روئے ہو؟ فرمایا خدا سے دور رہنے پر۔ میں نے کہا خون سے کیوں روئے ہو؟ فرمایا اسلئے کہ شاید یہ رونا مقبول نہ ہوا ہو۔

راوی کہتے ہیں کہ جب ان کی وفات ہوئی تو میں نے انہیں خواب میں دیکھا، میں نے سوال کیا کہ حق تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا مجھے بخش دیا اور (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا اے فتح! تم یہ سارا رونا کیوں روئے تھے؟ میں نے کہا خداوندا تیرے حق سے کوتاہی کرنے پر۔ پھر فرمایا خون کیوں روئے تھے؟ عرض کیا پروردگار اس لئے کہ شاید میری گریہ وزاری مقبول نہ ہوئی ہو۔ فرمایا اے فتح یہ تو نے کیوں کیا، تیرے محافظ فرشتے چالیس برس تک تیرا صحیفہ میرے پاس لاتے رہے اور اس میں کوئی گناہ تیرا نہ تھا۔ واللہ اعلم۔ (کرامات اولیاء ص ۱۸۵)

ایک صالحہ عورت کے آنسو

۷ حضرت سری سقطیؒ ایک عورت کا حال بیان فرماتے ہیں کہ جب وہ تہجد کی نماز کو کھڑی ہوتی تو کہتی کہ اے اللہ ابلیس بھی تیرا ایک بندہ ہے اس کی پیشانی بھی تیرے قبضے میں ہے وہ مجھے دیکھتا ہے اور میں اسے نہیں دیکھ سکتی تو اسے دیکھتا ہے اور اسکے سارے کام پر قادر ہے اور وہ تیرے کسی کام پر بھی قدرت نہیں رکھتا۔

اے اللہ اگر وہ میری برائی چاہے تو تو اس کو دفعہ کر اور اگر وہ میرے ساتھ مکر کرے تو تو اس کے مکر کا انتقام لے، میں اس کے شر سے تیری پناہ مانگتی ہوں اور تیری مدد سے اس کو دھکیلتی ہوں۔ اس کے بعد وہ روتی رہتی حتیٰ کہ روتے روتے اس کی ایک آنکھ جاتی رہی۔ لوگوں نے اس سے کہا خدا سے ڈر کہیں دوسری آنکھ نہ جاتی رہے (زیادہ نہ رویا کر)۔ اس نے کہا اگر یہ جنت کی آنکھ ہے تو اللہ جل شانہ اس سے بہتر عطا فرمائیں گے اور اگر دوزخ کی آنکھ ہے تو اس کا دور ہونا ہی اچھا ہے۔ (فضائل الصلوٰۃ صفحہ ۳۵۸)

حضرت منصور بن زاذانؒ کے آنسو

۸ حشام بن حسانؒ کہتے ہیں کہ میں اور منصورؒ اکٹھے نماز پڑھا کرتے تھے ان کی عادت شریفہ یہ تھی کہ ظہر اور عصر کے درمیان ایک قرآن ختم کیا کرتے تھے اور مغرب وعشاء کے درمیان ایک قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے۔

مغرب کے بعد جب تشریف لاتے تو ان کے کندھوں پر ایک بارہ ہاتھ لمبا

عمامہ ہوتا تھا اگر نماز شروع فرماتے اور روتے رہتے اور عمامہ سے آنسو صاف کرتے رہتے یہاں تک کہ سارا عمامہ تر ہو جاتا۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۳ ص ۵۸)

ابو عبدہ کہتے ہیں کہ جب محمد اسلم عبادت کے بعد باہر نکلنے کا ارادہ کرتے تو اپنا چہرہ دھوتے اور سرمہ لگاتے تاکہ لوگوں کے سامنے رونے کا اثر ظاہر نہ ہو کیونکہ ہر قسم کا ریاء شرک ہے۔ (حلیۃ الاولیاء ج۹ صفحہ ۲۴۳)

حضرت ثابت بنانیؒ کے آنسو

۹ حضرت ثابت بنانی حفاظ حدیث میں ہیں اس قدر کثرت سے اللہ کے سامنے روتے تھے کہ حد نہیں۔ کسی نے عرض کیا کہ آنکھیں جاتی رہیں گی فرمایا ان آنکھوں سے اگر رویا نہ جائے تو فائدہ ہی کیا۔

ایک مرتبہ حضرت ثابت بنانی کی آنکھیں دکھنے لگیں طبیب نے کہا کہ ایک بات کا وعدہ کرو آنکھیں اچھی ہو جائیں گی کہ رویا نہ کرو فرمانے لگے آنکھ میں کوئی خوبی ہی نہیں اگر وہ روئے نہیں۔

اور یہ دعا کیا کرتے تھے یا اللہ اگر کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت ہو سکتی ہو تو مجھے مرحمت فرما ابو عنان کہتے ہیں کہ خدا کی قسم میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے ثابتؒ کو دفن کیا دفن کرتے ہوئے لحد کی ایک اینٹ گر گئی تو میں نے دیکھا کہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ (اقامۃ الحجۃ فضائل قرآن ص ۳۷ کذافی حکایات صحابہ ص ۴۳)

امام ابو حنیفہؒ کے آنسو

۱۰ ایک شخص کہتے ہیں کہ میں امام ابو حنیفہؒ کے پاس تھا جب وہ رات کو نماز پڑھ رہے تھے چٹائی پر ان کے آنسو گرنے کی آواز میں سن رہا تھا گویا کہ بارش ہو رہی ہے۔ اور رونے کا اثر ان کی آنکھوں اور رخساروں پر نظر آتا ہے اللہ ان پر رحم کرے ان سے راضی ہو۔ (خیرات الحسان ص ۵۴) کذافی الموفق

محدث فضیل بن دکینؒ فرماتے ہیں کہ میں نے تابعین کی جماعت میں امام ابو حنیفہؒ سے اچھی نماز پڑھتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا اور وہ نماز شروع کرنے سے پہلے روتے تھے اور دعائیں مانگتے تھے کہنے والے کہتے تھے کہ خدا کی قسم یہ خدا سے ڈرتا ہے اور فرماتے ہیں کہ میں نے جب بھی انہیں دیکھا تو وہ کثرت عبادت کی وجہ سے پرانی

مشک کی طرح نظر آتے تھے۔ (خیرات الحسان ص ۵۱) کذا فی الموفق

ایک صالح باندی کے آنسو

۱۱ ابو عامرؒ کہتے ہیں کہ میں نے ایک باندی کو دیکھا جو بہت کم داموں میں فروخت ہو رہی تھی، نہایت دبلی پتلی تھی اس کا پیٹ کمر سے لگ رہا تھا، بال بکھرے ہوئے تھے۔ میں نے اس پر رحم کھا کر اس کو خرید لیا۔

ایک دن میں نے اس سے کہا ہمارے ساتھ بازار چل رمضان المبارک کے لئے کچھ سامان خرید لیں۔ کہنے لگی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے میرے سارے مہینے برابر کر دیئے۔ وہ ہمیشہ دن کو روزہ رکھتی اور رات بھر نماز پڑھتی۔ جب عید قریب آئی تو میں نے کہا کل صبح بازار چلنا ہے تاکہ عید کے لئے سامان خریدیں۔ کہنے لگی میرے آقا تم دنیا میں بہت مشغول ہو۔ پھر اندر گئی اور نماز شروع کر دی ایک ایک آیت کو مزے لے لے کر پڑھتی تھی یہاں تک کہ اس آیت پر پہنچی ویسقی من ماء صدید اس کو بار بار پڑھتی اور روتی پھر چیخ ماری اور مر گئی۔ (فضائل الصلوۃ صفحہ ۳۵۲)

ایک عاشق خدا کے آنسو

۱۲ ایک بزرگ سفر کر رہے تھے، راستے میں تنہائی تھی آسمان کی طرف دیکھا نگاہ کرم سے بھیک مانگی کہ اے خدا ایک ذرہ اپنی محبت کا عطا فرما، قبولیت کی ساعت تھی دعا قبول ہو گئی بس گریہ طاری ہوا روتے روتے پہروں گزر گئے اور عالم تحیر میں وہیں کھڑے رہ گئے اور بزبان حال فرمایا ؎

یارب چہ قطرہ ایست محبت کہ من ازاں
یک قطرہ اب خوردم و دریا گریستم

اے رب! آپ کی محبت کا قطرہ کیسا قطرہ ہے کہ ایک قطرہ پیا تھا اور دریا کا دریا رو رہا ہوں۔

حضرت مرشدیؒ نے تفسیر علی مہائمی کے حوالے سے فرمایا تھا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے اتارا گیا تو آپ پر ندامت کا غلبہ ہوا اور اس قدر روئے کہ ان کے آنسوؤں کے اجتماع سے چھوٹے چھوٹے چشمے بن گئے اور انہیں اشک ہائے ندامت سے خوشبودار پودے گلاب' بیلا' چنبیلی' گل نسرین و ریحان پیدا ہوئے۔
(کشکول معرفت)

عشق الٰہی کے اثرات

عشق الٰہی کی برکات اتنی زیادہ ہیں کہ جس انسان کے دل میں یہ پیدا ہو جاتی ہیں اس کے سر سے لے کر پاؤں تک کو منور کر دیتی ہیں۔

چہرے میں تاثیر

عاشق صادق کا چہرہ عشق الٰہی کے نور سے منور ہوتا ہے۔ عام لوگوں کی نظریں جب اس کے چہرے پر پڑتی ہیں تو ان کے دل کی گرہ کھل جاتی ہے۔

ایک مرتبہ کچھ ہندوؤں نے اسلام قبول کیا دوسرے لوگوں نے ان سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ تو انہوں نے علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے چہرے کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے شخص کا چہرہ نہیں ہو سکتا چونکہ یہ مسلمان ہے لہٰذا ہم بھی مسلمان بن گئے۔

حضرت مولانا ذوالفقار صاحب نقشبندی مدظلہ عالی نے فرمایا کہ حضرت مرشد عالمؒ ایک مرتبہ حرم شریف میں تھے کہ آپ کی نظر حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ کے چہرے پر پڑی آپؒ نے ان سے ملاقات کی اور پوچھا کہ قاری صاحب آپ نے ایسا نورانی چہرہ کیسے بنایا؟ انہوں نے مسکرا کے کہا یہ میں نے نہیں بنایا میرے شیخ نے بنایا ہے۔

حدیث پاک میں اللہ والوں کی پہچان یہ بتائی گئی ہے کہ:

الذین اذا را واذ کر اللہ

وہ لوگ جنہیں تم دیکھو تو اللہ یاد آئے

گویا اللہ والوں کے چہروں پر اتنے انوار ہوتے ہیں کہ انہیں دیکھ کر اللہ تعالیٰ یاد آتا ہے۔ قرآن مجید میں صحابہ کرامؓ کے بارے میں ہے:

﴿ سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ﴾

ان کی نشانی ان کے چہروں میں ہے سجدے کے اثر سے

گویا سجدوں کی عبادتیں چہرے پر نور بنا کر سجا دی جاتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن سلامؓ یہود کے بڑے عالم تھے۔ نبی ﷺ سے تین سوالات

پوچھنے کی نیت سے آئے مگر چہرہ انور دیکھ کر اسلام قبول کر لیا۔ کسی نے پوچھا کہ آپ آئے تو کسی اور مقصد سے تھے یہ کیا ہوا؟ نبی ﷺ کے چہرہ انور کی طرف اشارہ کر کے کہا:

واللہ ھذا الوجہ لیس وجہ الکذاب
اللہ کی قسم یہ چہرہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا

نگاہ میں تاثیر

عاشق صادق کی نگاہ اتنی پر تاثیر ہوتی ہے کہ جہاں پڑتی ہے اپنا اثر چھوڑ جاتی ہے۔ بقول ایک اللہ والے کے :

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

حضرت خواجہ غلام حسن سواگؒ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگوں میں سے تھے۔ ان کی خدمت میں کوئی کافر آتا اور یہ اُس کی طرف نگاہ بھر کر دیکھتے تو وہ مسلمان ہو جاتا۔ ایسے کئی نوجوان ہندو مسلمان بن گئے۔

ہندوؤں نے ان کیخلاف مقدمہ درج کر دیا کہ یہ آدمی ہمارے نوجوانوں کو زبردستی مسلمان بناتا ہے۔ چنانچہ حضرتؒ کو عدالت میں طلب کیا گیا۔ آپ تشریف لے گئے اور پوچھا کہ مجھے کس وجہ سے بلایا گیا ہے؟ مجسٹریٹ نے کہا کہ آپ پر الزام یہ ہے کہ آپ ہندو نوجوانوں کو زبردستی مسلمان بناتے ہیں۔

حضرت خواجہؒ یہ سن کر بہت حیران ہوئے پھر ایک طرف دعویٰ دائر کرنے والے ہندو کھڑے تھے ان کی طرف متوجہ ہو کر ایک سے پوچھا کہ ارے میاں! کیا میں نے آپ کو مسلمان بنایا ہے؟ اس نے جواب میں کلمہ پڑھ دیا۔ پھر دوسرے، تیسرے اور چوتھے کی طرف اشارہ کیا تو سب نے کلمہ پڑھ دیا۔ مجسٹریٹ خود ہندو تھا اس کو ڈر ہوا کہ کہیں میری طرف بھی اشارہ نہ کر دیں کہنے لگا بس بات سمجھ میں آ گئی، مقدمہ خارج کر کے آپ کو باعزت بری کیا جاتا ہے۔

حضرت شاہ عبد القادرؒ نے دہلی کی ایک مسجد میں اٹھارہ سال اعتکاف کی نیت سے گزارے اسی دوران میں قرآن مجید کا ترجمہ بھی مکمل کیا۔ جب مسجد سے باہر نکلے تو سامنے ایک کتے پر نظر پڑ گئی، اُسکی یہ حالت ہو گئی کہ جذب طاری رہتا دوسرے کتے

اس کے پیچھے چلتے۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ العین حق (نظر لگنا حق ہے)۔ صحابہ کرامؓ میں سے بعض کو نظر لگی تو نبی ﷺ نے اسے اُتارنے کا طریقہ بتایا۔ سوچنے کی بات ہے کہ جس نظر میں حسد ہو کینہ ہو بغض ہو اگر وہ اثر کر سکتی ہے تو مشائخ کی وہ نگاہ جس میں اخلاص ہو رحمت ہو شفقت ہو وہ اپنا اثر کیوں نہیں دکھا سکتی۔

زبان میں تاثیر

عاشق صادق کی زبان میں ایسی تاثیر ہوتی ہے کہ ایک طرف سے تو اس سے نکلی ہوئی دعا اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول کر لی جاتی ہے دوسری طرف ان کی بات مخلوق کے دل میں اترتی چلی جاتی ہے عام انسان وہی بات کرے تو دوسرے پر اثر نہیں ہوتا مگر سوز عشق رکھنے والا اگر وہی بات کرے گا تو دل کی گہرائیوں میں اترتی چلی جائے گی۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے صاحبزادے تحصیل علم سے فارغ ہو کر گھر آئے تو ایک محفل میں حضرت نے اسے فرمایا کہ بیٹا یہ سالکین کی جماعت تمہارے ساتھ بیٹھی ہے، انہیں کچھ نصیحت کرو۔ صاحبزادے نے علوم و معارف سے بھرپور وعظ کیا مگر لوگ ٹس سے مس نہ ہوئے۔ بالآخر حضرت نے فرمایا: فقیر و کل ہم نے دودھ رکھا تھا کہ سحری کریں گے مگر بلی آئی اور اسے پی گئی۔ بس یہ بات سنتے ہی سب لوگ دھاڑیں مار کر رونے لگ گئے۔

محفل کے اختتام پر گھر پہنچے تو حضرت نے صاحبزادے سے فرمایا کہ بیٹا تم نے اتنا اچھا بیان کیا مگر کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی، میں نے عام بات کہی لوگوں پر گریہ طاری ہو گیا۔ صاحبزادے نے کہا ابا جان یہ تو آپ ہی سمجھا سکتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ جب دل سوز عشق سے بھرا ہو تو زبان سے نکلی ہوئی ہر بات میں تاثیر ہوتی ہے۔

(عشق الٰہی)

عشاق حقیقی کی موت کا منظر

بندے کی اللہ سے محبت کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ بندہ دیدار الٰہی کا مشتاق ہوتا ہے اور اسی وجہ سے موت سے محبت کرتا ہے! قرآن حکیم میں بھی محبوب حقیقی سے ملاقات کا شوق رکھنے والوں کا تذکرہ ملتا ہے۔ ایک جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿من کان یرجوا لقاء اللہ فان اجل اللہ لآت﴾

(العنکبوت ۵:۲۹۵)

جو شخص اللہ سے ملنے کی امید (شوق) رکھتا ہے (اس کی تسلی کے لئے اسے معلوم ہونا چاہئے کہ) بس اللہ کا مقرر کیا ہوا (ملاقات کا) وقت آنیوالا ہے۔

ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے دیدار الٰہی کی دعا کرتے ہوئے فرمایا کہ:

اسألك الشوق الى لقائك (احیاء العلوم)

میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو مجھے اپنی ملاقات کا شوق عطا کر۔

اب آیئے دیکھتے ہیں کہ تصوف کی کتابوں میں علامت محبت میں سے اس علامت کا کس انداز میں تذکرہ کیا گیا ہے۔ قوت القلوب میں شیخ ابوطالب مکیؒ نے لکھا ہے کہ:

محبت کی ایک علامت یہ ہے کہ انسان محبوب سے برملا ملاقات کا آرزومند ہو اور محبوب کا قرب تلاش کرے یعنی موت کا اشتیاق رکھے اس لئے کہ یہی محبوب سے ملاقات کا ذریعہ ہے اور اس کے دیدار تک پہنچنے کا دروازہ بھی۔

اس کے بعد شیخ نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ:

من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاءہ ومن کرہ لقا اللہ کرہ اللہ لقاءہ (قوت القلوب)

جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات پسند کرتا ہے اور جو اللہ سے ملنا ناپسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملاقات کو ناپسند کرتے ہیں۔

موت کو اہل شوق اس لئے پسند کرتے ہیں کہ وہ محبوب سے انکی ملاقات کا ذریعہ

بنتی ہے اور ظاہر ہے محبوب حقیقی سے محبت پختہ ہو گی تو اسکی ملاقات کا شوق پیدا ہو گا۔ چنانچہ بعض صوفیا نے موت کی محبت کو ہی شوق کا نام دیا ہے۔

رسالہ قشیریہ میں ابو عثمانؒ کا ایک قول نقل کیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ شوق کی نشانی یہ ہے کہ انسان فرحت کے ہوتے ہوئے موت سے محبت رکھے۔

اسی طرح حضرت ثوریؒ اور بشرؒ بن حارث فرمایا کرتے تھے:

موت کو صرف شک کرنے والا ہی ناپسند سمجھتا ہے اور واقعہ بھی ایسے ہی ہے اس لئے کہ ایک حبیب کسی حالت میں بھی محبوب سے ملاقات کو ناپسند نہیں سمجھتا اور یہ محبت وہی پاتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے کامل محبت کرے محبت ہو گی تو خدا تعالیٰ کا اشتیاق پیدا ہو گا اور پھر شوق غیب میں پریشان قلب ہو جائے گا اور اس کی ملاقات کو پسند کرے گا۔

تصوف کی مشہور کتاب "کیمیائے سعادت" میں امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ:

بندے کی اللہ تعالیٰ سے محبت کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ بندہ موت سے کراہت نہ کرے کیونکہ کوئی محب (محبت کرنے والا) اپنے محبوب کے دیدار کو ناپسند نہیں کرتا۔

جناب رسول مقبول ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کے دیدار کو دوست رکھتا ہے خدا بھی اس کے دیدار کو دوست رکھتا ہے۔

بو بطیؒ نے ایک زاہد سے پوچھا: کیا تو موت کو دوست رکھتا ہے؟ اس نے جواب میں توقف کیا، تو بو بطیؒ نے کہا: اگر تو صادق ہوتا تو موت کو ضرور دوست رکھتا۔

البتہ یہ بات جائز ہے کہ آدمی موت سے محبت کرتا ہو لیکن اس کے جلدی آنے سے کراہت کرے، نہ کہ خود اصل موت سے کراہت کرے اس موت کے جلدی آنے کی کراہت کا سبب یہ ہو کہ ابھی آخرت کا سامان راہ تیار نہ ہوا ہو اور وہ اسے تیار کرنے میں مصروف ہو اور اس خواہش کی خود ایک علامت ہوتی ہے کہ وہ ہر وقت آخرت کا زاد راہ تیار کرنے میں مصروف رہے۔ (کیمیائے سعادت)

عبدالرحمٰن ابن جوزیؒ نے فرمایا کہ

سلف میں سے بعض موت کو پسند کرتے اور بعض ناپسند کرتے تھے یا تو اپنی

محبت کی کمزوری کی وجہ سے یا اس لئے کہ اس دنیا کی محبت کی آمیزش تھی یا پھر اس لئے کہ وہ اپنے گناہوں کو دیکھتے تو توبہ کے لئے زندگی میں برکت چاہتے۔ ان میں بعض وہ تھے جو اپنے آپ کو محبت کے ابتدائی مقام میں دیکھتے تو اللہ کی ملاقات کی تیاری کرنے سے پہلے موت آنے کو ناپسند کرتے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے محبوب کے آنے کی خبر پہنچے اور وہ چاہے کہ اس کا آنا کچھ دیر بعد ہو تاکہ وہ اپنے گھر کو تیار کر سکے۔ تو اس لحاظ سے موت کو مکروہ سمجھنا کمال محبت کے منافی نہیں ہے۔ (منہاج القاصدین)

مقبول بندوں کو انتقال کے وقت حق تعالیٰ کی طرف سے بشارت

اور جب مقبول بندہ کا چل چلاؤ کا وقت آتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں: یاایتھا النفس المطمئنة "اے اطمینان والی روح"۔ سبحان اللہ اس خطاب میں حق تعالیٰ نے بتا دیا کہ میرے اس مقبول بندہ کو میری یاد کی برکت سے دنیا ہی میں اطمینان حاصل تھا: ارجعی الیٰ ربك "تو اپنے پروردگار کی طرف چل" راضیة مرضیة "اس طرح سے کہ تو اللہ سے خوش ہو۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: الذین تتوفاهم الملائكة طیبین جن کی روح فرشتے قبض کرتے ہیں اور وہ خوش ہوتے ہیں۔ یعنی ان کے نفس اپنی جانوں کو دے دینے پر خوش ہوتے ہیں، انہیں اپنے مولیٰ کی طرف لوٹ کر جانا گوارا محسوس نہیں ہوتا۔

قاری طیب صاحبؒ کے مواعظ "خطبات حکیم الاسلام" میں لکھا ہے کہ حدیث میں آتا ہے کہ:

موت ایک پل ہے۔ جس سے گزر کر حبیب اپنے محبوب حقیقی سے جاملتا ہے اگر موت بیچ میں نہ ہو تو اللہ سے ملنے کی کوئی صورت نہیں اگر یہ زندگی ختم ہو کر اگلی زندگی نہ آئے تو جمال خداوندی کے دیکھنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

تو اس سے مرنے والے کو تسلی ہو گئی کہ میں تو بڑے درجات کی طرف جا رہا ہوں مجھے زندگی نہیں چاہئے بلکہ ایسے میں موت کی تمنا پیدا ہو جاتی ہے۔

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

اللهم حبب الموت الیٰ من یعلم انی رسولك

اے اللہ! ہر اس شخص کے دل میں موت کی محبت ڈال دے، جو میرے رسول

ہونے کا قائل ہو۔ جو مجھے جانتا ہو اُس کے دل میں موت کی محبت ڈال دے۔
اس لئے کہ اگر اسے اللہ سے محبت ہے اللہ تک لے جانے والی موت ہے تو اس سے بھی محبت ہوگی کیونکہ منزل اگر محبوب ہے تو راستہ بھی عزیز اور محبوب ہوتا ہے۔
(خطبات حکیم الاسلام)

خدا تعالیٰ سے محبت بڑھانے کا نتیجہ

انفاس عیسیٰ میں لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ سے محبت بڑھانے کا نتیجہ یہ ہے کہ (عاشق خدا کی) موت کے وقت فرشتے بتا دیتے ہیں: ۷۰ ہزار فرشتے اس کے استقبال کے لئے آتے ہیں جب اس کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کی قبر حد نظر تک وسیع کر دی جاتی ہے اور مشک کا گدا بچھا دیا جاتا ہے اور جنت کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے! اور فرشتے اس سے کہتے ہیں نم کنومة العروس تو دلہن کی طرح میٹھی نیند سوجا!
ایک اللہ والے نے اس منظر کو اس طرح بیان کیا ہے کہ:
ایک حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ جب کسی بندہ سے خوش ہوتے ہیں تو ملک الموت سے فرماتے ہیں کہ فلاں بندہ کی روح لے آؤ تا کہ میں اس کو راحت و آرام پہنچاؤں، اس کا امتحان ہو چکا ہے میں جیسا چاہتا تھا وہ ویسا ہی کامیاب و کامران نکلا۔ ملک الموت اس کے پاس آتے ہیں (نہایت خوبصورت جوان کی شکل میں، نہایت لطیف لباس پہنے ہوئے، خوشبوئیں ان کے جسم ولباس سے مہکتی ہوئیں) اور پانچ سو فرشتے ان کے جلو میں ہوتے ہیں ان میں سے ہر فرشتہ اس شخص کو ایک ایسی خوشخبری سناتا ہے جو دوسروں نے نہ دی ہو۔ ان کے پاس ریحان کی ٹہنیاں اور زعفران کی جڑیں ہوتی ہیں، وہ سب دو قطاروں میں صف بنا کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔
چنانچہ حضرت تمیم داریؓ سے روایت ہے کہ حق تعالیٰ شانہ ملک الموت سے فرماتے ہیں کہ میرے فلاں ولی کے پاس جاؤ اور اس کی روح لے آؤ میں نے اس کا خوشی اور غمی دونوں میں امتحان لے لیا وہ ایسا ہی نکلا جیسا میں چاہتا تھا، اس کو لے آؤ تا کہ دنیا کی مشقتوں سے اس کو راحت مل جائے۔
ملک الموت پانچ سو فرشتوں کی جماعت کے ساتھ اس کے پاس آتے ہیں ان سب کے پاس جنت کے کفن ہوتے ہیں ان کے ہاتھوں میں ریحان کے گلدستے ہوتے

ہیں جن میں سے ہر ایک گلدستہ میں بیس رنگ کے پھول ہوتے ہیں اور ہر رنگ کے پھول میں نئی خوشبو ہوتی ہے اور ایک سفید ریشمی رومال میں مہکتا ہوا مشک ہوتا ہے۔ ملک الموت اس کے سرہانے بیٹھتے ہیں اور فرشتے اس کو چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں اور اس کے ہر عضو پر اپنا ہاتھ رکھتے ہیں اور یہ مشک والا رومال اس کی ٹھوڑی کے نیچے رکھتے ہیں اور جنت کا دروازہ اس کے سامنے کھول دیتے ہیں۔

اس کے دل کو جنت کی نئی نئی چیزوں سے بہلایا جاتا ہے، جیسا کہ بچہ کو رونے کے وقت اس کے گھر والے مختلف چیزوں سے بہلایا کرتے ہیں۔ کبھی جنت کی حوریں سامنے کر دی جاتی ہیں، کبھی وہاں کے پھل، کبھی عمدہ عمدہ لباس غرض مختلف چیزیں اس کے سامنے کی جاتی ہیں۔ اس کی حوریں خوشی سے کودنے اچھلنے لگتی ہیں ان سب منظروں کو دیکھ کر اس کی روح بدن میں پھڑکنے لگتی ہے اور ملک الموت اس سے کہتا ہے:

اے مبارک روح چل ایسی بیریوں کی طرف جس میں کانٹا نہیں اور ایسے کیلوں کی طرف جو تہہ بتہہ لگے ہوئے ہیں اور ایسے سایہ کی طرف جو نہایت گھنا اور وسیع ہے اور لطیف پانی کے چشمے بہہ رہے ہیں۔

یہ صرف چند منظروں کی طرف اشارہ ہے جو قرآن پاک کی سورہ واقعہ کی آیات شریفہ میں ذکر کی گئی ہیں اور ملک الموت ایسی نرمی سے بات کرتا ہے جیسا کہ ماں اپنے بچہ سے پیار سے باتیں کرتی ہے۔ صرف اس لئے کہ اس کو یہ بات معلوم ہے کہ یہ روح حق تعالیٰ کے ہاں مقرب ہے۔ فرشتے اس روح کے ساتھ اس مہر و محبت اور لطف سے اس لئے پیش آتے ہیں کہ حق تعالیٰ ان فرشتوں سے خوش ہوں۔ وہ روح بدن سے ایسی سہولت سے نکلتی ہے جیسے آٹے میں سے بال نکل جاتا ہے۔

جب روح نکل جاتی ہے تو فرشتے اس کو سلام کرتے ہیں اور جنت میں داخل ہونے کی بشارت دیتے ہیں جس کو قرآن پاک کی سورہ "نحل" میں ذکر فرمایا گیا ہے اور اگر وہ مقرب بندوں میں ہوتا ہے تو سورہ واقعہ میں اس کے متعلق ارشاد ہے ﴿فروح و ریحان و جنة نعیم﴾۔

اس کے بعد وہ پانچ سو فرشتے میت کے پاس جمع ہو جاتے ہیں اور جب نہلانے والا اس کو کروٹ دیتا ہے تو فرشتے فوراً اس کو کروٹ دینے لگتے ہیں۔ اور جب کفن پہناتا

ہے تو وہ اپنا جنت سے لایا ہوا کفن اسے پہلے پہنادیتے ہیں۔ وہ خوشبو لگاتا ہے تو فرشتے پہلے اپنی لائی ہوئی خوشبو مل دیتے ہیں۔ اسکے بعد وہ اس کے دروازے سے قبر تک دونوں جانب قطار لگا کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس کے جنازہ کا دعا و استغفار کے ساتھ استقبال کرتے ہیں۔

یہ سارے منظر دیکھ کر شیطان اس قدر زور زور سے روتا ہے کہ اس کی ہڈیاں ٹوٹنے لگتی ہیں اور اپنے لشکروں سے کہتا ہے تمہارا ناس ہو تم سے کس طرح چھوٹ گیا؟ وہ کہتے ہیں گناہوں سے محفوظ تھا۔

اس کے بعد جب ملک الموت اس کی روح لے کر اوپر جاتے ہیں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ اس کا استقبال کرتے ہیں یہ فرشتے حق تعالیٰ کی طرف سے بشارتیں دیتے ہیں۔ اس کے بعد جب ملک الموت اس کو لے کر عرش تک جاتے ہیں تو وہ روح وہاں پہنچ کر سجدہ میں گر جاتی ہے۔ حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہوتا ہے کہ بندہ کی روح کو فی سدر مخضود و طلح منضود میں پہنچادو!

تحفة المؤمن الموت

موت مؤمن کا تحفہ ہے

لغات: تحفہ ہر وہ چیز جو کسی کے سامنے عاجزانہ اور مہربانی کے طور پر پیش کی جائے اس کی جمع تحائف آتی ہے۔

علامہ طیبیؒ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ موت بڑی سعادت اور بلندی تک پہنچنے کے لئے سبب بنتی ہے اور موت ہی جنت کی نعمتوں کے حصول کیلئے ذریعہ ہوتی ہے۔ اسلئے موت کو مؤمن کے لئے تحفہ کہا گیا ہے۔

صاحب ابوداؤد فرماتے ہیں کہ میں اپنے رب کے پاس جانے کے شوق میں موت کو پسند کرتا ہوں اور گناہوں کے کفارہ کیلئے مرض کو پسند کرتا ہوں۔

عبدالحق محدث دہلویؒ نے فرمایا کہ اس حدیث میں جو موت کو تحفہ فرمایا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ موت کے ذریعہ مؤمن خدا کی نعمت و کرم اور اس کی جنت میں پہنچ جاتا ہے اور دنیا کی مشقتوں اور سختیوں سے اس کو چھٹکارا مل جاتا ہے۔

اسی مفہوم کو ایک روایت میں اسطرح بیان کیا گیا ہے کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ:

موت ایک ایسا پل ہے کہ جسکے ذریعہ سے محب اپنے محبوب سے مل جاتا ہے۔

خلاصہ: یہ ہوا کہ مؤمن کے لئے تو موت ایک تحفہ ہے۔ کیونکہ موت کے بعد ان کے لئے راحت والی زندگی کا دروازہ کھل جاتا ہے، بخلاف فساق و کفار کے کہ ان کے لئے یہ ایک عذاب ہے کہ اس کے بعد ان کے لئے پریشانی اور تکالیف کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ (روضۃ الطالبین)

ایک نوجوان عاشق خدا کی موت کا منظر

ابو علی رودباری سے حکایت کی گئی ہے کہ انہوں نے جنگل میں ایک نوجوان کو دیکھا، جب اس نے مجھے دیکھا تو کہنے لگا:

کیا اس کے لئے اتنا کافی نہیں کہ اس نے مجھے اپنے عشق میں مبتلا کر رکھا ہے،

پھر اب مزید یہ کہ اس نے مجھے بیمار بھی کر دیا ہے۔

اس کے بعد میں نے دیکھا کہ اس کی جان نکل رہی تھی تو میں نے اسے کہا: لا الہ الا اللہ کہو۔ اس نے اس پر یہ اشعار پڑھنے شروع کر دیئے۔

ایا من لیس لی عنہ وان عذبنی بد

ویا من نال من قلبی منا لا مالہ حد

اے وہ محبوب جس سے مجھے کوئی چھٹکارا نہیں خواہ وہ مجھے دکھ ہی کیوں نہ دے

اور اے وہ جس نے میرے دل سے اپنا مقصد اس قدر حاصل کر لیا ہے جس کی کوئی حد نہیں۔

جنیدؒ سے کہا گیا لا الہ الا اللہ کہئے تو فرمایا میں اسے بھولا نہیں ہوں کہ اسے یاد کروں اور کہا:

حاضر فی القلب یعمرہ لست انساہ فاذکرہ

نھو مولای و معتمدی ونصیبی منہ او فرہ

وہ تو دل میں حاضر ہے اور دل کو آباد کر رہا ہے میں اسے بھولتا نہیں ہوں کہ یاد کروں وہ میرا آقا اور سہارا ہے اور مجھے اس سے وافر حصہ ملتا ہے۔

(رسالہ قشیریہ ص ۵۵۲)

ایک صحابیؓ کو میدان جنگ میں تلوار کا وار لگا تو فرمایا فزت و رب الکعبہ

(رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا) یہ کہہ کر شہید ہو گئے۔

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

عاشق صادق کی ساری زندگی موت کی تیاری کرنے میں گزرتی ہے کیونکہ موت ایک پل ہے جس پر سے گزر کر وصال یار ہوتا ہے پس جب موت کا وقت قریب آتا ہے تو اس پر خوشی کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

شکر للہ کہ نمردیم و رسیدیم بدست
آفریں باد بریں ہمت مردانہ ما

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں مرا نہیں بلکہ دوست تک پہنچ گیا میری مردانہ ہمت کو شاباش دو۔

اسے جب خیال آتا ہے کہ آج امتحان کی گھڑیاں ختم ہوں گی اور موت ایک پل کی مانند ہے جو ایک دوست کو دوسرے دوست سے ملا دیتی ہے تو اس کی خوشی کی انتہا نہیں رہتی۔

ہیں سرور وصل سے لبریز مشتاقوں کے دل
کر رہی ہیں آرزوئیں سجدہ شکرانہ آج

عاشق صادق کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو دوست احباب طبیب کو بلاتے ہیں تاکہ اس کو بیماری سے شفا کے لئے دوا دی جا سکے جب کہ مرنے والے کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ آج موت سے زیادہ اکسیر دوا کوئی نہیں ہے۔

از سر بالیں من برخیز اے ناداں طبیب
دردمند عشق را دارو بجز دیدار نیست

اے نادان طبیب میرے سرہانے سے اٹھ جا۔ عشق کے دردمند کے لئے دیدار کے سوا اور کوئی علاج نہیں۔

(۱) حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ کے سامنے پڑھا گیا۔

جان بدہ جان بدہ جان بدہ
جان دے دو، جان دے دو، جان دے دو

اور یہ کہہ کر فوت ہو گئے۔

(۲) ایک عاشق صادق طواف کعبہ کے لئے اپنے گھر سے روانہ ہوئے۔جب اس کی نظر بیت اللہ شریف پر پڑی تو عجیب کیفیت میں شعر پڑھکر فوت ہو گئے۔

(۳) حضرت خواجہ فرید الدین عطارؒ ایک مرتبہ اپنی دکان پر بیٹھے تھے ایک فقیر بے نوا داخل ہوا تو اس نے کہا کہ میں سوچ رہا ہوں کہ آپ کی جان اتنی شیشوں میں اٹکی ہوئی ہے یہ کیسے نکلے گی آپ نے فرمایا میاں جیسے تمہاری جان نکلے گی ویسی ہی ہماری جان نکلے گی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جب آپ نے قریب پہنچ کر اسے ہلایا جلایا تو دیکھا کہ وہ تو اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر چکا ہے آپ کے دل پر اس واقعہ کا بڑا گہرا اثر ہوا آپ کی زندگی کا رخ بدلا حتیٰ کہ آپ خواجہ فرید الدین عطارؒ بنے اور آپ نے تذکرۃ الاولیاء کتاب لکھی۔

(۴) حضرت سری سقطیؒ ایک مرتبہ چند فقراء کے ہمراہ ذکر و شغل میں مشغول تھے کہ ایک عاشق صادق آیا اور پوچھنے لگا کہ یہاں کوئی ایسی جگہ ہے جہاں پر انسان مر سکے' آپ یہ سن کر حیران ہوئے اور قریبی کنویں اور مسجد کی طرف اشارہ کیا کہ ہاں وہ جگہ ہے وہ شخص وہاں گیا کنویں کے پانی سے وضو کیا مسجد میں دو رکعت نماز پڑھی اور لیٹ گیا اور جب اگلی نماز کا وقت آیا اور لوگ مسجد میں داخل ہوئے تو کسی نے اُن کو جگانا چاہا کہ نماز کا وقت قریب ہے دیکھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو پیارا ہو چکا تھے۔
(عشق الٰہی)

ایک لاغر نوجوان کی موت کا منظر

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ مجھ کو اثنائے راہ میں ایک جوان لاغر اِس حال میں ملا کہ اس کی پتلی پتلی پنڈلیاں تھیں،اور وہ مجھے روتا ہوا نظر آیا اور میں نے اس کو یہ کہتا ہوا پایا کیا ہی شوق اس شخص کے واسطے ہے جو مجھے دیکھتا ہے اور میں اسے نہیں دیکھتا میں نے پوچھا وہ کون ہے؟ کہا میرا حبیب ہے، جس کے کوئی مشابہ نہیں،اور میرا گھر بھی ایسا ہے جس میں نہ صحن ہے نہ خیمہ۔ میں محلہ عشق سے آتا ہوں، مگر اس کی صفت بیان نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اسی کے پاس سے آیا ہوں کہ میرا منہ اسکا حال بیان کرنے کی طاقت نہیں رکھتا پھر وہ جوان دیر تک بیہوش رہا لوگوں نے ہلایا تو مردہ پایا۔(نزہۃ البساتین)

اللہ کے سچے عاشق کی موت کا منظر

شیخ مرتی" فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں مقیم تھا، مجھ پر ایک گھبراہٹ بہت شدت سے سوار ہوئی اور میں مدینہ پاک کی حاضری کے ارادہ سے مکہ مکرمہ سے چل دیا جب بیر میمونہ پر پہنچا تو ایک نوجوان کو پڑا ہوا دیکھا کہ اس کی نزع کی حالت ہے، میں نے اس کے قریب پہنچ کر کہا لا الہ الا اللہ پڑھو اس نے فوراً آنکھیں کھول دیں اور ایک شعر پڑھا، جس کا ترجمہ یہ ہے:

اگر میں مر جاؤں تو میرا دل عشق مولیٰ سے بھرا ہوا ہے اور کریم، لوگ عشق ہی کی بیماری میں مرا کرتے ہیں۔

یہ کہہ کر وہ مر گیا میں نے اس کو غسل دیا، کفنایا، جنازہ کی نماز پڑھی، جب اس کو دفنا چکا تو وہ گھبراہٹ جو مجھ پر سوار تھی، جس کی وجہ سے میں نے سفر کا بے اختیار ارادہ کیا تھا وہ بھی جاتی رہی میں اسکو دفنا کر مکہ مکرمہ واپس آ گیا۔　　(روضۃ الریاحین بحوالہ فضائل حج)

ایک اللہ کے ولی کا واقعہ

مولانا محمد فاضل عثمانی مہاجر مکی کے بارے میں لکھا ہے کہ وفات سے پہلے دل کا دورہ پڑا اسپتال میں داخل کرا دیا گیا فوت ہونے سے پہلے نماز پڑھنے کے لئے کہا چنانچہ تیمم کر کے نماز پڑھی اور ہاتھ جس طرح نماز کے لئے باندھتے تھے وہیں بندھے رہے غسل دیتے وقت بھی ہاتھ کھل نہ سکے اور تدفین کے وقت دونوں ہاتھ نماز کی طرح بندھے ہوئے تھے اور اسی حالت ہی میں دفن کر دیئے گئے۔　　(قبر کی زندگی)

قبر کی مٹی سے جنت کی خوشبو

دو آدمی ہیں جن کی قبر کی مٹی سے خوشبو آئی ایک محمد بن اسماعیل بخاری، جس نے بخاری شریف کو مدون کیا اس کی قبر کی مٹی سے چار سال تک خوشبو آتی رہی۔

دوسرے احمد علی لاہوری تھے۔　　(خطبات دین پوری ص ۱۰۰)

جب بلال ؓ کی وفات کا وقت آ گیا تو ان کی بیوی نے کہا: واحزناہ (ہائے غم)۔ بلال ؓ نے کہا: نہیں بلکہ واطرباہ (ہائے خوشی)

غداً نلقی الاحبہ محمداً و حزبہ

میں کل ہی دوستوں سے ملوں گا یعنی محمد ﷺ اور آپ کی جماعت سے۔

(رسالہ قیشریہ ص ۵۴۷)

حضرت ابراہیمؑ اور ملک الموت کی باہم ملاقات کا واقعہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضرت عزرائیل علیہ السلام نے کہا کہ حق تعالیٰ آپ کی روح قبض کرنا چاہتے ہیں فرمایا حق تعالیٰ نے مجھے خلیل اللہ کا لقب دیا ہے اور خلیل کے معنی گہرے دوست کے ہیں، تو کیا کوئی اپنے خلیل کی بھی روح قبض کرتا ہے؟ یہ بات عزرائیل علیہ السلام نے حق تعالیٰ سے عرض کی ارشاد ہوا میرے خلیل سے کہہ دو کہ کوئی دوست اپنے دوست کے پاس آنے سے گھبراتا ہے؟

الموت جسد یوصل الحبیب الی الحبیب

موت وہ پل ہے جو حبیب کو حبیب سے ملاتی ہے۔

خرم آں روز کزیں منزل ویراں بروم
راحت جاں طلبم و از پئے جاناں بروم

کیا ہی مبارک وقت ہوگا کہ اس ویرانے سے میں رخصت ہوں گا اور محبوب حقیقی کی لقاء سے راحت جان حاصل کرنے کے لئے جسم سے جدا ہو کر روانہ ہوں گا۔ (احیاء العلوم ج ۴ و معارف شمس تبریز ص ۷۶)

خواجہ معین الدین چشتیؒ کا واقعہ

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ "مسلمانانِ ہند کے روحانی مقتدر ۵۲۷ھ مطابق ۱۱۴۹ء میں پیدا ہوئے۔ بحکم سرور عالم ﷺ رائے پتھورا کے دور حکومت میں اجمیر آئے، جہاں ایک سو پانچ سال کی عمر پا کر ۶ رجب ۶۳۲ھ مطابق ۱۲۵۴ء واصل بحق ہوئے۔ آپ کی وفات کے بعد لوگوں نے مشاہدہ کیا کہ آپ کی پیشانی پر یہ نقش ابھرا ہوا تھا: حبیب اللہ مات فی حب اللہ یہ اللہ کا حبیب ہے اور یہ مرا بھی اللہ کی محبت میں۔ (تذکرۃ الاولیاء)

اللہ کے سچے عاشق کی موت کا واقعہ

ذوالنون مصریؒ مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ دیکھا کہ ایک نوجوان ننگا، بیمار، آفت زدہ ایک ستون کے نیچے پڑا ہے اور حزین و غمگین دل سے آہ و نالہ کر رہا ہے

۔ذوالنون کہتے ہے کہ میں اس کے قریب گیا اور السلام علیکم کہہ کر پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ میں غریب عاشق ہوں میں اس کی بات کو سمجھ گیا اور کہا کہ میں بھی تیرے جیسا ہوں پھر وہ رونے لگا اور اس کے رونے سے میں بھی رو پڑا۔ اس نے کہا کیا تو روتا ہے؟ میں نے کہا میں بھی تیرا شریک ہوں۔ پھر وہ زار و زار رویا اور بڑے زور سے چلایا اور نعرہ مارا اور اس کی روح اسی وقت پرواز کر گئی۔

میں نے اس پر اپنا کپڑا ڈال دیا اور کفن کے واسطے اس کے پاس سے بازار آیا، جب کفن خرید کر واپس آیا تو اس کی لاش کو نہ پایا۔ میں حیران ہو گیا ہاتف سے آواز آئی کہ اے ذوالنون یہ غریب وہ ہے جس کو شیطان نے دنیا میں تلاش کیا مگر نہ پایا، یہ وہ ہے جس کو مالک (داروغہ دوزخ) نے ڈھونڈھا مگر نہ پایا، یہ وہ ہے جس کو رضوان (داروغہ جنت) نے طلب کیا لیکن ہاتھ نہ آیا۔ میں نے ہاتف سے پوچھا وہ کہاں ہے؟ جواب دیا (هو في مقعد صدقٍ عند مليك مقتدرٍ) وہ حاکم قادر مطلق کے پاس ہے۔ اس واسطے کہ وہ عاشق صادق تھا راسخ الاعتقاد فرماں بردار بہت جلد توبہ کرنے والا تھا۔ یہ مضمون زہر الریاض میں ہے۔

حضرت رابعہ بصریہ کی موت کا منظر

حضرت رابعہ بصریؒ کو جس وقت دفن کیا تو موافق قاعدہ کے فرشتوں نے آکر سوال کیا۔ رابعہ نہایت اطمینان سے جواب دیتی ہیں کہ بھلا جس خدا کو میں نے عمر بھر یاد رکھا اُسے گز بھر زمین کے نیچے آکر کیسے بھول جاؤں گی؟ تم اپنی تو خبر لو کہ تم کتنی بڑی دور سے راستہ چل کر آئے ہو، کیا تم کو بھی خدا یاد ہے کہ نہیں؟ سبحان اللہ بزرگوں کو بھی کس قدر اطمینان ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی عقل باقی رہتی ہے۔ ایک صوفی نے یہ کہا کہ بھائی سالک کا مرتبہ بڑا ہے کیونکہ اس کی عقل باقی رہتی ہے جس کی بدولت اس کو سینکڑوں مصیبتوں سے نجات ہوتی ہے۔ (تسہیل المواعظ ص ۱۸۹)

محبان خدا مرتے نہیں ہیں اس پر ایک واقعہ

شیخ ابو سعید خرازؒ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں مکہ معظمہ میں تھا ایک دن باب بنی شیبہ پر سے نکلا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک خوبصورت نوجوان کی لاش رکھی ہے۔ میں نے اس کے چہرے کو غور سے دیکھا تو وہ مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمانے لگے اے

ابو سعید! تم نہیں جانتے کہ محبان الٰہی نہیں مرتے اگرچہ ظاہر میں مر جائیں، بلکہ وہ ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف انتقال کرتے ہیں۔

اور ابو یعقوب سنوسیؒ فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک مرید مکہ میں آیا اور کہنے لگا اے استاد! کل ظہر کے وقت میں مر جاؤں گا' یہ دینار لیجئے اور نصف سے میرا کفن اور نصف سے دفن کیجئے۔ جب ظہر کا وقت آیا تو وہ شخص حرم میں آیا اور طواف کیا اور وہاں سے کچھ آگے جا کر مر گیا۔ میں نے اسے غسل دیکر دفنایا، جب قبر میں رکھا گیا تو اسنے اپنی آنکھیں کھول دیں۔ میں نے کہا کیا مرے پر زندہ ہو رہے ہو؟ تو کہا میں تو زندہ ہی ہوں اور محبان خدا زندہ رہتے ہیں۔

اللہ کے سچے عاشق کی موت کے وقت کے کلمات

ایک مرتبہ کوئی محب جان کنی کے وقت کچھ آہستہ آہستہ کہہ رہا تھا دوستوں نے پاس آکر سنا تو یہ الفاظ تھے کہ جب تک زندہ رہا تیرے نام سے زندہ رہا اب اگر میں جاتا ہوں تو تیرے نام کی یاد میں جاتا ہوں اور جب میرا حشر ہو گا تو بھی تیرے نام کی یاد میں ہوں گا۔ (اسرار اولیاء)

اس واقعہ کو سناتے ہوئے بابا فریدؒ نے بعد ازاں فرمایا کہ اس عاشق خدا نے بلند آواز سے کہا "اللّٰہ" اور جان دے دی جب شیخ الاسلام اس بات پر پہنچے تو آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ عاشق اسی طرح جان دے دیتے ہیں۔ (اسرار اولیاء)

حضرت فتح بن شخرف المروزیؒ کی موت کا منظر

آپؒ کی وفات نصف شعبان ۲۷۳ھ میں ہوئی، آپؒ کی کنیت ابو نصر ہے خراسان کے پرانے مشائخ سے ہیں۔ سپاہیوں کے طریقہ پر قبا لے کر چلتے تھے۔ عبد اللہ بن احمد بن حنبل فرماتے تھے خراسان کی خاک سے فتح جیسا آدمی پیدا نہیں ہوا۔ تیرہ سال بغداد میں رہے اور بغداد کی کوئی چیز نہیں کھائی۔ انطاکیہ سے ان کے واسطے ستو آتے تھے جو وہ کھاتے تھے۔ نزع کے وقت خود بخود کچھ کہہ رہے تھے لوگوں نے قریب جا کر کان لگائے تو وہ کہہ رہے تھے:

اللهم اشتد شوقي اليك فعجل قدومي عليك

الٰہی میرا شوق آپ کی طرف شدید ہو گیا یعنی آپ سے ملنے کے لئے دل کی

بے قراری نا قابل برداشت ہو گئی ہے پس مجھے اپنے پاس بلانے میں جلدی کیجئے۔

(حیات صوفیہ ص ۱۳۸)

جب ان کو غسل دیا گیا توان کی پنڈلی پر دیکھا ایک سبز رگ ابھری ہوئی ہے اور اس پر یہ لکھا ہے "الفتح للہ" (فتح اللہ کے لئے ہے) یعنی اس کے خاص آدمیوں سے ہے

ایک عاشق خدا کی موت کے وقت کے کلمات

ایک مرتبہ ایک عاشق حق پر نزع کا عالم طاری ہوا وہ آہستہ آہستہ کچھ کہہ رہا تھا۔ اس کے احباب جو اس کے سرہانے تھے کان لگا کر سننے لگے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے؟ وہ عاشق خدا کہہ رہا تھا کہ:

اے میرے محبوب! جب تک زندہ رہا تیرے نام کی یاد میں زندہ رہا اور آج جب اس دنیا سے جارہا ہوں تو تیرے ہی نام کی یاد لئے جارہا ہوں، اور جب قیامت کے دن اٹھوں گا تو تیرے ہی نام میں مستغرق اٹھوں گا۔

اور اتنا کہنے کے بعد اس نے اللہ کا نام زور سے لیا اور واصل بحق ہو گیا۔

(ملفوظات بابا فرید ص ۱۴۵)

موت عاشقوں کے لئے نعمت ہے

حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ عاشقوں کے نزدیک وہی موت عجیب دولت ہے کہ اس کی آرزوئیں کرتے ہیں۔ اور جب موت کا وقت آجاتا ہے تو نہایت ہی خوش ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایک بزرگ کا قصہ ہے کہ جب ان کے انتقال کا وقت آیا تو آٹھوں جنتیں ان کو نظر آئیں، آپ نے دیکھ کر منہ پھیر لیا اور فرمایا کہ:

اگر میرا مرتبہ عشق میں آپ کے نزدیک بھی ہے جو میں دیکھ رہا ہوں تو میں نے اپنا وقت بے کار ہی کھویا یعنی میرا مقصود تو آپ کی ذات پاک ہے، اگر آپ نہ ہوئے تو جنت لے کر کیا کروں گا؟

پھر اسکے بعد ان پر اللہ تعالیٰ کا نور ظاہر ہوا اور اسی حالت میں ان کا انتقال ہو گیا۔

سبحان اللہ! اب فرمایئے کہ جب یہ حضرات موت سے بھی پریشان نہیں ہوتے تو افلاس اور تنگ دستی سے ان کو کیا پریشانی ہوتی۔ (تسہیل المواعظ)

وفات کے بعد چند بڑے انعامات

❁ امام احمد بن حنبلؒ کے ایک شاگرد فرماتے ہیں جب امام احمد بن حنبلؒ نے وفات پائی تو میں نے انہیں خواب میں دیکھا کہ وہ اکڑ کر چل رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ اے بھائی یہ کیسی چال ہے؟ فرمایا کہ یہ دار السلام (جنت) میں خدام (اللہ کے برگزیدہ حضرات) کی چال ہے۔ میں نے کہا حق تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا میری مغفرت فرمائی اور سونے کے جوتے پہنائے اور ارشاد ہوا کہ یہ سب اس بات کا انعام ہے جو تم نے کہا تھا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے حادث نہیں ہے اور حکم ہوا کہ جہاں چاہو چلو پھرو۔

❁ پھر امام مالکؒ نے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا تو دیکھتا ہوں کہ سفیان ثوریؒ کے دو سبز پر ہیں اور ایک درخت سے دوسرے درخت پر اڑتے پھرتے ہیں اور یہ آیت تلاوت کرتے ہیں:

﴿ الحمد لله الذی صدقنا و عده و اورثنا الارض نتبوأ من الجنة حيث نشاء فنعم اجر العاملين . ﴾

یعنی حمد و شکر ہے اس اللہ عزوجل کا جس نے ہم سے اپنا وعدہ پورا وفا کیا اور ہمیں جنت کی زمین کا وارث بنایا ہم جنت میں جہاں جانا چاہتے ہیں داخل ہوتے ہیں، یہ نیک عمل کرنے والوں کی بڑی اچھی جزا ہے۔

❁ میں نے پوچھا کہ عبدالواحد وراقؒ کی کیا خبر ہے؟ فرمایا میں نے انہیں دریائے نور میں کشتی نور پر سوار ہو کر حق تعالیٰ کی زیارت کرتے چھوڑا ہے۔

❁ میں نے کہا حضرت بشر ابن حارث کا کیا حال ہے؟ کہنے لگے واہ واہ ان کے مثل کون ہو سکتا ہے؟ میں نے انہیں حق تعالیٰ کی طرف دیکھا کہ حق تعالیٰ ان کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے تھے کہ:

اے شخص تو نہیں جانتا کہ تیرا کیا مرتبہ ہے اور اے وہ شخص جو نہ پیتا تھا اب پی لے اور اے وہ شخص جو نہیں کھاتا تھا اب سیر ہو لے۔ (کرامات اولیاء)

صرف اللہ کا دیدار کرنے سے ہوش آئے گا

بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ میں نے حضرت معروف کرخیؒ کو دیکھا کہ وہ گویا عرش کے نیچے ہیں اور حق تعالیٰ سبحانہ ملائکہ سے فرما رہے ہیں یہ کون ہے؟ انہوں نے

جواب دیا آپ خوب جانتے ہیں اے پروردگار' فرمایا یہ معروف کرخی ہیں جو میری محبت کے نشہ میں بیہوش تھے اور میرے دیدار کے بغیر انہیں ہوش نہیں آئیگا (کرامات اولیاء)

نور کی کرسی اور موتیوں کی بارش

امام ربیع ابن سلیمان ؒ کہتے ہیں میں نے امام شافعی ؒ کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا اے ابو عبداللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ فرمایا مجھے نور کی کرسی پر بٹھا کر مجھ پر چمکتے ہوئے تازہ موتی نثار کیے۔ (کرامات اولیاء ص ۱۵۶)

قبر میں عشاق کی حالت

جن عشاق کو موت کے وقت عنایات الٰہی کا ثمر نصیب ہوتا ہے ان کی قبر کے حالات بھی عجیب و غریب ہوتے ہیں۔

لحد میں عشق الٰہی کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

چند واقعات درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت یحییٰ بن معاذ رازی ؒ سے قبر میں فرشتوں نے پوچھا کہ کیا لائے ہو۔ جواب دیا کہ میرے آقا کا فرمان عظیم الشان تھا:

الدنیا سجن المؤمن
دنیا مؤمن کے لئے قید خانہ ہے

اب مجھے بتاؤ کہ قید خانے سے کیا کوئی لاسکتا ہے؟ فرشتے یہ جواب سن کر چلے گئے اور قبر کو باغ بنادیا گیا۔

(۲) حضرت بایزید بسطامی ؒ ایک شخص کو خواب میں نظر آئے اس نے پوچھا کہ قبر میں کیا معاملہ ہوا؟ فرمایا کہ فرشتے پوچھنے لگے کہ او بوڑھے کیا لائے ہو؟ میں نے جواب دیا کہ جب کوئی بادشاہ کے در پر آتا ہے تو یہ نہیں پوچھتے کہ کیا لائے ہو بلکہ یہ پوچھتے ہیں کہ کیا لینے آئے ہو۔ فرشتے یہ جواب سن کر خوش ہوئے۔

(۳) رابعہ بصریہ ؒ اپنی وفات کے بعد کسی کو خواب میں نظر آئیں اس نے پوچھا کہ آگے کیا بنا؟ فرمایا کہ فرشتے آئے تھے پوچھنے لگے من ربک؟ میں نے کہا اللہ تعالیٰ

سے جاکر کہہ دو کہ یا اللہ تیری اتنی ساری مخلوق ہے اور ان میں سے تو مجھے ایک بوڑھی عورت کو نہیں بھولا میرا تو تیرے سوا کوئی ہے نہیں بھلا میں تجھے کیسے بھول سکتی ہوں؟

(۴) حضرت جنید بغدادیؒ سے قبر میں فرشتوں نے سوال کیا کہ من ربك؟ آپ نے فرمایا کہ میرا رب وہی ہے جس نے فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ فرشتے یہ جواب سن کر حیران ہوئے اور چلے گئے۔

(۵) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اپنی وفات کے بعد کسی شخص کو خواب میں نظر آئے، اس نے پوچھا کہ حضرت آگے کیا معاملہ پیش آیا؟ فرمایا کہ فرشتوں نے آکر پوچھا کہ من ربك؟ میں نے جواب دیا کہ تم سدرۃ المنتہیٰ سے نیچے اتر کر (کھرب ہا کرب میل کا فاصلہ طے کر کے) آئے اور اللہ تعالیٰ کو نہیں بھولے، تو کیا میں سطح زمین سے چار فٹ نیچے آکر سب کچھ بھول جاؤں گا؟ پس میرے اوپر رحمت الٰہی کا دروازہ کھول کر میری قبر کو جنت بنا دیا گیا۔

(۶) حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب مؤمن کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو اللہ رب العزت فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ یہ میرا بندہ دنیا سے تھکا ماندہ آیا ہے اسے کہہ دو نم کنومۃ العروس (دلہن کی نیند سو جا)

یہاں محدثین نے ایک نکتہ لکھا ہے کہ یہ نہیں فرمایا کہ تو میٹھی نیند سو جا، بلکہ یہ فرمایا گیا کہ تو دلہن کی نیند سو جا اس میں یہ راز ہے کہ جب دلہن سوتی ہے تو اس کو وہی جگاتا ہے جو اس کا محبوب (خاوند) ہوتا ہے، یہ بندہ قبر میں دلہن کی نیند سو رہا ہے اس کو روز محشر وہ جگائے گا جو اس کا محبوب (اللہ تعالیٰ) ہوگا۔ دلہن جاگے تو خاوند کا مسکراتا چہرہ دیکھے یہ عاشق صادق روز محشر جب جاگے گا تو اللہ تعالیٰ کو مسکراتے دیکھے گا۔ (عشق الٰہی)

عراق میں دفن دو صحابہ کرامؓ

حضرت حذیفہؓ بن الیمان اور حضرت جابر بن عبداللہؓ کا واقعہ

یہ دو اصحاب رسول اللہ ﷺ کے مزارات اول مدائن میں تھے۔ اس کے بعد ایک خاص واقعہ ظہور پذیر ہوا جس کی وجہ سے ان دونوں حضرات کو موجودہ جگہ سلمان پارک کے قریب منتقل کر دیا گیا۔ جاوید اقبال ڈسکوی صاحب اپنے سفر نامہ میں جو جمعہ میگزین

میں چھپا ہے اس کی تفصیل لکھتے ہیں۔

حضرت حذیفہؓ بن الیمان جن کی کنیت ابو عبداللہ تھی نبی کریم ﷺ کے نہ صرف صحابہؓ میں سے تھے' بلکہ خاص اور ذاتی دوستوں میں شمار ہوتے تھے۔ آپ ﷺ اکثر حذیفہؓ اور ان کے والدین کے لئے دعاء فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ! تو حذیفہؓ اور اس کے والدین کو بخش دے۔ غزوہ احد و خندق میں شریک ہوئے بلکہ غزوہ احد میں عورتوں کی حفاظت کی ذمہ داری آپؓ کو سونپی گئی۔ جب عراق فتح ہوا تو حضرت عمرؓ نے آپ کو دریائے دجلہ کے ارد گرد کے علاقہ کا گورنر مقرر کر دیا۔ بعد میں آپ نے آذر بائیجان کا علاقہ فتح کیا اور مدائن کے گورنر مقرر ہوئے۔ یہ حضرت حذیفہؓ ہی تھے جنہوں نے حضرت عثمانؓ کو قرآن یکجا کرنے کا مشورہ دیا۔

حضرت جابرؓ بن عبداللہ جید صحابہؓ میں شمار ہوتے ہیں۔ حضور ﷺ ضرورت کے وقت آپ سے قرض لیا کرتے تھے۔ غزوہ خندق سمیت بہت سے غزوات میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہے۔ بیعت رضوان اور حجۃ الوداع کے موقع پر آپ بھی موجود تھے۔

یہ دونوں صحابہ کرامؓ سلمان پارک سے دو فرلانگ کے فاصلے پر دریائے دجلہ کے کنارے مدفون ہوئے۔ عراق کے شاہ فیصل اول نے خواب میں حضرت حذیفہؓ کو دیکھا۔ آپ نے شاہ فیصل اول سے فرمایا "میری قبر میں پانی اور جابرؓ کی قبر میں نمی آنی شروع ہو گئی ہے، اسلئے آپ ہم دونوں کو یہاں سے منتقل کر دیں اور دریا سے کچھ فاصلہ پر دفن کر دیں۔ صبح ہوئی تو بادشاہ اپنے روزمرہ کے معمولات میں مصروف رہا اور وہ یہ خواب بھول گیا۔ دوسری رات حضرت حذیفہؓ نے پھر یہی بات دہرائی اور شاہ فیصل پھر بھول گیا۔

تیسری رات عراق کے مفتی اعظم کے خواب میں حضرت حذیفہؓ آئے اور کہا کہ ہم دو راتوں سے بادشاہ سے کہہ رہے ہیں کہ ہمیں یہاں سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرو' مگر وہ ہر روز بھول جاتا ہے۔ آپ بادشاہ کو متوجہ کریں اور ہمیں یہاں سے منتقل کریں۔ مفتی اعظم بیدار ہوئے تو بیحد پریشان تھے اور فوری طور پر وزیر اعظم سعید پاشا سے فون پر بات کی اور انہیں تمام خواب سنایا۔ وزیر اعظم مفتی اعظم کو ساتھ لیکر شاہ فیصل کے پاس آیا۔ شاہ نے مفتی اعظم کی بات سن کر تصدیق کی کہ وہ تین راتوں سے ایسا خواب دیکھ رہے ہیں۔ مفتی اعظم نے شاہ پر زور دیا کہ صحابہ کرامؓ کے مزارات کی جگہ تبدیل کریں۔

شاہ نے تجویز دی کہ پہلے اس بات کی تصدیق کر لینی چاہیے کہ آیا دریا کا پانی ان کے مزارات کی طرف آ بھی آرہا ہے یا نہیں؟ چنانچہ محکمہ تعمیرات نے دریا سے ۲۰ فٹ کے فاصلے پر بورنگ کی اور لیبارٹری ٹیسٹ لئے۔ اس موقع پر مفتی اعظم ساتھ رہے، لیکن جو رپورٹیں مرتب ہوئیں انمیں پانی کا مزارات کیطرف آنا تو درکنار نمی تک ثابت نہ ہو سکی۔

لیکن اس رات پھر حضرت حذیفہؓ نے خواب میں شاہ سے اپنا مطالبہ دہرایا۔ چونکہ ماہرین تعمیرات کی رپورٹیں شاہ کو مل چکی تھیں، اسلئے اسنے اسے محض خواب سمجھ کر نظر انداز کر دیا۔ اگلی رات حضرت حذیفہؓ مفتی اعظم کے خواب میں آئے اور انہیں سختی سے کہا کہ پانی ہمارے مزارات میں گھسا چلا آرہا ہے آپ پرواہ نہیں کر رہے ہیں، فوراً منتقل کریں۔

مفتیٔ اعظم اسی وقت گھبرائے ہوئے شاہ فیصل کے پاس پہنچے اور اسے صورت حال سے آگاہ کیا شاہ نے اس موقع پر جھنجھلاہٹ کا اظہار کیا اور کہا کہ مفتی صاحب آپ ماہرین کی رپورٹ ملاحظہ کرنیکے باوجود مجھے پریشان کر رہے ہیں۔ مفتی اعظم نے کہا کہ لیکن رپورٹوں کے باوجود مجھے اور آپکو برابر حکم دیا جارہا ہے۔ میرا مشورہ ہیکہ آپ براہ کرم مزارات کو کھلوادیجئے۔

شاہ نے اسپر خفگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ بہتر ہے آپ فتویٰ دیدیں۔ فتویٰ دینے کیساتھ ہی سرکاری طور پر اعلان کر دیا گیا کہ عید الاضحیٰ کے موقع پر ظہر کی نماز کیبعد حضرت حذیفہؓ اور حضرت جابرؓ کے مزارات کھولے جائیں گے اور انہیں دوسری جگہ دفن کیا جائیگا۔

یہ اشتہار اخبارات میں شائع کرادیا گیا اس اطلاع کے ساتھ ہی دنیائے اسلام میں کھلبلی مچ گئی دنیا بھر کے نشریاتی اداروں اور اخبارات کے نمائندے عراق پہنچنا شروع ہوگئے۔ چونکہ حج قریب تھا اسلئے حکومت عراق نے مسلمانانِ عالم کی اپیل پر حج کے بعد مزارات کے کھولنے کی اپیل منظور کرلی۔

اب صورت حال یہ ہوئی کہ پوری دنیا سے عراق کے شاہ کو تار اور ٹیلی فون موصول ہونے شروع ہوگئے کہ مزارات کی تاریخ بڑھائے جاوے تاکہ وہ صحابہؓ کے جنازوں میں شریک ہو سکیں، لیکن ادھر حضرت حذیفہؓ کا تقاضا بڑھ رہا تھا کہ جلدی کرو ہمیں منتقل کرو۔ بہر حال عید سے دس دن بعد مزارات کھولنے کا فیصلہ ہوا۔

اس دوران قریباً ۵ لاکھ افراد سلمان پارک میں جمع ہوگئے، حتی کہ غیر مسلم بھی اس

عجیب و غریب صورتحال کو بہ چشم خود دیکھنے کے لئے وہاں پہنچ گئے۔ حکومت عراق نے کسٹم 'ویزااور کرنسی وغیرہ کی پابندیاں ختم کردیں۔ دنیائے اسلام کے سرکاری وفود کے علاوہ مصر کے شاہ فاروق بھی جنازے میں شرکت کے لئے آئے۔

شاہ عراق اور عمائدین حکومت کے علاوہ پانچ لاکھ افراد کی موجودگی میں مزارات کھولے گئے 'تو واقعتاً حضرت حذیفہؓ کی قبر میں پانی اور حضرت جابرؓ کی قبر مبارک میں نمی آچکی تھی، حالانکہ رپورٹیں اس کے برعکس تھیں اور دریا بھی دو فرلانگ کے فاصلے پر بہہ رہا تھا۔ اب ہر دو صحابہؓ کرام کو قبور سے باہر لانیکا مسئلہ تھا ایک جدید کرین کے ذریعے جس میں اسٹریچر کس دیا گیا تھا دونوں حضرات کو پورے احترام سے اس طرح اٹھایا گیا کہ ان کے جسد مبارک اسٹریچر پر آگئے اور شاہ عراق 'شاہ مصر 'مفتی اعظم عراق اور مصطفے کمال پاشا کے نمائندے وزیر مختار نے اسٹریچر کو کندھا دیا اور بڑے ادب و احترام سے دونوں صحابیوںؓ کو شیشے کے بکس میں رکھ دیا۔

حضرت حذیفہؓ اور حضرت جابرؓ کے چہروں سے کفن ہٹائے گئے اور لوگ یہ دیکھ کر دنگ رہ گئے کہ دونوں صحابہ کرامؓ کے کے جسد مبارک بالکل محفوظ تھے آنکھیں کھلی ہوئی تھیں جیسے کہ وہ سب کچھ دیکھ رہے ہوں۔ سر اور داڑھی کے بال بالکل محفوظ تھے حتیٰ کہ کفن تک صحیح حالت میں تھا۔ کوئی یہ نہ کہہ سکتا تھا کہ تیرہ سو سال پہلے کے انسانوں کے وجود ہیں۔ انکی آنکھوں میں ایسی چمک تھی کہ کوئی شخص لمحہ بھر کر انہیں دیکھ نہ سکتا تھا۔

اس موقع پر جرمنی کا مشہور ماہر چشم بھی موجود تھا اسنے اپنی عادت اور پیشے کے مطابق صحابیوں کی آنکھوں میں دیکھنا چاہا مگر اسکی آنکھیں خیرہ ہوگئیں اور بعد میں اسنے مفتی اعظم عراق کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔ اس موقع پر عراق کی فوج نے سلامی دی۔

چونکہ لاکھوں افراد جنازے میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کرنے آئے تھے اور مزار کھولنے کا منظر دیکھنے سے قاصر تھے ہڑ بونگ کا بھی ڈر تھا، اس لئے اسکرینوں پر بذریعہ ٹی وی تمام کارروائی دکھائی زیارت عام کے بعد جنازوں کو سلمان پارک کی طرف لے جایا گیا لاکھوں کا مجمع ساتھ تھا ہر کوئی کندھا دینے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا تھا، ہوائی جہاز فضا سے پھول برسا رہے تھے۔

یارانِ نبی ﷺ کو نئے مزارات میں منتقل کردیا گیا نئے مزارات کے قریب

جنازے لائے گئے گارڈ آف آنرز پیش کیا گیا اللہ اکبر کے نعروں میں دونوں یاران نبی ﷺ کو نئے مزارات میں منتقل کر دیا گیا۔

دور جدید میں یہ اسلام کی حقانیت کا اتنا بڑا اور واضح ثبوت تھا کہ لا تعداد غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ عرصے تک عراق کے سینماؤں میں اس فلم کی نمائش کی گئی۔ (قبر کی زندگی)

باب دوم

عشق مجازی

عشق مجازی سے متعلق چند واقعات برائے عبرت: طالب محبوب حقیقی

عشق کی لغوی طبی تحقیق

بندے کے پیرومرشد نے اپنی کتاب "روح کی بیماریاں اوران کا علاج" میں لکھا ہے:

"شرح اسباب" جو طب کی ایک مستند کتاب ہے اس میں امراض دماغ کے سلسلے میں لکھا ہے کہ ایک پودے کا نام عشق پیچاں ہے۔ یہ جس درخت کو لپٹ جاتا ہے تو وہ ہرا بھرا درخت سوکھ جاتا ہے۔ اسی طرح عشق مجازی اپنے عاشق کی دنیا اور آخرت دونوں کو تباہ کر دیتا ہے اور کچھ ہی دن بعد وہ ظالم حسن بھی بے رونق ہو جاتا ہے۔

گیا حسن خوبان دلخواہ کا ہمیشہ رہے نام اللہ کا

اور اس طب کی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ یہ عشق مجازی ہمیشہ بے وقوف لوگوں کو ہوا کرتا ہے۔ (امراض دماغ شرح اسباب مترجم ص۹ حصہ اول بحوالہ روح کی بیماریاں)

اقسام عشق

عشق کی دو قسمیں ہیں:

(۱) عشق حقیقی

(۲) عشق مجازی

عشق حقیقی کی حقیقت سے متعلق آیات' احادیث' اقوال صوفیاء و واقعات تو قارئین پڑھ ہی چکے ہوں گے لہٰذا اب قارئین کی خدمت میں عشق مجازی سے متعلق چند اقوال و واقعات بطور عبرت لکھے گئے ہیں۔

غیر اللہ سے عشق و محبت کی مذمت احادیث کی روشنی میں

(۱) ایک حدیث میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس نے میرے غیر سے محبت کی، اس کی محبت بھی فانی اُس کا محبوب بھی فانی۔ اور جس نے مجھ سے محبت کی اُس کا محبوب بھی باقی اس کی محبت بھی باقی۔

۲ بندہ کے پیرو مرشد نے اپنی ایک مجلس میں غیر اللہ کی مذمت پر ایک حدیث سنائی کہ آپ ﷺ نے غیر اللہ سے دل لگانے والے کے لئے ایک موقع پر یہ بد دعا کی کہ:

اے اللہ اپنی رحمت سے ان کو دور کر دے جو غیروں پر مر رہے ہیں۔

۳ امداد السلوک اور احیاء العلوم میں غیر اللہ کی مذمت پر یہ حدیث قدسی لکھی ہوئی ہے کہ:

من طلبني فقد وجدني ومن طلب غيري فلم يجدني

جس نے مجھ کو طلب کیا تو اس نے مجھے پالیا اور جس نے میرے سوا غیر کو طلب کیا وہ مجھے نہیں پاتا۔

اللہ تعالیٰ کو بندہ سے بڑی محبت ہے، اللہ کی یہ چاہت ہے کہ میرے بندے کے دل میں میرے سوا کسی اور کی محبت نہ ہو۔ اسی لئے جو لوگ غیر اللہ کو محبت سے دیکھتے ہیں، ان سے دل لگاتے ہیں، ان لوگ پر اللہ تعالیٰ بڑے غصہ ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے ایک حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

لعن الله الناظر والمنظور اليه

اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے بد نظری کرنے والے پر اور بد نظری کرانے والی پر بھی۔

ابن جلاءؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی:

جب میں اپنے بندے کے باطن کو دیکھتا ہوں کہ اس میں دنیا و آخرت کی محبت نہیں تو اسکے دل کو محبت سے بھر دیتا ہوں اور اسے اپنی حفاظت میں لے لیتا ہوں۔ (تنبیہ المغترین)

بزرگوں نے جو عشق مجازی کا امر فرمایا ہے اس کی حقیقت

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں کہ ملا جامی نے تو عشق کرنے کا حکم کیا ہے، چاہے خدا تعالیٰ کا عشق ہو چاہے اور کسی کا۔ اور قصہ لکھا ہے کہ ایک بزرگ کے پاس کوئی مرید ہونے کو گیا تھا، ان بزرگ نے فرمایا کہ اول عاشق ہو آ، جب کہیں مرید کروں گا۔ اس سے بعضے بیوقوفوں نے یہ سمجھ لیا کہ جب تک کسی رنڈی یا لونڈے پر عاشق نہ ہو اس وقت تک خدا تعالیٰ کا عشق بھی میسر نہیں ہوتا، یہ بڑی غلطی اور بے سمجھی ہے۔

اس کا مطلب میں عرض کرتا ہوں بات حقیقت میں یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ

سے ملنا چاہتا ہے اس کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے:
ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اسکو جس جس کے ساتھ تعلق ہے سب کو مٹا دے کسی سے بھی کچھ تعلق نہ رہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بہت بڑا تعلق ہو جائے۔
اب رہی اس کی تدبیر کہ دوسروں سے اپنے تعلق کیسے مٹاویں تو اس کے بہت سے طریقے ہیں، ان میں سے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ جس چیز سے تعلق ہو اس کو دل سے ایک ایک کر کے مٹا دے۔ چنانچہ پہلے لوگوں کا یہی طریقہ تھا لیکن اس طریقہ میں بہت دشواری ہے۔ اس لئے کہ اگر کسی شخص کو دس چیزوں سے تعلق ہے مکاں سے، باغ سے، اولاد وغیرہ سے اور دس ہی اس کے اندر عیب ہیں حسد ہے 'غرور ہے' عداوت ہے' وغیرہ وغیرہ تو اس طریقہ سے اگر اس کا علاج کریں گے تو ہر ایک کا علیحدہ علاج کیا جاوے گا اور اس کیلئے بڑی عمر چاہئے اور پھر بھی کچھ نہ کچھ عیب رہ ہی جائیں گے۔
اس دشواری کو دیکھ کر پچھلے بزرگوں نے ایک نیا طریقہ نکالا کہ جیسے کہ مہربان طبیب کی شان ہوتی ہے کہ بیمار اگر کڑوی دوا سے ناک منہ چڑھائے تو وہ اس کو کسی اچھی تدبیر سے کھلا دیتا ہے یا وہ دوا بدل دیتا ہے۔ ایسے ہی پچھلے بزرگوں نے دیکھا کہ اگر ایک شخص کو ہزار چیز سے تعلق ہے تو اگر ایک ایک چیز سے تعلق چھڑا لیا جائے جیسے کسی مکان میں کوڑا بہت ہو تو اس کی صفائی کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ ایک ایک تنکا لیا اور پھینک دیا، اسی طرح سب تنکے اور کوڑا مکان سے باہر پھینک دیا جاوے، مگر اس میں بڑا وقت صرف ہو گا اور ایک طریقہ صفائی کا یہ ہے کہ جھاڑو لے کر تمام تنکوں کو ایک جگہ جمع کر کے پھینک دیا۔ تو ایسے ہی یہاں بھی کوئی جھاڑو ہونی چاہئے جو سارے تعلقات کو ایک جگہ سمیٹ کر پھر سب کو اکٹھا دل سے دور کر دے۔ پس ان کی سمجھ میں آیا کہ عشق ایک ایسی چیز ہے کہ اپنے سوا سب چیزوں کو پھونک کر خود ہی رہ جاتا ہے اور کسی چیز کا نشان تک نہیں چھوڑتا۔
دیکھئے اگر کوئی کسی پر عاشق ہو جاتا ہے تو مال بیوی بچے باغ مکان یہاں تک کہ اپنی جان تک اس کے واسطے برباد کر دیتا ہے۔ ایک رئیس کو بیلوں کا شوق تھا ہزاروں روپیہ اس میں کھو دیا۔ حضرت مولانا فتح محمد صاحب تھانویؒ کو کتابوں کا شوق تھا خود نہ دیکھتے تھے مگر سیکڑوں کتابیں خرید کر رکھ چھوڑیں۔ غرض عشق وہ چیز ہے کہ سوائے معشوق کے سب کو مٹا دیتا ہے۔

اسلئے ان بزرگوں نے یہ طریقہ نکالا کہ اول عشق پیدا کرنا چاہئے خواہ کسی چیز کا ہو اس واسطے وہ اول دریافت کرتے تھے کہ کسی پر عاشق بھی ہو؟ پس معلوم ہوا کہ اس کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ آدمی ہی کا عاشق بنو بھینس کا عشق بھی اس کے لئے فائدہ مند ہے۔ اس لئے کہ مقصود تو ہے کہ سارے تعلق سمیٹ کر بس ایک ہی کے ساتھ ہو جاویں۔ پھر تعلق اور محبت کو معشوق سے چھڑا کر خدا تعالیٰ کی طرف پھیر دیں۔

بھینس کا خیال جمانے کے حکم پر ایک واقعہ

ایک بزرگ کا قصہ ہے کہ ایک شخص ان کے پاس مرید ہونے کو آیا انہوں نے پوچھا کہ کسی چیز سے تم کو محبت بھی ہے؟ اس نے کہا بھینس سے محبت ہے۔ فرمایا کہ جاؤ چالیس روز تک بھینس کا خیال جمائے رکھو، لیکن خدا کے لئے اور لوگ اس کا وظیفہ نہ کرلیں۔ اس لئے کہ ہر شخص کی حالت جدا ہے کسی کے لئے ایک چیز فائدہ مند ہے اور کسی کے لئے نہیں۔ تو خدا کے واسطے تم ایسی دیکھا دیکھی نہ کرنا کہ آج سے نماز روزہ اور خدا کی یاد کو چھوڑ کر بھینس کا خیال باندھ کر بیٹھ جاؤ۔ خلاصہ یہ کہ ان بزرگوں نے فرمایا کہ جاؤ بھینس کے خیال باندھنے کا ایک چلہ کرو اور چالیس دن کے بعد ہمیں خبر دینا۔

بس وہ پانچوں وقت نماز تو پڑھ لیتا اور کونے میں جا کر بھینس کا خیال جما کر بیٹھ جاتا اور جب چالیس روز پورے ہو گئے تو وہ صاحب تشریف لائے اور فرمایا کہ بیٹا باہر آؤ۔ جواب دیتے ہیں کہ حضور باہر کیسے جاؤں بھینس کے سینگ نظر آرہے ہیں۔ پیر صاحب نے شاباش دی کہ مقصود پورا ہو گیا۔ سب لوگ جاتے رہے اب فقط بھینس رہ گئی، اسکا جانا آسان ہے۔

پس اس بیان سے معلوم ہوا کہ اس کیلئے عورت یا لڑکے پر عاشق ہونا ضروری نہیں ہے، بلکہ ان پر عاشق ہو جانے میں بڑا اندیشہ ہے کہ کہیں اس لونڈے یا عورت ہی میں نہ رہ جائے اور جو مقصود ہے اللہ تعالیٰ سے ملنا اور انسے محبت ہونا اس سے ہمیشہ کو محروم نہ ہو جائے۔ اسلئے خود اپنے اختیار سے عورت یا لڑکے پر عاشق ہونا جائز نہیں۔ ہاں، اگر بلا اختیار کسی کو لڑکے یا عورت سے عشق ہو جاوے تو اسکے ذریعہ سے خدا تعالیٰ سے مل سکتا ہے مگر اس شرط سے کہ نہ تو معشوق کے پاس رہے نہ اس کو دیکھے نہ اس سے بات کرے، نہ آواز سنے اور جہاں تک ہو سکے دل میں اس کا خیال نہ لاوے۔ غرض جہاں تک ہو سکے اس سے بچے۔

اگرچہ اسطرح کرنا نفس کو بہت دشوار ہوگا، لیکن ہمت تو نہ توڑے اور دل کو مضبوط

کر کے اسپر عمل کرے تھوڑے روز ایسا کریسے اسکے دل میں ایک قسم کی جلن پیدا ہو گی جس سے عزت مال اولاد سب کی محبت دل سے جاتی رہیگی۔ اب چونکہ اسکے دل میں محبت تو بھری ہوئی ہے ہی، پیر اس محبت کو معشوق سے ہٹا کر خدا تعالیٰ کیطرف لگادیگا اگر ایسا کریگا تو اس عشق سے بھی خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے اور اگر معشوق سے جدا نہ رہا، بلکہ اس سے ملا جلا رہا، آپس میں بات چیت، اٹھنا بیٹھنا، سب کچھ رکھا تو پھر ہمیشہ اسی بلا میں پھنسا رہیگا۔ اور کسی دن بھی اسکو اس سے چھٹکارا نصیب نہ ہو گا۔ دیکھئے ملا جامیؒ خود ہی فرماتے ہیں کہ دیکھو معشوق کی صورت میں مت رہ جائیو یہ راستہ کا پل ہے جلدی سے اس سے پار ہو جانا چاہئے

غرض کہ بزرگوں نے جو عاشق ہونے کو کہا ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ خوب نظر بازی کریں مزے اڑائیں اور سمجھیں کہ ہم صوفی ہیں ہمیں سب کچھ حلال ہے اور اس سے خدا تعالیٰ کی نزدیکی میسر ہو گی۔ اس سے خدا تعالیٰ کی نزدیکی تو کیا ہو گی یہ تو ان سے بہت دور کردے گی بلکہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس گناہ سے اللہ تعالیٰ بہت ہی ناخوش ہوتے ہیں۔ (تسہیل المواعظ)

صاحب تفسیر روح البیان فرماتے ہیں

زلیخا کا عشق اگرچہ مجازی تھا لیکن سچا اور مبنی بر حقیقت تھا، اسی لئے مقصود حاصل ہو گیا اور مجاز سے اسے حقیقت نصیب ہوئی۔ اس لئے کہ مجاز حقیقت کے لئے بمنزلہ پل کے ہے یا سیڑھی کے۔

بندے کے پیر و مرشد نے ایک موقع پر فرمایا جو عاشق مزاج ہوتا ہے وہ منازل سلوک جلدی طے کرتا ہے کیونکہ اسکے سینے میں عشق کی آگ تو پہلے سے لگی ہوئی ہوتی ہے صرف مجازی سے حقیقی کی طرف رخ بدلنے کی دیر ہے۔

نوٹ: اس سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ پہلے عشق مجازی کیا جائے تاکہ عشق حقیقی تک جلدی پہنچ سکیں، ایسی سوچ یقیناً شیطان کی سوچ ہے۔

عشق مجازی کے نتائج پر چند واقعات

عشق میں کافر ہونے والے مؤذن کا واقعہ

۱ امام ابن جوزیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک شخص کی حکایت معلوم ہوئی ہے جو بغداد میں رہتا تھا۔ نام اسکا صالح تھا، اُسنے چالیس سال تک اذان دی تھی اور یہ نیک نامی میں بھی بہت مشہور تھا۔ یہ ایک اذان دینے کے لئے منارہ پر چڑھا اور مسجد کے پہلو میں ایک عیسائی کے گھر میں اس کی بیٹی کو دیکھا اور اس کے فتنہ میں مبتلا ہو گیا اور (اُتر کر) اس کے دروازہ پر آیا۔ اس کے دروازہ کو کھٹکھٹایا تو اس کی لڑکی نے پوچھا کون ہے؟ اس نے کہا میں صالح مؤذن ہوں۔

اس نے اس کیلئے دروازہ کھول دیا تو اس مؤذن نے اسکو فوراً اپنے ساتھ چمٹالیا۔ لڑکی نے کہا تم مسلمان تو بڑے دیانت امانت والے ہوتے ہو پھر یہ خیانت کیسی؟ مؤذن نے جواب دیا اگر میری بات مانتی ہو تو ٹھیک ورنہ میں تمہیں قتل کر دونگا۔ لڑکی نے کہا ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا۔ ہاں، اگر تم اپنا دین چھوڑ دو تو......' تو مؤذن نے کہا میں اسلام سے بری ہوں اور اس سے بھی جو محمد ﷺ لیکر مبعوث ہوئے ہیں (نعوذ باللہ)۔ پھر وہ اسکے قریب ہوا تو لڑکی نے کہا تم نے تو یہ اسلئے کہا کہ اپنا مقصد پورا کر لو پھر اپنے دین کیطرف لوٹ جاؤ۔ اب میری شرط ہے کہ تم خنزیر کا گوشت کھاؤ۔ اسنے اسکو کھایا۔ پھر لڑکی نے کہا اب شراب بھی پیو۔ اسنے شراب بھی پی لی جب اس پر شراب نے اثر کیا تو لڑکی کے قریب ہو گیا تو لڑکی نے کمرے میں داخل ہو کر اندر سے کنڈی لگالی تو اسنے کہا کہ تم چھت پر چڑھ جاؤ حتیٰ کہ میرا والد آجائے اور میرا تیرا نکاح کر دے۔ وہ چھت پر چڑھ گیا اور پھر اس سے گر کر مر گیا۔

پھر وہ لڑکی کمرے سے باہر نکلی اور اس کو کپڑے میں لپیٹا یہاں تک کہ اس کا باپ بھی آگیا تھا، اس نے اس کو سارا قصہ سنایا۔ اس نے اس کو رات کے وقت گھر سے نکال کر ایک گلی میں پھینک دیا اور اس کا قصہ مشہور ہو گیا اور اس کو گندگی کے ڈھیر پر پھینک دیا گیا۔

(صلاح الرسوم ص ۱۰)

عشق میں کفر کرنے کا دوسرا واقعہ

۲ حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

کان رجل یعبد اللہ بساحل البحر ثلاثمائة عام یصوم النهار و یقوم اللیل ثم انه کفر باللہ العظیم فی سبب امرۃ عشقها و ترک ما کان علیه من عبادۃ اللہ عزو جل ثم استدرکه اللہ ببعض ما کان منه فتاب علیه۔

ایک شخص (بنی اسرائیل کی قوم کا) سمندر کے ساحل پر تین سو سال تک عبادت کرتا رہا یہ دن کو روزہ رکھتا تھا اور رات کو نفل پڑھتا تھا۔ اس کے بعد اس نے ایک عورت کے عشق کی خاطر اللہ جل شانہ سے کفر کیا اور اللہ تعالیٰ کی جو عبادت کرتا تھا سب چھوڑ دی پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو کسی گناہ کی بناء پر عذاب میں مبتلا کیا پھر اس کی توبہ کو قبول فرمایا۔

سابقہ امتوں میں لوگوں کی عمریں بہت ہوا کرتی تھیں اب کے زمانہ میں اوسط عمر ساٹھ، ستر برس ہوتی ہے۔ (ذم الهوی)

عشق میں خالق کی رضا سے زیادہ معشوق کی رضا کو ترجیح دینے کا واقعہ

۳ ایک اور شخص کی حکایت ہے کہ کسی پر عاشق ہو گیا اور اس غم میں صاحب فراش ہو گیا کچھ لوگوں نے درمیان میں پڑ کر معشوق کو لانے پر آمادہ کیا۔ یہ خبر سن کر عاشق تازہ ہو گیا، اور منتظر وعدہ ہو کر بیٹھا۔ دفعتاً ایک شخص نے آکر بیان کیا کہ میرے ساتھ آنے کو چلا تھا راستہ میں کہنے لگا کہ میں موضع تہمت میں نہیں جاتا، میں نے ہر چند سمجھایا مگر اس نے نہ مانا اور واپس ہو گیا۔ اس کو سنتے ہی اس کی پہلے سے بدتر حالت ہو گئی اور علامات مرگ ظاہر ہونے لگے اور اس حالت میں یہ کہنا شروع کیا ۔

اعلم یا راحت العلیل ویاشفاء المدنف الخلیل
رضاک اشهی الیٰ فؤادی من رحمته الخالق الجلیل

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے معشوق کو خطاب کر کے کہتا ہے کہ:
تیری رضامندی (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بھی زیادہ مرغوب ہے۔

ایک شخص کہنے لگا کہ کمبخت خدا سے ڈر کیا کہتا ہے کہنے لگا جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔ ناصح اٹھ کر دروازہ تک نہ پہنچا تھا کہ اس کی روح قبض ہو گئی۔ (اصلاح، ص ۳۴۳)

عشق مجازی پر ایک عجیب واقعہ

۴ ایک حکایت سنو! ایک سوداگر کے پاس ایک لونڈی تھی اس سے ایک نوجوان کو عشق ہو گیا، اس غم میں گھلتے گھلتے وہ بیمار پڑ گیا۔ سب طرح کے دارو درمن ٹونے ٹوٹکے کیے گئے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ ایک دن ماں نے پوچھا:

پوت (بیٹا) تو میرا گوشت و پوست، میرے جگر کا ٹکڑا ہے، بتا تو سہی کہ معاملہ کیا ہے؟

اس نے ماں کی شفقت دیکھ کر سب حال بیان کر دیا ماں نے کہا یہ کون سی بڑی بات ہے؟ سوداگر کے ہاں پیام بھیجا کہ لونڈی کو ہمارے ہاتھ بیچ دو، اس نے انکار کیا۔ ادھر اس کنیز کی حالت بھی خراب تھی اپنے آپ گھل رہی تھی حتیٰ کہ اسے دق ہو گئی۔ سوداگر نے یہ دیکھ کر سودا کر لیا اور کنیز اس گھر میں آئی۔ نوجوان کے سب اعزا آگئے اور بتدریج اسے محبوبہ کے آنے کی خبر دینی شروع کی کہ کہیں شادی مرگ نہ ہو جائے۔

غرض جب وہ سامنے آئی تو لڑکے نے سب کو ہٹا دیا کہ راستہ خالی کر دو تاکہ میں اس جمال جہاں آراء پر ایک نظر ڈال سکوں جس وقت نوجوان کی نظر اس کو کب دری پر پڑی دونوں ہاتھ بغل گیر ہونے کے لئے پھیلا دیئے لوگوں نے لڑکی کو سینہ پر ڈال دیا دونوں کا سینہ سے سینہ ملا اور لڑکا جاں بحق تسلیم ہو گیا۔

یہ عشق کی ایک کمترین تجلی تھی پس اس تجلی اور نعمت کا کیا پوچھنا جو جمال و جمیل دونوں کے خالق کی تجلی ہو۔ جب اس بھید کی طلب سر پر سوار ہو گی تو کیا حال ہو گا؟

مخلوق سے عشق کا انجام

۵ کہتے ہیں کہ واسط کے شہر میں ایک عیسائی ڈاکٹر رہتا تھا جو جوان بھی تھا اور خوبصورت بھی، عورتیں اسکے عشق کا دم بھرتی تھیں۔ یہ ایک مرتبہ ایک کردی کی بیوی کی خون کی رگ کھولنے آیا' جب عورت نے اپنے کلائی کھولی تو وہ اسکے حسن کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ پھر وہ لذت لینے کی خاطر اسکو سہلانے لگ گیا، جسکو عورت نے محسوس کر لیا۔ پھر اسنے عورت سے کہا آج رگ نہیں کھل رہی تم اس کو کل تک مؤخر رکھو۔ پھر وہ چلا گیا۔

جب عورت کا خاوند آیا اس نے اس کو سارا واقعہ سنایا تو وہ باہر گیا اور اس ڈاکٹر کو بلوایا، جب وہ اس کے پاس پہنچا تو اس خاوند نے کہا کہ آپ میرے ساتھ چلیں ایک (اور) مریض کو دیکھنا ہے۔ چنانچہ وہ دونوں ایک کشتی میں سوار ہوئے اور وہ اس کو وادیوں میں

لے گیا اور تلوار کے ساتھ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ (ذم الھویٰ)

عشق پر ایک نوجوان کا قصہ

۶ ایک نوجوان نے عید کے دن لوگوں کو کھڑکی سے جھانک کر دیکھا اور کہا:

من مات عشقاً فليمت هكذا لاخير في عشق بلا موت

جو عشق سے مرنا چاہتا ہے وہ اسطرح مرے، عشق بغیر موت کے بے سود ہے۔

اور اسنے ایک بلند چھت سے اپنے آپ کو گرادیا اور مر گیا۔ (رسالہ قشیریہ ص ۵۷۹ واحیاء العلوم)

محبت میں ڈیوک آف ونڈسر کی قربانی

۷ ہمارے سامنے کا واقعہ ہے کہ انگلستان کے بادشاہ کے بیٹے ڈیوک آف ونڈسر نے ایک دھوبن کے عشق میں اتنی بڑی بادشاہت پر لات ماری جس میں کبھی سورج نہ ڈوبتا تھا۔ آج کل چونکہ مادہ پرستی کا زمانہ ہے بادشاہت کو چھوڑنا بڑی بات سمجھی گئی اس لئے واقعہ مشہور ہو گیا۔ لیکن آئے دن بہت سے آدمی اسی طرح کے عشق میں اپنی جانیں قربان کر دیتے ہیں ان کی شہرت نہیں ہوتی۔

معشوق کا دیدار کرتے کرتے جان نکل گئی پر پتہ بھی نہ چلا:

۸ حضرت مولانا مسیح الامت نے ایک مجلس میں عشق مجازی کی تباہ کاریوں سے متعلق ایک واقعہ سنایا جو قارئین کے لئے پیش خدمت ہے! ارشاد فرمایا کہ:

ایک عاشق کو اسکی محبوبہ نے ملاقات کا وقت دیا اور وہ آ گیا دونوں آمنے سامنے بیٹھ گئے۔ معشوقہ نے جذبہ عشق میں اس عاشق کو اپنی ران پر سر رکھ کر لٹالیا، عاشق آنکھیں کھول کر، ٹکٹکی باندھ کر کہ پلک بھی نہ جھپکنے پائے اپنی معشوقہ کو دیکھ رہا ہے اور یہ اسکو دیکھ رہی ہے۔

ایسی حالت بھی سالک کے اندر جامعیت کی آجاتی ہے تو مجھے اور میں تجھے دیکھا کروں۔ توفیق الٰہی سے اس وقت کانك تراه بھی ہے اور فانه يراك بھی ہے، دونوں بتوفیقہ تعالیٰ جمع ہیں۔ ایسے ہی جب سالک نماز میں قیام کے اندر ہے تو سجدہ کی جگہ ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہا، اس طرح کہ پلک بھی نہیں جھپکتا اور جب ذرا جھک گیا (رکوع میں چلا گیا) تو قدموں پر ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہا ہے، ذرا پلک نہیں جھپکتا۔ اور جب بالکل قدموں پر سر رکھ دیا (سجدہ میں چلا گیا) تو بھی یہ بینی (ناک کی پھننگل) کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہا ہے، پلک نہیں جھپکتا۔ جب سلام کی پیشی ہو رہی ہے تو داہنے اور بائیں مونڈھے

پر ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہا ہے، پلک نہیں جھپکتا حکم تعمیل نماز میں اس طرح ہو رہا ہے، یہ مطلوب کیطرف اشارہ تمثیل سے کیا گیا۔ آگے قصہ کی تکمیل ہے۔

معشوقہ نے دیکھا کہ عاشق کے رخسار پر ایک مَسّہ ہے۔ ایک ہوتا ہے تل ایک ہوتا ہے مَسّہ۔ مَسّہ ابھرا ہوا ہوتا ہے، وہ اچھا نہیں لگتا اور تل تو جمال پیدا کرتا ہے۔ تو وہ مسہ معشوقہ کو کچھ اچھا نہیں لگا۔ اس نے اپنی ران پر سے عاشق کا سر اٹھا کر تکیہ پر رکھ دیا اور خود اٹھ کر اندر گئی وہاں سے ایک دھار دار آلہ لائی تاکہ مسہ کو چھیل دے۔ اتفاق سے وہ آلہ زہر میں بجھا ہوا تھا' معشوقہ کو اس کا علم نہ تھا۔ اس نے آہستہ آہستہ اس مسہ کو چھیلا چونکہ وہ آلہ زہر آلود تھا اس کا اثر جسم کے اندر پہنچ گیا۔ عاشق کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں' ٹکٹکی باندھکر معشوقہ کو دیکھ رہا ہے اور روح پرواز کر رہی ہے۔ یہاں تک کہ روح پرواز کر گئی اور اسے خبر بھی نہیں ہوئی کہ میرا سر کہاں رکھا تھا پھر کہاں رکھ دیا گیا اور کہاں سے چھیلا جا رہا ہے اور کیسے روح پرواز کر رہی ہے۔

عبدالعزیز دباغؒ نے مریدین سے فرمایا' دیکھا ایک مخلوق کا مخلوق کے ساتھ عشق کا حال تو اللہ کے عاشقوں کا ذات حق کے ساتھ عشق کا کیا حال ہوتا ہو گا جب ہوتا ہو گا۔

عشق کا بھوت

۹ ایسے ہی ایک نوجوان کا واقعہ ہمارے حضرت علامہ محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب "تراشے" میں مذکور ہے جو کہ انہوں نے ۲۲ اپریل ۱۹۷۱ء کے روزنامہ مشرق کے حوالہ سے ذکر کیا ہے فرماتے ہیں کہ:

راولپنڈی کے قریب ایک لڑکے عمر فاروق نے تیرہ سال کی عمر میں ایک فلم دیکھی تھی، جبکہ وہ چھٹی جماعت میں پڑھتا تھا۔ اسوقت سے وہ اس فلم کی ہیروئن کے عشق میں مبتلا ہو گیا اور تعلیم ترک کر دی۔ تنگ آکر اسکے والد نے اسے گھر سے نکل جانے کی ہدایت کی اور وہ لاہور چلا آیا۔ پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس خوبرو عمر فاروق جسکی ماں اسے ڈاکٹر یا بڑا افسر دیکھنے کی متمنی تھی اب وحشیوں کیطرح لاہور کی سڑکوں پر مارا مارا پھرتا ہے اور محنت مزدوری کر کے جو پیسے حاصل کرتا ہے انہیں اپنی پسندیدہ ہیروئن کی فلمیں دیکھنے میں صرف کرتا ہے۔ اسنے مذکورہ ہیروئن کی ایک فلم ۶۳ مرتبہ اور ایک ۳۹ مرتبہ دیکھی ہے۔ وہ جب اخبار مشرق کے دفتر میں پہنچا تو اسکے کپڑوں پر خون کے

دھبے تھے۔ اس سے وجہ پوچھی گئی تو اسنے اپنا بایاں بازو دکھایا جسپر بلیڈ سے مذکورہ ہیروئن کا نام کھودا ہوا تھا اس سے قبل وہ بازو کو جلا کر بھی یہی نام لکھ چکا تھا جو اب مٹ رہا ہے۔

یہ ایک نوعمر عاشق کی داستان ہے جو اتفاق سے اخبار میں چھپ گئی ہے ورنہ سچی بات تو یہ ہے کہ ہماری فلموں اور ڈراموں نے ایسے عاشقوں کی پوری فوج ظفر موج تیار کر دی ہے جو کہ آپکو گرلز کالجوں کے سامنے، فیکٹریوں کیسامنے، دکانوں کیسامنے اور بازاروں میں سیٹیاں بجاتے اور اشارے کرتے اور بندروں جیسی حرکتیں کرتے ہوئے دکھائی دینگے۔

نوجوان بہنوں اور بیٹیوں کو دیکھکر اور انہیں سنا سنا کر یہ وہی فحش گانے الاپنے لگتے ہیں جو انہوں نے کسی فلم میں ہیرو کی زبان سے سنے ہوتے ہیں ان پر عشق کا بھوت کچھ اسطرح مسلط ہو جاتا ہے کہ یہ فکر ایں و آں سے فارغ ہو جاتے ہیں، نہ گھر کا خیال نہ بوڑھے والدین کا احساس۔ اپنی عزت بھی گنواتے ہیں اور خاندان کی بھی انکو جوتے بھی لگتے ہیں۔ اور انمیں سے بعض جیل بھی چلے جاتے ہیں، لیکن پرواہ نہیں کرتے۔ (تراشے)

ایک ہندی کے عشق کا واقعہ

۱۰ کہتے ہیں کہ ایک ہندی کسی لڑکی پر عاشق ہو گیا، لڑکی نے کوچ کا ارادہ کیا تو وہ شخص اسکی مشایعت کیلئے نکلا اس وقت اسکی ایک آنکھ سے آنسو نکلے اور دوسری سے نہ نکلے جس آنکھ سے آنسو نہیں نکلے تھے اس نے اس آنکھ کو چوراسی سال تک بند رکھا اور سزا کے طور پر اسے نہیں کھولا کیونکہ اس نے اس کی محبوبہ پر آنسو نہیں بہائے تھے اسی مفہوم کا یہ شعر پیش کیا جاتا ہے ؎

بکت عینی غداۃ البین رمعاً
واخری بالبکاء بخلت علینا
فعاقبت التی بخلت بدمع
بان غمضتھا یوم التقینا

محبوب کی جدائی کے دن میری ایک آنکھ نے آنسو بہائے اور دوسری نے کوئی آنسو نہیں بہایا۔ لہٰذا جس آنکھ نے کوئی آنسو نہیں بہایا تھا میں نے اسے یہ سزا دی کہ محبوب کی ملاقات کے دن میں نے اسے بند رکھا۔ (رسالہ قشیریہ ص ۵۷۹)

ایک عاشق مجاز کی حکایت

۱۱ ابن عطاء اسکندری نے ایک عاشق مجازی کی حکایت اسی مضمون پر لکھی ہے کہ لوگوں نے تہمت عشق پر اس کے سو کوڑے مارے، تو ننانوے پر اس نے آہ بھی نہ کی سویں کوڑے پر آہ کی۔ کسی نے پوچھا کہ ننانوے کوڑے کا تو تحمل کر لیا اور اخیر کے ایک کوڑے کا تحمل نہ ہوا، اس کی کیا وجہ ہے؟ کہا ننانوے تک تو محبوب میرے سامنے تھا اور وہ کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا تھا کہ میری محبت میں اس کو یہ مصیبت پیش آئی، اس لذت میں مجھے الم ضرب کا احساس نہ ہوا ننانوے کے بعد وہ چلا گیا تو مجھے الم کا احساس ہوا، اسلئے آہ نکل گئی

تو اے صاحبو! یہ اس کا محبوب تھا جو غائب ہو گیا اور آپ کا محبوب تو ہر دم آپ کے ساتھ ہے ہر حالت میں آپ کو دیکھ رہا ہے، جس کی شان یہ ہے کہ لا تاخذہ سنۃ ولا نوم (نہ اس کو اونگھ آتی ہے نہ نیند) پھر آپ کو ملامت اغیار میں زیادہ لذت آنا چاہئے۔

(خطبات حکیم الامت)

حضرت خواجہ گیسو درازؒ کے بھائی کا واقعہ

۱۲ حضرت خواجہ نے اپنے بھائی کا ایک واقعہ اپنے ملفوظات میں لکھا ہے کہ میرے بڑے بھائی کو ایک عورت سے محبت تھی۔ ایک رات وہ عورت اپنے گھر میں تھی کہ ایک بچھو نے اس کے پاؤں پر ڈنک مارا۔ میرے بھائی اپنے گھر میں تھے، وہ بھی اس وقت تڑپ اٹھے اور تمام رات ان کے پاؤں کے اسی حصہ میں سوزش اور تکلیف ہوتی رہی جس جگہ بچھو نے عورت کے ڈنک مارا تھا۔ آخر جب اس عورت کے پاؤں کی سوزش کم ہوئی اور زہر کا اثر ختم ہوا تو میرے بھائی کے پیر کی تکلیف بھی جاتی رہی۔

عشق و محبت کی یہ کیفیات و برکات تو اس فانی دنیا کی فانی صورتوں میں ظاہر ہوتی ہیں تو پھر عشق حقیقی کی برکات اور نعمتوں کا کوئی کیا اندازہ کر سکتا ہے۔ (صحبت کے اثرات ص ۲۶)

عشق میں پاگل ہونے والے شخص کا واقعہ

۱۳ ایک شخص کی حکایت ہے کہ وہ [illegible] کے روبرو کھڑا تھا اور دروازہ اس گھر کا حمام کا سا دروازہ تھا۔ ایک خوب صورت نوجوان لڑکی وہاں سے گزری اور پوچھا کہ حمام منجاب کا راستہ کدھر ہے؟ اس شخص نے کہا حمام منجاب یہی ہے۔ وہ اندر چلی گئی اور یہ اس کے پیچھے پیچھے چلا، جب لڑکی نے یہ حالت دیکھی تو سمجھ گئی کہ اس نے دھوکہ دیا۔ اس

نے برہ چالا کی بشاشت ظاہر کی اور کہا کہ کچھ سامان عیش و نشاط مہیا کر لینا چاہئے۔ کہنے لگا جو کہو ابھی تیار ہو جاتا ہے اس نے کچھ فرمائش کی۔ یہ گھر سے اُس کا سامان کرنے کے لئے باہر نکلا اور اُسکو گھر میں چھوڑ گیا، یہ لڑکی نکل کر چل دی۔ وہ شخص لوٹ کر جو آیا اور اس کو نہ پایا، بہت پریشان ہوا اور اکثر اس کو یاد کیا کرتا تھا اور گلی کوچوں میں کہتا پھرتا ۔

یارب قائلت یوماً وقد تعبت این الطریق الیٰ حمام منجاب

خلاصہ شعر کا یہ ہے کہ وہ جو حمام منجاب کا راستہ پوچھتی تھی کہاں ہے'

اسی طرح تمام عمر مصیبت میں گزری۔ جب مرنے کا وقت پہنچا لوگ کلمہ پڑھنے کو کہتے تھے اور وہ بجائے کلمہ کے یوں کہتا تھا ۔

یارب قائلتہ یوماً وقد تعبت این الطریق الیٰ حمام منجاب

آخر اسی میں ختم ہو گیا' نعوذ باللہ من سوء الخاتمة

عشق میں دیوانہ ہونے والے شخص کا واقعہ

۱۴ محمد بن زیاد اعرابی کہتا ہے کہ میں نے گاؤں میں ایک دیہاتی کو دیکھا جس کے گلے میں تعویذ لٹکے ہوئے تھے۔ خود ننگا تھا، صرف شرم گاہ پر ایک چیتھڑا باندھا ہوا تھا اس کے پاؤں میں رسی بندھی ہوئی تھی، اس کے پیچھے بڑھیا تھی جس نے رسی کو ایک کنارہ سے پکڑا ہوا تھا۔ یہ دیوانہ اپنے بازو چباتا تھا۔

میں نے بڑھیا سے پوچھا یہ کون ہے؟ کہا یہ میرا بیٹا ہے میں نے پوچھا اس کی یہ کیا حالت ہے؟ کیا اس کو شیطان کی طرف سے سرکشی تو نہیں؟ کہنے لگی نہیں اللہ کی قسم بلکہ یہ اور اس کی چچازاد ایک ہی مکان میں پروان چڑھے اور جوان ہوئے اور یہ اس سے دل لگا بیٹھا اور وہ اس سے دل لگا بیٹھی لڑکی کے گھر والوں نے اس کو پابند رکھا ہے اور اس سے روک رکھا ہے اس وجہ سے میرے بیٹے کی عقل زائل ہو گئی۔

نظر بازی اور عشق بازی کی تباہ کاریوں پر ۲ حکایتیں

۱۵ ایک صاحب دکاندار تھے، بال بچے دار تھے۔ اس دکان سے فرصت پا کر ایک امیر خاندان میں ٹیوشن کرتے تھے کچھ لڑکے اور کچھ لڑکیاں بھی پڑھنے لگیں۔ یہ شاعر خوش آواز بھی تھے بدنگاہی کرتے کرتے عشق مجازی میں مبتلا ہو گئے اور پھر ان پر عذاب الٰہی شروع ہو گیا۔ راتوں کی نیند حرام ہو گئی دکان برباد ہونے لگی گھر میں فاقے ہونے لگے'

صحت خراب ہو گئی، آنکھیں اندر کو دھنس گئیں۔
ایک دن احقران کی دکان سے گزرا دیکھا کہ بال بکھرے ہوئے گرد آلود ہیں اور یہ شعر پڑھ رہے ہیں۔

مل ہی جائے گا کوئی کنارہ مجھے
موج غم دے رہی ہے سہارا مجھے

لیکن شاعری سے کنارہ نہیں ملتا غم سے نجات دینا تو حق تعالیٰ کے قبضے میں ہے۔
ایک دن دیکھا کہ سخت پریشان بیٹھے ہیں خیریت معلوم کی کہا دکان کا ستیاناس ہو چکا، بچے بھوکے مر رہے ہیں، دل میں آگ لگی ہے تین ماہ سے نیند اڑی ہوئی ہے، کسی بزرگ کا نام بتاؤ جہاں جاکر سکون حاصل کروں۔ (روح کی بیماریاں اور ان کا علاج)

۱۶ ایک لڑکا لندن انگریزی تعلیم کیلئے گیا جب واپس آیا تو اس کی شادی کا انتظام ہوا۔ ایک ہفتے کے بعد لڑکی والوں نے طلاق کا مطالبہ کیا۔ معلوم ہوا کہ وہ اپنا سرمایہ عشق بازی میں تباہ کر کے نامرد ہو چکا ہے۔ نہایت ذلت کا یہ دن دیکھنا پڑا خدا اس عذاب سے ہم سب کو محفوظ فرمائے۔ آمین۔ (معارف شمس تبریز)

۱۷ امام غزالیؒ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "احیاء العلوم" میں لکھا ہے ایک اللہ والے نے ایک روز ایک عاشق کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ وہ اپنے معشوق کو خلوت میں کہہ رہا تھا کہ بخدا میں تجھ کو دل و جاں سے چاہتا ہوں اور تو مجھ سے روٹھے رہتا ہے، اپنا منہ مجھ سے پھیر لیتا ہے۔ اسکے محبوب نے کہا اگر تو مجھ سے محبت رکھتا ہے تو بتا تو مجھ پر کیا خرچ کر سکتا ہے؟ عاشق نے کہا اول تو جو چیز میری ملک میں ہے وہ سب تجھ پر لٹا سکتا ہوں، پھر تیرے اوپر جان فدا کر دونگا۔

اس بات کو سنکر اس اللہ والے نے کہا میں نے سوچا کہ جب ایک بندے کے ناقص محبوب کیلئے یہ جذبات ہیں کہ اسکے لئے جان، مال سب قربان کرنے کیلئے تیار بیٹھا ہے تو بندے کو خالق کیساتھ کیسا ہونا چاہئے جو کہ خالق مخلوق ہے خالق حسن ہے جو کہ تمام صفات سے معمور ہے! (احیاء العلوم)

آج کل کی عاشقی

۱۸ ایک قصہ اختتام مثنوی میں ہے کہ ایک عورت جا رہی تھی۔ ایک شخص اس

کے پیچھے ہو لیا، اس نے مڑ کر دیکھا پوچھا کہ میرے پیچھے کیوں آتا ہے؟ اس نے کہا میں تیرے اوپر عاشق ہو گیا ہوں۔ اس نے کہا بیوقوف میرے اوپر کیا عاشق ہوتا ہے، پیچھے میری بہن آرہی ہے وہ مجھ سے کہیں زیادہ خوبصورت ہے عاشق ہونا ہے تو اس پر عاشق ہو اس شخص نے پیچھے کی طرف دیکھا کہ وہ اس کی بہن کہاں آرہی ہے؟ آج کل عاشقی ایسی ہی ہے یہ عاشق نہیں فاسق ہیں ۔

وفاداری مدار از بلبلاں چشم

کہ ہر دم بر گلے دیگر سرایند

بلبلوں کی آنکھ سے وفاداری کی امید مت رکھ کہ ہر گھڑی ایک پھول کو چھوڑ کر دوسرے پھول کو چاہنے لگتی ہیں۔

جوں ہی اسنے مڑ کر دیکھا کہ عورت نے اس کے سر پر ایک دھول رسید کی اور کہا۔

گفت اے ابلہ اگر تو عاشقی

در بیان دعویٰ خود صادقی

پس چرا بر غیر افگندی نظر

این بود دعوائے عشق اے بے ہنر

اس نے کہا اے بیوقوف اگر تو عاشق تھا اور اپنے اس دعوائے عشق میں سچا تھا تو پھر غیر پر کس لئے نظر ڈالی اے بے خبر کیا تیرا دعویٰ عشق یہی تھا؟

جب ایک عورت کو غیر کی طرف التفات کرنے سے اتنی غیرت آتی ہے تو خدائے تعالیٰ کو کتنی غیرت آوے گی؟ دل تو حق تعالیٰ کا محل ہے اس میں وہ یہ نہیں پسند کرتا کہ غیروں کو بسا ہوا دیکھے۔

ادھم ؒ کے عشق کا عجیب واقعہ

۱۹ ﴿ومن الناس من یتخذ من دون اللہ اندادا یحبونھم کحب اللہ والذین امنوا اشد حبا للہ﴾

بعضے لوگ سوائے اللہ کے ایسی محبت غیروں سے پیدا کرتے ہیں جو اللہ کے ساتھ پیدا کرنی چاہئے ہاں اللہ والے تو ایسی محبت اپنے اللہ سے کرتے ہیں غیر سے تعلق نہیں رکھتے۔

ادہمؒ دیکھو تو وہ شاہ بلخ کی دختر کی محبت میں چور تھے، ایک نظر جو شاہ بلخ کی دختر پہ

پڑی ہزار جان سے عاشق و شیدائی ہوئے۔ اپنی لیاقت اور بادشاہ کی حیثیت کو نہ تولا۔ فوراً بادشاہ سے عقد کی درخواست کردی۔ وزیر نے انکے ٹالنے کی یہ تدبیر نکالی کہ بادشاہی توشہ خانہ سے ایک بڑا موتی نکالا، ادھم کو دیکر کہا اگر تم ایسے موتی لادو تو ہم تمہاری شادی شاہ بلخ کی دختر نیک اختر سے کردیں گے۔

جوش عشق میں نکل کر سمندر پر پہنچے وہ کاٹ کی فقیرانہ کشتی نکال کر سمندر کو خالی کرنے لگے۔ چالیس روز برابر یہی کرتے رہے وہ سمندر دریائے ناپیدا کنار وہاں ادہمؒ کا کیا شمار۔ لیکن اللہ رے عشق میں ثابت قدم ہو تو ایسا ہو۔ ادھمؒ کی جان بازی پر خدا نے رحم کیا اور اپنے فضل سے سمندر کو حکم دیا کہ بہت سے موتی بھرے سیپ درویش ادھمؒ کے پاس پھینک دے، بموجب حکم الٰہی سمندر نے کچھ سیپ ادھمؒ کی نذر کئے۔ بڑی خوشی خوشی موتی اٹھا کر لائے ایسے ایسے نادر موتی تھے کہ جن کے برابر کے موتی بڑے بڑے بادشاہوں کے خزانوں میں نہ ہوں گے۔

جب بادشاہ کے دربار میں پہنچے موتی پیش کئے اور مطلوب کے ملنے کی درخواست کی ہر ایک شخص موتی دیکھ کر حیران تھا، مگر وزیر بے تدبیر نے موتی رکھ لئے اور ادھمؒ کو بری طرح سے دربار کے باہر نکلوادیا۔

قصہ مختصر بادشاہ کی بیٹی کسی مرض میں مبتلا ہو کر مری، دفن کرنے کے بعد ادھمؒ لاش کو نکال کر لے گئے۔ وہ دراصل سکتہ کے مرض میں مبتلا تھی پھر تندرست ہوگئی انجام کار ادھمؒ سے نکاح ہو کر وصال نصیب ہوا۔ لیکن یہ سب کچھ ہیچ وہ محبوبہ بھی فانی محب بھی فانی محبت بھی۔

کاش اگر ادھمؒ یہ جذبہ عشق خدائے پاک عالی ذات سے کرتے تو کتنے بڑے اولیاء اللہ ہوتے۔ والذین امنوا اشد حباللہ اسی قسم کے ہزاروں عشق کے کارنامے دنیا میں ہوئے اور ہونگے لیکن بالآخر سب کو دریائے فنا میں غرق ہونا اور وجود سے عدم میں جانا پڑا۔

اگر باقی رہنا چاہتے ہو تو اس باقی کی محبت میں فنا ہو جاؤ جس طرح انبیاءؑ اولیاءؒ اسکی محبت میں فنا ہوئے اول سب سے محبت الٰہی میں حضرت ابراہیمؑ نے قدم رکھا آسمان زمین میں خلیل اللہ نام رکھوایا ہر قسم کی تکلیف میں ثابت قدم رہے جناب کی ثابت قدمی پر ملائک تعجب کرتے۔

(مواعظ ابراہیمی)

چار لاکھ الفاظ پر مشتمل محبت نامہ

۲۰ دنیا کا بینظیر محبت نامہ (LOVE LETTER) چار لاکھ الفاظ پر مشتمل ہے۔ یہ خط ملکہ ایلزبتھ کے ایک درباری نے اپنی بیوی کو لکھا تھا اور آجکل برطانیہ کے برٹش میوزیم میں محفوظ ہے۔

اسے ''آدھی رات'' سے بہت محبت تھی

۲۱ ریاست ورنمبٹر گ (جرمنی) کے گورنر بیرن ہرمن کو اپنے جرمن تخلص جسکے معنی ''آدھی رات'' کے ہوتے ہیں' سے اتنی محبت تھی کہ اسنے ایک ایسی عورت سے جو آدھی رات کو پیدا ہوئی تھی شادی کی عمر بھر وہ ایک وقت کا کھانا کھاتا تھا اور وہ بھی آدھی رات کو۔

عشق مجازی سے توبہ کرنے والوں کے واقعات

عشق مجازی سے توبہ کا اثر

۱ نقل ہے کہ ایک شاہی بھنگی تھا وہ پاخانہ صاف کرنے کے لئے محل میں گیا تو اتفاقاً اس کی نظر شہزادی پر پڑ گئی اور وہ اس پر عاشق ہو گیا، مگر اپنے کمینہ پن اور اس کے علو مرتبہ کو دیکھ کر یہ وصل تو ناممکن ہے، ناامید تھا۔ مرض عشق نے جب غلبہ کیا تو وہ بہت بیمار ہو گیا اور بجائے بھنگی کے اس بھنگی کی عورت پاخانہ صاف کرنے لگی۔

کشش دل کا اثر مشہور ہے شہزادی کے دل میں بھی اس کے عشق کا اثر ہوا' کچھ عرصہ کے بعد اس بھنگی کی عورت سے شہزادی کہنے لگی کہ اب تیرا خاوند کیوں نہیں آتا؟ اس نے کہا وہ بیمار ہے شہزادی نے کہا ہم شاہی طبیب اس کے معالجے کے واسطے بھیج دیں، اس کو کیا بیماری ہے؟ اس پر جب شہزادی نے بہت اصرار کیا اور بھنگن کو سخت دھمکی دی کہ بتا اس کو کیا بیماری ہے؟ تو ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ حضور اگر جان کی امان ملے تو عرض کروں۔ شہزادی نے امان دی تو اس نے کہا حضور اصل بات یہ ہے کہ بیماری تو اسے کچھ نہیں' وہ حضور کو دیکھ کر آپ کا عاشق ہو گیا ہے۔ اب جو دیدار ممکن نہیں اس غم سے لاچار ہو کر قریب المرگ ہو گیا۔

شہزادی نے کہا یہ (اختیاری بات نہیں) اگر میرے دیکھنے سے اس کی جان بچ جائے تو میرا کوئی نقصان نہیں، مگر مجبوری یہ ہے کہ میرا مرتبہ مجھے اس کے سامنے آنے

سے مانع ہے۔ کیونکہ باعث بدنامی ہے میں ایک ترکیب بتاتی ہوں اگر وہ اس پر عمل کرے تو شاید مجھے دیکھ سکے اور اس کی جان بچ جائے' وہ یہ ہے کہ وہ فقیرانہ شکل بناکر دریا کے کنارے پر بیٹھ جائے اور تُورات کو اسے روٹی وغیرہ کھلا دیا کرے وہ تمام دن اللہ تعالیٰ کا نام لیتا رہے یعنی اللہ اللہ کرتا رہے اور کسی طرح کا خیال دل میں نہ رکھے۔ اگر کوئی اس کو نقدی یا کھانے کی کوئی چیز نذر دے تو اس کی طرف مطلق توجہ نہ کرے اور اگر کوئی اٹھا کرلے جائے تو اس کو منع نہ کرے۔ چند روز میں جب اس کی شہرت ہو جائے گی تو امیر وزیر وغیرہ سب اسکی زیارت کو جائینگے' پھر بادشاہ بھی جائے گا پھر میں بھی بادشاہ سے اجازت لیکر اسکے پاس چلی جاؤں گی اور اسے ملنے اور بات چیت کرنے کا خوب موقع مل جائیگا۔

چنانچہ جب اسکی عورت نے یہ بات اس بھنگی کو سنائی تو اسنے بخوشی قبول کیا اور اسی وقت وہاں سے کنارہ دریا پر جا بیٹھا اور نام خدا میں مشغول ہو گیا اور پھر ایسی حالت بنالی کہ اگر کوئی نذر پیش کرتا تو اس کی طرف توجہ نہ کرتا اور جو کوئی رکھ جاتا اور دوسرا اٹھالے جاتا تو اسے منع نہ کرتا۔ رفتہ رفتہ تمام شہر میں اس کی شہرت ہو گئی لوگ اس کے پاس آنے لگے اور نذریں وغیرہ بھی لانے لگے مگر اس نے کسی کی طرف دھیان نہ دیا اور اللہ اللہ کرتا رہا۔ ہوتے ہوتے بادشاہ کو بھی خبر ہوئی بادشاہ نے اپنے وزیر کو اس کا حال دریافت کرنے کے لئے روانہ کیا کہ کیا واقعی وہ سچا اور دنیا سے بے تعلق فقیر ہے۔

چنانچہ وزیر نے جاکر نذر پیش کی اس نے کچھ توجہ نہ کی' نہ اس کی طرف دیکھا' وزیر نے یہ خال بادشاہ کو سنایا کہ واقعی اس کا ایسا ہی حال ہے کہ دنیا کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ اگلے روز خود بادشاہ بھی گیا اور اس کو ویسا ہی پایا رات کو شہزادی نے پوچھا کہ سنا ہے آج آپ کسی فقیر کے پاس تشریف لے گئے تھے، اس کو کیسا پایا؟ بادشاہ نے کہا کہ وہ فقیر بہت ہی سچا اور دنیا سے بالکل بے تعلق ہے۔ شہزادی نے عرض کیا کہ میں بھی اس کی زیارت کرلوں؟ بادشاہ نے اجازت دی کہ تم کو اختیار ہے جب چاہو چلی جاؤ ایسے شخص کی زیارت ضرور کرنی چاہئے۔ شہزادی نے اس کی عورت یعنی بھنگن کو کہا کہ اس سے کہہ دینا کہ میں صبح کو آوں گی اب تیرا کام ہو گیا اور دلی مراد بر آئی۔ اس بھنگن نے جاکر اسے خبر دی۔

اس نے دل میں سوچا کہ میں نے آج تک یہ کام محض جھوٹ موٹ ایک نفسانی غرض کے لئے کیا تھا جس کے نام میں اس قدر تاثیر ہے کہ میرے جیسے ناچیز اور حقیر کے

پاس بڑے سے بڑے اعلیٰ مرتبہ والے بادشاہ کو بھیج دیا تو اگر میں سچے دل سے اس کا نام لوں پھر معلوم نہیں کہ اس سے بھی زیادہ اور کیا کیا نعمتیں ملیں۔ اس خیال کے آتے ہی وہ زار زار رونے لگا اور اپنے پہلے ارادے سے نہایت عاجزی کے ساتھ توبہ کر کے اس نے دعا کی کہ خداوندا مجھے اپنا دیدار دکھادے، جب تیرے نام میں اتنا اثر ہے تو پھر آپ تو خبر نہیں کتنا خوبصورت ہوگا۔ اور جب میں نے جھوٹ موٹ مکر کے لے تیرا نام لیا اور تو نے اتنے بڑے بادشاہ کو میرے پاس بھیج کر میری عزت کرادی، تو اب جب کہ میں سچے دل سے تجھے پکارتا ہوں تو ایسا رحیم و کریم ہے کہ تو خود بھی ضرور ہی میرے پاس آجائے گا اور مجھے اپنا دیدار دکھادے گا۔ اسی طرح تمام رات روتا رہا' جب پچھلی رات ہوئی تو عجز و زاری اس کی بارگاہ الٰہی میں مقبول ہو گئی اور فرش سے عرش تک اس کو انکشاف ہو گیا اور بہشت کی حوریں اس کو دکھائی دینے لگیں۔

صبح کو شہزادی اس کے پاس گئی مگر وہ مطلق۔ ں کی طرف متوجہ نہیں ہوا اور حوران بہشت اس کی طرف نظر اٹھا کر زیارت کر رہی تھیں اور تجلیات ذات الٰہی اس پر وارد ہو رہی تھیں اور مشاہدہ جمال الٰہی میں مستغرق ہو رہا تھا باندیوں نے کہا کہ یہ شہزادی بیٹھی ہے اس کے ساتھ کچھ بات چیت کرلو۔ اس نے بڑی دیر کے بعد جواب دیا کہ اب مجھے شہزادی کی کچھ پروا نہیں' شہزادی سے ہزارہا درجہ بڑھ کر حسین و جمیل حوریں اس وقت میرے سامنے ہاتھ باندھے کھڑی ہیں۔ شہزادی نے یہ سن کر ایک طمانچہ اس کے منہ پر مارا اور کہا بیوفا تیری مرشد تو میں ہی ہوں تو آپ حوروں اور بہشتوں کے تماشے میں مشغول ہو گیا اور وہاں تک چلا گیا اور میں یہیں رہی' مجھے بھی تو اپنے ساتھ تماشے دکھلا۔

عشق مجازی سے توبہ کا دوسرا واقعہ

۲ حضرت شیخ فریدؒ کے ایک مرید کو ان کی ایک کنیز کے ساتھ تعلق ہو گیا اور حضرت شیخؒ کو اسکی خبر ہو گئی۔ بجائے اسکے کہ اسکو ملامت کریں کیونکہ بعض اوقات عشق ملامت سے بڑھ جاتا ہے، آپنے ایک لطیف تدبیر کی' وہ یہ کہ اس لونڈی کو دواء مسہل پلادی۔ چنانچہ مادے کا اخراج شروع ہوا اور بہت سے دست اسکو آئے اور سب مادے کو ایک طشت میں جمع رکھنے کا حکم دیا دست آنے سے اس لونڈی کا رنگ و روغن جاتا رہا۔

اس کے بعد اس لونڈی کے ہاتھ کھانا اس مرید کے پاس بھیجا اس لئے کہ اس

لونڈی کی طرف ملتفت ہواس کو ایک نفرت ہوئی اور اس کی طرف التفات بھی نہ کیا اس لئے اس کا عشق تو اس کے رنگ وروغن ہی کی وجہ سے تھا اس رنگ کے ہی ساتھ عشق بھی رخصت ہو گیا۔

عشقہائے کز پئے رنگے بود
عشق نبود عاقبت ننگے بود

جو عشق محض رنگ وروپ پر ہوتا ہے' وہ واقع میں عشق نہیں بلکہ محض ننگ ہوتا ہے یعنی اس کا انجام حسرت وندامت ہے۔

عشق بامردہ نباشد پائے دار
عشق را باحی و باقیوم دار

مردہ کے ساتھ عشق کو پائے داری نہیں' اس لئے اللہ تعالیٰ حی وقیوم کا عشق اختیار کرو جو ہمیشہ باقی ہے۔

پھر حضرت شیخ نے بھنگن کو حکم دیا کہ وہ نجاست لے آؤ' چنانچہ وہ لائی گئی اس مرید سے فرمایا کہ یہ کنیز تو وہی ہے، اسمیں سے صرف یہ نجاست کم ہو گئی ہے اس سے تمہارا میلان جاتا رہا۔ معلوم ہوا تمہارا محبوب یہ تھا محبوب حقیقی چھوڑ کر تم اس گندگی پر گرے تھے۔ طبع اسکی سلیم تھی فوراً تائب ہو گیا اور اس سے نفرت ہو گئی۔ (شرط الایمان بحوالہ اشرف الحکایات)

عبداللہ بن مبارکؒ کی توبہ کا واقعہ

۳ عبداللہ بن مبارکؒ اپنے ایام جوانی میں ایک زن جمیلہ پر فریفتہ ہو گئے ایک شب اس عورت کے مکان کے نیچے سے گزر رہے تھے دریچہ کھلا ہوا دیکھ کر وہیں کھڑے ہو گئے اس عورت نے آپ کو دیکھ کر باتیں کرنا شروع کر دیں سلسلہ کلام اتنا دراز ہوا کہ صبح ہو گئی، مؤذن نے فجر کی اذان دی۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ اذان کی آواز سن کر یہ سمجھے کہ یہ عشاء کی اذان ہے اسی وقت ہاتف غیبی نے آواز دی کہ اے عبداللہ بن مبارک ایک عورت کے عشق میں تو نے پوری رات گزار دی اور یہ بھی خبر نہ رہی کہ کب صبح ہوئی؟ کاش! تو اللہ کے لئے بھی کسی رات کا جاگا ہوتا۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ یہ آواز سن کر چونکے اور اس عشق بازی سے توبہ کی

اور ہمہ تن یاد حق میں مشغول ہو گئے اور انکا عشق مجازی عشق حقیقی سے بدل گیا اور تھوڑے ہی عرصے میں اعلیٰ مقامات کو پہنچے اور عاشقان الٰہی میں سے ہو گئے۔ (فوائد الفوائد)

عشق مجازی سے متعلق لیلیٰ اور مجنوں کے واقعات طالب عشاق حقیقی کے لئے بطور عبرت

احقر مؤلف کو دوران مطالعہ بے شمار اولیاء اللہ کے ملفوظات میں لیلیٰ و مجنوں کی محبت کا تذکرہ ملا اولیاء اللہ نے ان کا تذکرہ کر کے طالب عشاق حقیقی کو غیرت دلائی۔ کیونکہ جو لوگ عشق مجازی کے میدان میں بہت زیادہ آگے نکل گئے ان میں لیلیٰ اور مجنوں بہت زیادہ مشہور ہیں۔

چنانچہ اسی مناسبت کی وجہ سے بندہ ان واقعات کو اس باب کے آخر میں یکجا کر کے لکھا ہے اب آیئے ان واقعات کو پڑھتے ہیں اور عبرت حاصل کرتے ہیں۔

لیلیٰ و مجنوں کے حالات عشق

نام و نسب مجنوں

علماء انساب نے اس کے نام و نسب میں اختلاف کیا ہے۔ رباح عامر کہتے ہیں کہ اس کا نام و نسب یہ ہے: قیس بن الملوح بن مزاحم۔ اور ابو عبیدہ نخنہ کہتے ہیں کہ یہ نجتری بن جعدی ہے۔ اور بعض اولاد علی سے منقول ہے کہ یہ قیس بن معاذ عقیلی ہے۔ اور ابو العالیہ فرماتے ہیں کہ یہ اقرع بن معاذ ہے۔ قاسم بن سوید حرمی فرماتے ہیں کہ بنو عامر میں تین مجنوں گزرے ہیں:

1. معاذ بن کلیب یہ اصلی مجنون ہے۔
2. قیس بن معاذ۔
3. مہدی بن ملوح جعدی۔

لیلیٰ کا نام و نسب

اس میں بھی نسب دانوں نے اختلاف کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا نام لیلیٰ بنت مہدی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ لیلیٰ بنت [illegible] از قبیلہ بنی ربیعہ۔

نیز اس کی کنیت میں بھی دو قول ہیں:

(۱) ام مالک۔ اور اسی کی کنیت کیساتھ مجنوں نے اسکو اپنے اشعار میں مخاطب کیا ہے

(۲) ام الخلیل۔

مجنوں کو لیلیٰ سے دیوانگی کی حد تک محبت تھی کیونکہ یہ دونوں بچپن میں اپنی قوم کی بکریاں اکٹھے چرایا کرتے تھے۔ اس لئے ان دونوں کے دل ایک دوسرے سے معلق ہو گئے تھے۔ لیکن مجنوں لیلیٰ سے عشق میں کچھ زیادہ ہی آگے نکل گیا تھا۔ اور یہ دونوں ایک ساتھ ہی رہتے تھے حتیٰ کہ جوان ہو گئے۔ جب قبیلہ والوں کو ان کی آپس کی چاہت کا علم ہوا تو لیلیٰ کو پردہ کرا دیا گیا، جس سے مجنوں کی عقل جاتی رہی۔

حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ

جب لیلیٰ کے ساتھ مجنوں کا عشق مشہور ہوا تو مجنوں کے باپ نے لیلیٰ کے باپ کو نکاح کا پیغام دیا۔ لیلیٰ کے باپ نے جواب دیا کہ مجھے نکاح سے انکار نہیں مگر مجنون کا عشق اس درجہ پر پہنچ گیا ہے کہ اگر لیلیٰ سے نکاح ہو گیا تو اول ہی شب میں مر جائے گا، بعض عشاق محبوب حقیقی کو بھی یہ حالت پیش آتی ہے۔ (اشرف الاشعار)

(۱) جب قیس کی محبت کا قصہ شہرت پا گیا تب قیس کو لیلیٰ کے گھر کے دروازے تک آنے کی ممانعت ہوئی۔ بادشاہ وقت کو اطلاع کی گئی اس نے حکم دیا کہ اگر قیس لیلیٰ کے گھر پر آئے تو قتل کر دو ہم نے خون معاف کیا۔ اِدھر پابندی اُدھر نمرود کی آگ کی طرح لیلیٰ کی محبت کی آگ بڑھتی گئی۔ اکثر وقت قیس لیلیٰ کے فراق میں بیہوش رہنے لگا۔ قیس کے گھر والوں نے باہم مشورہ کیا، یہ رائے قرار پائی کہ لیلیٰ کے والدین کی خدمت میں چل کر عرض کیا جائے کہ آپ لیلیٰ کا عقد شرعی قیس سے کر دیجئے۔

سب کے سب لیلیٰ کے والد کی خدمت میں گئے اور بہت سا کچھ عرض معروض کیا، مگر تقدیر الٰہی عشقِ قیس شہرہ آفاق ہو چکا تھا اور عرب میں عاشق کے ساتھ عقد کرنا بڑا عار کا کام تھا۔ اسی پرانی رسم کے موافق لیلیٰ کے باپ نے انکار کیا اور یہ کہا کہ آپ مجھے سارے عرب میں بدنام کرنا چاہتے ہیں لوگ کہیں گے لیلیٰ کو عاشق کے ساتھ بیاہ دیا۔ اب تو مجنوں کی جان پر بن گئی۔ (اسرار اولیاء و احسن البیان)

اور لیلیٰ نے مجنوں کا پیالہ توڑ دیا

۲ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ لیلیٰ کسی شدید بیماری کے بعد صحت یاب ہوئی تو اس کے گھر والوں نے اس کی صحت یابی کی خوشی میں شکرانے کے طور پر خیرات تقسیم کرنے کا پروگرام بنایا فیصلہ کیا گیا کہ لیلیٰ خود بیٹھ کر فقراء میں خیرات تقسیم کرے۔

چنانچہ جب فقراء قطار در قطار لیلیٰ سے خیرات لینے حاضر ہوئے لیلیٰ نے ہر ایک کا کاسہ گدائی میں خیرات ڈالی۔ مجنوں بھی اپنی محبوبہ کے دیدار اور اس کے ہاتھوں خیرات لینے کی غرض سے اپنا کاسہ لیکر ایک قطار میں کھڑا ہو گیا دیتے دیتے جب مجنوں کی باری آئی اس نے لرزتے ہاتھوں جب اپنا پیالہ خیرات کے لئے لیلیٰ کی طرف بڑھایا تو بجائے اس کے کہ لیلیٰ اپنے اس عاشق صادق سے امتیازی سلوک کرتی اس نے الٹا ہاتھ مارا اور مجنوں کا پیالہ زمین پر گر کر ٹوٹ گیا۔

کوئی اور ہوتا تو اس بے رخی پر چیخ چیخ کر روتا اور اپنی ناکام حسرتوں پر نوحہ کناں ہوتا اور بھری محفل میں اس بے عزتی پر شرمندگی سے مر جاتا۔ مگر یہ عام محب نہیں تھا کہ ایسا کرتا۔ جہاں پر سچا عاشق تھا وہاں رسم و دستورِ محبت سے بھی خوب واقف تھا یہ جانتا تھا کہ ۔

رمزیں ہیں محبت کی گستاخی و بیباکی

مجنوں نے ٹوٹے ہوئے پیالے کے ٹکڑے لپک کر اپنے ہاتھوں میں اٹھالئے اور خوشی سے رقص کرنے لگا۔

جب لوگوں نے مجنوں کو بے خودی میں ناچتے اور رقص کرتے دیکھا تو انہوں نے اس کے اس عمل کو حماقت پر محمول کیا اور طعنے دینے لگے کہ مجنوں تمہارا دماغ خراب تو نہیں ہو گیا؟ تم جس کی محبت کے اس قدر دعوے کرتے ہو آج اس محبوبہ نے تمہارے ساتھ اتنی بے رخی کا سلوک کیا کہ بجائے خیرات دینے کے تمہارا پیالہ ہی توڑ دیا۔ اس میں بھلا خوشی سے ناچنے کی کیا بات ہے؟

مجنوں نے کہا پاگل میں نہیں تم ہو...... نادانو! میں اپنا پیالہ تڑوا کر اس لئے ناچ رہا ہوں کہ آخر لیلیٰ کے ہاں میری کچھ امتیازی حیثیت تو ہے کہ سب کو خیرات دے کر ان کے ساتھ یکساں سلوک کیا مگر صرف میرا پیالہ توڑ کر مجھے پورے مجمع سے منفرد کر دیا۔ اگر کسی اور کا پیالہ بھی توڑا ہوتا تو مجھے یہ ناز کہاں ہوتا کہ لیلیٰ کے دل میں جو خصوصی تعلق

مجھ سے ہے کسی اور سے نہیں، بظاہر اسنے میرا پیالہ توڑا ہے مگر میں اپنے مقدر پر نازاں ہوں کہ آج لیلیٰ نے اس بھری محفل میں مجھ سے انفرادی سلوک کر کے یہ ثابت کر دیا کہ اسے مجھ سے خاص تعلق ہے۔ اب لوگوں کو اسکی خوشی اور رقص کرنیکی وجہ سمجھ میں آئی۔

ایک اور اللہ والے نے لکھا ہے کہ جب مجنوں سے ناچنے کی وجہ پوچھی اس نے کہا کہ میری لیلیٰ نے ایک نظر مجھے دیکھا اس خوشی میں ناچ رہا ہوں۔ پھر لوگوں نے مجنوں کو خوب مارا (کیونکہ خلیفہ وقت نے مجنوں کی ان حرکتوں کی وجہ سے اس کا خون معاف کر دیا تھا) لیکن اس ظالم نے اف تک نہ کی۔ پھر مار کھاتے کھاتے مجنوں نے چلانا شروع کر دیا۔ اس سے وجہ پوچھی تو کہنے لگا کہ جب تک میری لیلیٰ مجھے دیکھ رہی تھی اس وقت تک مجھے درد کا احساس نہ ہوا اب وہ چلی گئی تو پھر درد کا احساس ہونے لگا۔ (اسرار اولیاء)

اصلی اور مصنوعی مجنوں میں فرق پر واقعہ

۳ حضرت مولانا مسیح الامت ؒ نے اپنی ایک مجلس میں طالب عشاق حقیقی کو لیلیٰ و مجنوں کا ایک واقعہ بطور عبرت سنایا جو کہ قارئین کیلئے پیش خدمت ہے۔ ارشاد فرمایا کہ:

ایک مرتبہ بہت سے مجنوں بن کر لیلیٰ کے دروازے پر آکر بیٹھ گئے باندی نے کہا کہ آج بہت سے مجنوں آکر بیٹھ گئے کیسے پہچان ہو کہ حقیقی مجنوں کون ہے؟ لیلیٰ نے کہا کہ جاؤ اور یوں کہنا کہ کچھ ایسی تجویز ہوئی ہے کہ لیلیٰ کو تھوڑے سے گوشت کے لوتھڑے کی ضرورت ہے اس کو اپنے جسم میں استعمال کرے گی۔ اب باندی جس کے پاس جاتی ہے، کوئی کہتا ہے یہ قصاب خانہ ہے؟ یہ کوئی مذبح ہے؟ گوشت تو قصائی کے یہاں ملے گا مصنوعی مجنوں تو یہ کہہ کر چلے گئے۔ جو واقعی مجنوں تھا وہ بھی بیٹھا تھا اس نے باندی سے کہا یہ پوچھ کر آکہ کون سی جگہ کا چاہئے؟ باندی نے لیلیٰ سے جا کر کہا لیلیٰ نے جواب دیا:

اوہو! ابھی خامی ہے یہ پوچھتا ہے کہ کس جگہ کا چاہئے؟

یہ باتیں ہر ایک کیلئے تھوڑا ہی ہیں، ذوق والے کیلئے ہیں۔ مگر تم سن تو لو نہ معلوم کون آگے چل کر کیسا ذوق والا ہوتا ہے، کم سے کم سن تو لو ذوق والے بھی ہوتے ہیں۔

تو لیلیٰ نے باندی سے کہا ابھی خامی ہے' وہ بھی چلا گیا کچھ دن کے بعد پھر سب اکٹھے ہو گئے۔ مجنوں بھی آگیا باندی نے پھر وہی سوال کیا کہ لیلیٰ نے گوشت کی بوٹی مانگی ہے۔ یہ سن کر تمام مصنوعی مجنوں چلے گئے حقیقی مجنوں نے کہا:

"تو میرے جسم کی ہر ہر جگہ سے بوٹی لے لے، جس جگہ کی استعمال کرنی ہوگی استعمال کرلے گی اور باقی پھینک دے گی"

لیلیٰ نے یہ سن کر کہا کہ: "واقعی مجنوں یہ ہے۔"

آئی بات خیال شریف میں؟ عاشق ایسے ہوتے ہیں اور ہمارا یہ حال ہے کہ ہماری تاویلوں کا کوٹھا ہی ختم نہیں۔ ہوتا خدا تعالیٰ کے حاضر 'ناظر ہونے کا بھی عقیدہ' قیامت کا بھی عقیدہ اور پھر سوال پر سوال عقائد کے بارے میں ہو رہے ہیں۔ اچھا علم کلام پڑھا

(مجالس مسیح الامت)

لیلیٰ کا مجنوں سے گوشت طلب کرنے کا واقعہ

۴ جب مجنوں عاشق ہوا اور عشق مشتہر ہوا تو امتحان کے لئے لیلیٰ نے ایک آدمی بھیجا کہ مجنوں سے ایک پارہ گوشت مانگ لاؤ۔ اس نے مجنوں کو یہ پیغام سنایا پوچھا کہ کہاں کا گوشت طلب کیا ہے؟ اس نے لیلیٰ سے پوچھا، کہا کہ ابھی کچا ہے' مرتبہ ناسوتی میں ہے۔ چند مدت کے بعد پھر ایک آدمی گوشت کی طلب میں بھیجا' تو مجنوں نے جواب دیا کہ جہاں کا گوشت چاہئے وہاں سے کاٹ کر لے جاؤ۔ اسنے آکر لیلےٰ سے بیان کیا، کہا کہ "ہاں! اب عشق میں آیا ہے، اور یہ مرتبہ ملکوتی ہے"

کچھ عرصہ کیبعد انا لیلےٰ کہنے لگا جسطرح شاہ منصور نے انا الحق کہا تھا یہ مرتبہ جبروتی ہے۔ اور فنا فی العشق ہے۔ چند روز کے بعد صرف لیلیٰ لیلیٰ کہنا شروع کیا، یہ مرتبہ لاہوت و توحید ہے۔ بعد اسکے گم گشتگی پیدا ہوئی نہ لیلیٰ یاد رہی نہ مجنوں یہ مرتبہ ہاموت ہے۔ نہ خودی نہ بے خودی، نہ خدا کچھ باقی نہ رہا، نہ ذکر نہ، ذاکر نہ، مذکور۔ (تذکرۃ غوثیہ ص ۲۲۶)

لیلےٰ کے باپ کا لیلیٰ و مجنوں میں نکاح نہ کرنے کی وجہ:

۵ جو شخص کہ حق تعالیٰ کا عاشق کامل ہوتا ہے دیدار کے ابتدائی مرحلہ میں اس پر بے خودی طاری ہو جاتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب وہ مستغرق رہے گا تو مشاہدہ کے وقت ضرور ہی بے ہوش ہو جائے گا۔ جیسا کہ قاضی حمید الدین ناگوریؒ ایک جگہ غلبہ عشق کے سلسلے میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجنوں کے قبیلہ کے لوگ جمع ہو کر لیلیٰ کے گھر والوں کے پاس گئے اور کہا کہ ایک آدمی عشق میں مر جائے اس میں کیا نقصان ہے اگر تم لوگ اسے اجازت دو کہ وہ ایک مرتبہ لیلیٰ کا رخ زیبا دیکھ لے؟ ان لوگوں نے جواب دیا

کہ ہم لوگوں کو اس بارے میں کوئی انکار نہیں ہے، لیکن مجنوں کو خود اس کی تاب و طاقت نہیں کہ مشاہدہ کر سکے۔

قبیلہ والوں نے مجنوں کو بلایا اور حرم گاہ لیلیٰ کی طرف لے چلے پردہ پڑا ہوا تھا، ابھی لیلیٰ کا سایہ ظاہر نہیں ہوا تھا کہ مجنوں بے ہوش ہو گیا اور زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ ان لوگوں نے کہا کہ کیا ہم نہیں کہتے تھے کہ مجنوں طاقت دیدار نہیں رکھتا۔

اتنا کہنے کے بعد غایت محبت میں حضرت شیخ الاسلام نے ایک نعرہ مارا اور بے ہوش ہو گئے۔ (اسرار اولیاء)

مجنوں اور ہرن

۶ عاشق کی نظر کے سامنے جو کچھ بھی آتا ہے اس میں اپنے محبوب کا جلوہ ہی نظر آتا ہے اور یہ بات غایت شوق کی وجہ سے ہوتی ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ مجنوں نے کھانا نہیں کھایا تھا بھوکا تھا۔ ایک ہرن اس کے دام میں آیا اس کو بھی اس نے یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ اس کی آنکھیں لیلیٰ کی جیسی ہیں اس کو تکلیف کیسے پہنچاؤں۔ (ملفوظات بابا فرید ص ۱۳۵)

مجنوں کا لیلیٰ سے شدت عشق پر ایک واقعہ

۷ کسی نے مجنوں سے پوچھا کہ:

"تمہارا نام کیا ہے؟" بولا "لیلیٰ" کسی نے کہہ دیا لیلیٰ مر گئی اس نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ تو میرے دل میں ہے میں ہی لیلیٰ ہوں۔

مجنوں کا لیلیٰ کے مکان سے محبت کرنے کی وجہ

۸ حضرت حکیم الاسلام قاری طیب صاحبؒ نے ایک مجلس میں ارشاد فرمایا کہ قاعدے کی بات ہے کہ جس شخص کی محبت غالب ہوتی ہے، اس کی ہر ادا محبوب بن جاتی ہے۔ اس کا چلنا پھرنا بھی محبوب بن جاتا ہے۔ فقط محبوب سے ہی محبت نہیں ہوتی بلکہ اس کے نام سے جو چیز منسوب ہو جاتی ہے اس سے بھی محبت ہو جاتی ہے۔

کسی نے مجنوں کو دیکھا کہ لیلیٰ کے مکان کی اینٹ اینٹ کو چومتا پھر رہا ہے۔ کسی نے کہا احمق! تو کیا کر رہا ہے؟ اینٹوں میں کیا رکھا ہوا ہے اور اینٹوں کو چومنے سے کیا فائدہ ہے؟ اس نے دو شعر میں جواب دیا۔

امر علی الدیار دیار لیلیٰ
اقبل ذاالجدار وذا الجدارا

کہ میں لیلیٰ کے مکان پر جب گزرتا ہوں تو کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں اور کبھی اس اینٹ کو چومتا ہوں کبھی اس دروازے کو چومتا ہوں اور کبھی اس دہلیز کو چومتا ہوں اور کیوں چومتا ہوں۔

وما حب الدیار شغفن قلبی
ولکن حب من سکن الدیارا

مجھے ان اینٹوں سے محبت نہیں ہے وہ جو ان اینٹوں میں بیٹھی ہوئی ہے اس سے محبت ہے۔

اس کی وجہ سے اینٹوں سے محبت ہو گئی ہے اس کے کتے سے محبت ہو گئی ہے اس کی بلائیں لینے کو بھی تیار ہوں۔

تو جب محبت ہوتی ہے تو ایک محبوب ہی سے محبت نہیں ہوتی بلکہ جو چیز اسکے نام سے لگ جاتی ہے وہ بھی محبوب بن جاتی ہے۔(خطبات حکیم الاسلام ج۹ ص ۱۰۵)

مجنوں کا لیلیٰ کی گلی کے کتے کو پیار کرنا

۹ بندے کے پیرومرشد نے اپنی کتاب "شرح معارف مثنوی" میں لکھا ہے کہ:

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں ایک بار مجنوں نے لیلیٰ کی گلی کے کتے کو کہیں دیکھا اور پہچان لیا اور اس کے پاؤں کو بوسہ دیا اور اسے پیار کیا۔ خلق نے کہا اے پاگل! یہ کیا کر رہا ہے؟ ایسے نجس وناپاک عیوب سے پر جانور کو تو پیار کرتا ہے؟

مجنوں نے کہا! (ارے ظالمو!) یہ کتا میری لیلیٰ کی گلی کا کتا ہے! کیا پتہ اس کے پیر اس جگہ پڑے ہوں جہاں میری لیلیٰ نے قدم رکھا ہو، تم لوگ میری آنکھوں سے اس کتے کو دیکھو تو تمہیں اس کی قدر معلوم ہوگی۔ (کلید مثنوی و معارف مثنوی ج۵)

دید لیلےٰ کیلئے دیدۂ مجنوں ہے ضرور
میری آنکھوں سے کوئی دیکھے تماشہ تیرا

جب خلیفہ وقت نے لیلیٰ سے کہا کہ اے لیلیٰ تیرے اندر کیا خوبی ہے کہ مجنوں تجھ پر اس طرح قربان ہے۔

از دگر خوباں تو افزوں نیستی
گفت خامش چوں تو مجنوں نیستی (رومی)

دوسرے حسینوں سے تیرے اندر کوئی امتیازی شان تو نہیں معلوم ہوتی لیلیٰ نے خلیفہ وقت کو ڈانٹ کر کہا خاموش رہ اس واسطے کہ تو مجنوں نہیں ہے۔

دیدۂ مجنوں اگر بودے تیرا
ہر دو عالم بے خطر بودے ترا (رومی)

اگر مجنوں کی آنکھ تجھے نصیب ہوتی تو ہر دو عالم تیرے لئے بے خطر ہوتے۔
(کلید مثنوی و معارف مثنوی)

محبت کی وجہ سے ستاروں پہ نظر

۱۰ ایک دن لیلیٰ کے مکان کے پاس سے مجنوں گزرا، تو آسمان کیطرف نظر اٹھائی کسی نے کہا! اے مجنوں! آسمان کیطرف مت دیکھو بلکہ لیلیٰ کی دیوار کو دیکھو شاید تم اسے دیکھ پاؤ اسنے کہا ! میں ستارے پر اکتفا کرتا ہوں کہ جسکا سایہ لیلیٰ کے مکان پر پڑھ گیا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب)

لیلیٰ کی محبت میں مجنوں کا چلنا

۱۱ حضرت مولانا مسیح الامتؒ نے اپنی مجلس میں لیلیٰ و مجنوں کا واقعہ سناتے ہوئے فرمایا کہ:

مجنوں صاحب ایک دفعہ لیلیٰ کے گھر کی طرف چلے، اونٹنی پر سوار ہوئے اونٹنی کا بچہ بھی تھا۔ اونٹنی چلتی اور بار بار پیچھے کو دیکھتی اور ذرا باگ سست دیکھتی تو پیچھے کو لوٹ پڑتی۔ جب مجنوں کو کچھ افاقہ ہوتا تو پھر آگے کو چلاتا مگر اس طرح چلنے سے راستہ کچھ بھی قطع نہ ہوا۔ آخر سمجھا کہ بچہ کی محبت اس کو روک رہی ہے تو کہتا ہے:

هوى ناقتي خلفي و قدامي الهوى
فاني و اياها المختلفان

میری اونٹنی کا محبوب پیچھے ہے اور میرا محبوب آگے ہے میں آگے جانا چاہتا ہوں اور وہ پیچھے جانا چاہتی ہے میرے اور اسکے ارادہ میں اختلاف ہے یہ ساتھ نبھ نہیں سکتا لہذا چھوڑ دوا سے

اب چھوڑنے کی ترکیب یہ بھی تھی کہ اونٹنی کو بٹھا کر اتر کر اس کو چھوڑ کر پیادہ

چل دیتا، مگر عشق میں اتنا صبر کہاں۔ بس فوراً دھڑام اوپر سے گر پڑا (عاشق کو فرصت مصالح کے سوچنے کی کہاں ہوتی ہے) تمام بدن چھت گیا اور خونا خون ہو گیا، سر پھوٹ گیا، ہاتھ پیر زخمی ہو گئے اب اٹھ نہیں سکتا جس غرض کے لئے کودا تھا کہ لیلیٰ کی طرف جلدی چل دے، وہ بھی حاصل نہ ہوئی تو پڑے پڑے کہتا ہے کہ پیروں سے نہیں چل سکتا تو لڑھک کر تو چل سکتا ہوں بس لڑھک کر چلنا شروع کر دیا۔

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں۔

عشق مولیٰ کے کم از لیلیٰ بود
گوئے گشتن بہر او اولیٰ بود

اللہ کا عشق لیلیٰ کے عشق سے کب کم ہوتا ہے اور اسکے لئے گیند بن جانا بہتر ہے۔ (مجالس مسیح الامت و معارف مثنوی و کلید مثنوی)

مجنوں طواف میں کیا دعا کر رہا تھا

۱۲ جب مجنوں کے وہ حالات ظاہر ہوئے جن کو سب جانتے ہیں اور لوگوں نے اس کو عشق میں مبتلا دیکھا تو اس کے باپ کے پاس جمع ہو کر کہنے لگے تمہارا بیٹا جس مصیبت میں مبتلا ہو گیا اس کو تو تم نے دیکھا ہی ہے اگر تم اس کو مکہ شریف میں لے جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے اس کی نجات کی دعا مانگو اور آنحضرت ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کراؤ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو تو ضرور ہمیں امید ہے کہ اس کی عقل لوٹ آئے گی اور اللہ تعالیٰ اس کو عافیت عطا کریں گے۔

اس کا باپ (مجنوں کو لیکر) مکہ پہنچا اور طواف شروع کر کے مجنوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا مانگتا رہا اور مجنوں (طواف کرتے ہوئے) یہ دعا کر رہا تھا:

دعا المحرمون اللہ یستغفرونہ
بمکہ وھنا ان ستمحی ذنوبھا
ونادیت ان یارب اول سولتی
لنفسی لیلیٰ ثم انت حسیبھا
فان اعط لیلیٰ فی حیاتی لا یتب
الی اللہ خلق توبۃ لا اتوبھا

❁ محرم حضرات مکہ میں عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے ہیں کہ ان کے گناہ معاف کر دیئے جائیں۔

❁ اور میری التجاء یہ ہے کہ اے میرے پروردگار! میرا پہلا سوال میرے نفس کے لئے لیلیٰ کا ہے تو اس کا نگران و محافظ ہے۔

❁ اگر مجھے میری زندگی میں لیلیٰ عطا کر دی جائے تو چاہے باقی مخلوق اللہ تعالیٰ سے (گناہوں کی) توبہ نہ کرے میں (ضرور) توبہ کرلوں گا۔

حتی کہ جب مجنوں منیٰ میں پہنچا تو کسی نے وہاں کے خیموں سے آواز دی اے لیلیٰ تو مجنوں بے ہوش ہو کر گر پڑا اور لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اور اس کے چہرہ پر پانی چھڑکا، جبکہ اسکا باپ اسکے سرہانے میں رو رہا تھا۔ پھر جب مجنوں کو افاقہ ہوا تو اس نے کہا:

وداع دعا اذنحن بالخيف من منى
فهيج اطراف الفواد و مايدرى
دعا باسم ليلىٰ غير هافكانما
اطار بليلىٰ طائرا كان فى صدرى

❁ جب ہم منیٰ میں مسجد خیف کے پاس تھے تو کسی نے پکارا اور میرے دل کی دھڑکنوں کو لاشعوری میں تیز کر دیا۔

❁ اس نے کسی اور لیلیٰ کو پکارا تھا لیکن جس لیلیٰ کا پنچھی میرے سینے میں تھا اس کو بیدار کر دیا۔ (احسن المواعظ)

حج کے دوران مجنوں کا جنون

بعض مشائخ بیان کرتے ہیں کہ میں حج کے لئے حاضر ہوا جب منیٰ میں پہنچا تو وہاں کے ایک پہاڑ پر ایک جماعت کو دیکھا تو میں بھی ان کے پاس گیا وہاں میں نے دیکھا کہ ایک جوان ہے خوبصورت چہرہ والا رنگ اس کا پیلا پڑ چکا ہے اور بدن گھل چکا ہے اور لوگوں نے اس کو تھام رکھا ہے۔ میں نے ان سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یہ وہی قیس ہے جس کو لوگ مجنوں کہتے ہیں اس کا والد اس کو بیت اللہ شریف اور روضہ رسول ﷺ کی حاضری کیلئے لے کر آیا ہے شاید کہ اللہ تعالیٰ اس کو شفاء عطا کر دیں۔ میں نے پوچھا تم نے اسکو پکڑ کیوں رکھا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں ڈر ہے کہ یہ

اپنی دیوانگی میں کوئی حرکت کر کے اپنی جان نہ کھو بیٹھے۔ جب کہ مجنوں انکو کہہ رہا تھا کہ تم مجھے چھوڑ دو میں نجد کی نسیم صبا کھانا چاہتا ہوں۔ انمیں سے ایک شخص نے کہا یہ مجنوں آپکو نہیں جانتا، اگر آپ چاہیں تو اس کو یہ کہیں کہ میں نجد سے آیا ہوں اور پھر لیلیٰ کا حال بتاتا ہوں۔ تو میں نے اس بات کو منظور کر لیا اور اسکے قریب ہو گیا تو لوگوں نے کہا اے قیس یہ شخص نجد سے آیا ہے، تو مجنوں نے ایک آہ بھری، میں نے سمجھا کہ شاید اس کا جگر پارہ پارہ ہو گیا۔ پھر اسنے مجھ سے ایک ایک جگہ اور ایک ایک وادی کا پوچھا اور میں نے اس کو بتایا اور وہ روتا رہا پھر اسنے چند اشعار کہے (جن کو ہم نے اختصار کی وجہ سے یہاں ذکر نہیں کیا)

مجنوں کی لیلیٰ کے خاوند سے ملاقات:

ایک مرتبہ مجنوں لیلیٰ کے خاوند کے پاس سے گزرا جب کہ اس کا خاوند سردی کے دن میں آگ تاپ رہا تھا اس کے سامنے کھڑے ہو کر مجنوں نے کہا:

بربك هل ضممت اليك ليلىٰ

قبيل الصبح او قبلت فاها

وهل رفت عليك قرون ليلىٰ

رفيف الاقحوانه فى نداها

❁ تجھے تیرے پروردگار کی قسم کیا تو نے لیلیٰ کو گلے لگایا ہے صبح سے پہلے یا اسکا منہ چوما ہے

❁ اور کیا لیلیٰ کے بال تجھ پر لہلہائے ہیں جسطرح کہ گل بابونہ اپنے کھیت میں لہلہاتا ہے

تو لیلیٰ کے خاوند نے کہا اب جب کہ تو نے مجھے قسم دیکر کے پوچھا ہے تو میں جواب دیتا ہوں کہ 'ہاں'۔ تو مجنوں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے انگاروں کو دبوچ لیا اور ان کو نہ چھوڑا حتیٰ کہ بیہوش ہو کر گر گیا اور انگارہ اسکی ہتھیلیوں سمیت گر گیا۔ (ذم الھویٰ)

تیسر الاولیاء میں لکھا ہے کہ جب لیلیٰ فوت ہو گئی اور مجنوں کو اسکی خبر دی گئی تو مجنوں لیلیٰ لیلیٰ کہتا ہوا قبرستان پہنچا اور ہر قبر کی مٹی کو لیلیٰ سونگھنا شروع کیا آخر جب لیلیٰ کی قبر کی مٹی کو سونگھا تو زار و قطار رونے لگا پھر روتے روتے مر گیا پھر اس کو لیلیٰ کی قبر کے قریب ہی دفن کر دیا گیا۔ (سیر الاولیاء)

لیلیٰ مجنوں کے عشق سے متعلق اقوالِ صوفیاء

امام قشیریؒ کا قول

امام ابو القاسم قشیریؒ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "رسالہ قشیریہ" میں لکھا ہے کہ کسی اللہ والے نے مجنوں بن عامر کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ نے تم سے کیا برتاؤ کیا؟ مجنوں نے جواب دیا کہ اللہ نے مجھے معاف کر دیا اور مجھے محبت کرنے والوں کے لئے حجت قرار دیا۔ (رسالہ قشیریہ)

خواجہ حمید الدینؒ کا قول

قاضی حمید الدین ناگوریؒ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ قیامت کے دن حکم ہو گا کہ مجنوں کو پیش کرو جب حاضر ہو گا تو فرمان ہو گا کہ ان اولیاء کو جو ہماری محبت کا دعویٰ کرتے ہیں مجنوں کے پاس لاؤ جب سب حاضر ہو جائیں گے تو وہ فرمائے گا کہ اگر محبت کا دعویٰ کرتے ہو تو تم بھی ایسا ہی کرتے جیسا مجنوں نے کیا جب تک زندہ رہا لیلیٰ کی محبت میں غرق رہا مرا تو اس کی محبت میں غرق ہوا اور اب جب محشر کے دن اٹھا ہے تو اسی کی محبت میں غرق ہے یہ معیار محبت ان لوگوں کیلئے ہے جو [illegible] کا دعویٰ کرتے ہیں انہیں چاہئے کہ اپنی محبت میں ثابت قدم رہیں تاکہ محبت سے [illegible] بھی کم نہ ہو بلکہ روز بروز زیادتی ہوتی رہے۔

اس کے بعد فرمایا قاضی حمید الدین ناگوریؒ اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں محبت کے دعویداروں کو روز قیامت طلب کیا جائے گا اور مجنوں کو پیش کیا جائے گا جو آخری سانس تک لیلیٰ کو پکارتا رہا کیا تم بھی ایسے ہو؟

عشق مولیٰ کے کم از لیلیٰ بود
گوئے گشتن بہر او اولیٰ بود

مولاناؒ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ کا عشق، عشق لیلیٰ سے کیونکر کم ہو سکتا ہے جب کہ وہ خالق لیلیٰ ہیں پس مولیٰ کی محبت میں گیند ہو جانا ہی اولیٰ ہے 'یعنی گیند کو جس طرف چاہتے ہیں قدم کی ضرب سے حرکت دیتے رہتے ہیں' اسی طرح اللہ تعالیٰ کے

ہاتھ میں اپنے کو سپرد کرو۔

عشق را با حی و باقیوم دار
عشق با مردہ نباشد پائیدار

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ عشق حقیقی زندہ اور حقیقی سنبھالنے والے سے یعنی حق تعالیٰ سے کرنا چاہئے اور جو ایک دن مرنے والے ہیں ان کی محبت پائیدار نہیں ہے۔

حضرت بابا فریدؒ نے ارشاد فرمایا کہ

مجنوں جب تک زندہ رہا لیلیٰ کی دوستی و محبت میں غرق رہا اور جب مرا تو بھی اس کی محبت میں مرا۔

احقر مؤلف عرض کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی اپنے عاشقوں کی یہی کیفیت دیکھنا چاہتے ہیں خود کلام اللہ میں ارشاد ربانی ہے کہ ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی میری نماز، اور میری قربانی، میرا جینا و میرا مرنا

ہمارا اٹھنا بھی اللہ ہی کی یاد میں ہو ہمارا بیٹھنا بھی اللہ ہی کی یاد میں ہو ہمارا سونا' کھانا' پینا' سفر کرنا' غرض ہر حال میں دل اللہ سے چپکا رہے یہی عاشقوں کی شان ہے اور یہی تقاضۂ محبت ہے۔

حضرت خواجہ میرؒ نے فرمایا کہ

ایک عورت کی محبت کا دم بھرتے ہوئے مجنوں کا یہ حال تھا کہ اگر کوئی شخص خدا اور اسکے رسول کی محبت کا دعویٰ کرے اور پھر اسمیں اتنا بھی جذبہ نہ ہو تو اسپر حیف ہے۔

خواجہ نظام الحقؒ کا قول

سیر اولیاء جو کہ خواجہ سلطان نظام الحقؒ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے اس میں لکھا ہے کہ ایک مجلس میں آپؒ نے ارشاد فرمایا کہ:

جب مجنوں کو کہا گیا کہ لیلیٰ مر گئی ہے تو مجنوں نے کہا میرے حالت پر افسوس ہے میں نے ایسے محبوب سے محبت کی جو مرنے والا تھا۔

حضرت تھانویؒ نے ارشاد فرمایا کہ

اللہ اکبر! مجنوں کے بھی کیا کہنے۔ جب ایک عورت کی محبت میں یہ حالت ہو گئی تو خدا کے عشق میں کیا حالت ہونی چاہئے بڑی غیرت و شرم کی بات ہے اگر اسکی سمجھ نہ ہو۔

حضرت شاہ عبدالغنیؒ نے ارشاد فرمایا کہ

مجنوں نادان تھا جو لیلیٰ کی محبت میں الجھ کر محبوب حقیقی سے دور رہا کیونکہ مخلوقات کا حسن عکس اور پرتو ہے' اور قاعدہ کلیہ ہے کہ جو شخص عکس کی طرف متوجہ ہوتا ہے وہ اصل سے محروم ہو جاتا ہے کسی باخبر سے اس کو پالا نہ پڑا تھا' ورنہ وہ اسے آگاہ کرتا کہ او نادان لیلیٰ کو کس نے لیلیٰ بنایا تھا' اور وہ عارف باللہ مشق نام لیلیٰ کو مشق نام مولیٰ سے تبدیل کر دیتا۔

لیلیٰ کے چہرے کا نمک

بندے کے پیر و مرشد عارف باللہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے ایک مجلس میں ارشاد فرمایا کہ:

اللہ تعالیٰ تو خالق لیلیٰ ہے لیلیٰ کو بنانے والا ہے اور لاکھوں کو لیلیٰ بناتا ہے پھر خاک میں ملا دیتا ہے وہ اللہ جو خالق حسن ہے وہ سارے جہانوں کو حسن دینے والا ہے اس اللہ نے لیلیٰ کے چہرے پر تھوڑا سا نمک ڈالا اور مجنوں دیوانہ ہو گیا کہا اس اللہ کی محبت لیلیٰ کی محبت سے کب کم ہو سکتی ہے۔

عاشقوں کا انجام

حضرت مولانا امداد اللہ مہاجر مکی صاحب مدظلہ العالی نے لیلیٰ و مجنوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اس فضول عشق کا کیا انجام ہوا اس عشق مجازی نے مجنوں و لیلیٰ کو کیا دیا سوائے حسرت (پریشانی و غم و فکر) کے دنیا کا انجام تو آپ پڑھ ہی چکے ہوں گے۔ آخرت کا انجام خود ہی سوچ لیں کہ وہاں ان کا کیا حشر ہو گا اگر عشق کرنا ہے تو اللہ کی ذات سے کریں! جو دنیا میں نیک و نام کرے اور آخرت میں بھی اللہ اور رسول ﷺ بلکہ تمام مخلوقات کے ساتھ سرخرو کرے۔

عشق حقیقی اور عشق مجازی کا تقابل

- عشق حقیقی جائز اور عبادت ہے جبکہ عشق مجازی ناجائز اور گناہ ہے۔
- عشق حقیقی سے دین اور دنیا آباد جب کہ عشق مجازی سے دین و دنیا برباد ہوتی ہے۔
- عشق حقیقی سے ایک نہ ایک دن وصل نصیب ہوگا اور جب کہ عشق مجازی میں ایک نہ ایک دن محبوب سے جدائی ہو گی۔
- عشق حقیقی سے دل منور ہوتا ہے جبکہ عشق مجازی سے دل سیاہ ہوتا ہے۔
- عشق حقیقی سے دل زندہ ہوتا ہے جب کہ عشق مجازی سے دل مردہ ہوتا ہے۔
- عشق حقیقی سے عزت ملتی ہے، جب کہ عشق مجازی سے ذلت ملتی ہے۔
- عشق حقیقی کا جوش دائمی ہوتا ہے جبکہ عشق مجازی کا ابال وقتی ہوتا ہے۔
- عشق حقیقی والوں کا ٹھکانہ جنت ہے، جب کہ عشق مجازی والوں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔
- عشق حقیقی کی راہ میں ہر پریشانی راحت ہے، جب کہ عشق مجازی میں ہر پریشانی عذاب ہے۔
- عشق حقیقی والوں کے چہروں پر بہار کی تازگی اور عشق مجازی والوں کے چہروں پر خزاں کی بے رونقی ہوتی ہے۔

عشق مجازی کے نقصانات

عشق کے نقصانات

عاشق حضرات عام طور پر اپنے نفس کو نہ بچا سکنے میں جانوروں کی حد سے بھی بڑھ گئے ہیں جب ان کی شہوت جماع پر قادر نہ ہو سکنے کی وجہ سے ادھوری رہ جاتی ہے تو یہ شہوت میں اور تیز ہو جاتے ہیں اور بدکاری کی ذلت میں پھنس کر اور ذلیل ہو جاتے ہیں جب کہ حیوان قضائے شہوت کے دفعیہ پر ہی کفایت کرتا ہے اور یہ عاشق اپنی شہوت کو پورا کرنے کے لئے عقل کی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہیں۔

دین کا نقصان

عشق کا دنیا اور دین کا نقصان بہت ظاہر ہے دین کا نقصان تو یہ ہے کہ عاشق کا دل شروع شروع میں اپنے خالق کی فکر سے غیر متوجہ ہو جاتا ہے معرفت خداوندی، اللہ کا خوف اور حصولِ قربِ الٰہی کی فکر نہیں رہتی اس کے بعد حرام کا جتنا ارتکاب کیا اتنا ہی وہ آخرت کے نقصان میں مبتلا ہوا اور خود کو پیدا کرنے والے (اللہ تعالیٰ) کی سزا کا مستوجب ٹھہرا یا اس طرح سے وہ جتنا اپنی خواہشات و عشقیات کے قریب ہوتا گیا اتنا ہی اپنے مولا سے دور ہوتا گیا اور عشق اپنی حد جلال تک باقی نہیں رہتا بلکہ ترقی کر کے گناہ کی حدوں تک پہنچ جاتا ہے۔

دنیا کا نقصان

دنیا میں عشق کا نقصان یہ ہے کہ یہ دائمی غم، لگاتار فکر، وسواس، بے خوابی، کم کھانے، زیادہ جاگنے میں پھنسا رہتا ہے پھر یہ اعصاب پر مسلط ہو کر بدن کو پیلا، اعضاء میں رعشہ، زبان میں توتلا پن، بدن میں لاغری کو پیدا کر دیتا ہے اور رائے کو بے کار، دل کو تدبیر مصلحت سے غائب، آنسوؤں کو لگاتار، حسرتوں کو مسلسل، چیخ و پکار کو جاری، سانس کو چھوٹا اور دل کو بجھا دیتا ہے پھر جب دل پر کامل غشی چھا جائے تو دیوانگی ظاہر ہو جاتی ہے اور اس کو تلف ہونے کے دہانے پر لا کھڑا کرتی ہے اس طرح سے کتنے عاشق ایسے گزرے ہیں جنہوں نے اس دیوانگی میں اپنے کو ہلاکت میں ڈالا اور لوگوں میں اپنی قدر و منزلت کو تباہ کیا اور اکثر و بیشتر بدنی سزا اور حد کی سزا کو پہنچے۔

عشق مجازی کا کیا صلہ ملتا ہے اس کو میں نے ایک شعر میں بیان کیا ہے۔

صلہ عشق مجازی کا یہ کیسا ہے ارے توبہ
کہ عاشق روتے رہتے ہیں صنم خود سوتا رہتا ہے

یہ کون سی عاشقی ہے کہ یہ اس کی یاد میں رو رہا ہے اور وہ بے خبر سو رہا ہے کیا ذلت ہے، اس سے بڑی کوئی پستی نہیں جو اللہ کو چھوڑ کر مرنے والوں پر مرتا ہے یہ قسمت کی محرومی ہے عشق مجازی سے خدا کی پناہ مانگو۔ (الطاف ربانی)

عذاب عشق مجازی

عشق مجازی کا مریض مثل دوزخی کے نہ زندہ رہتا ہے نہ مرتا ہے موت اور حیات کے درمیان لایموت فیہا ولا یحیٰی کا عذاب چکھتا رہتا ہے خدائے پاک کافر کو بھی یہ عذاب نہ دے۔

ایں چنیں اندہ کافر را مباد
دامن رحمت گرفتم داد داد

اے خدا! ایسا غم کافر کو بھی نہ دے تیری رحمت کا دامن پکڑ کر تجھ سے فریاد کرتا ہوں۔

حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ فرماتے ہیں کہ عشق مجازی عذاب الٰہی ہے، عاشق اگر عشق مجازی سے توبہ کرلے اور اہل اللہ کی صحبت میں رہ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر شروع کردے تو ایسا محسوس ہوگا کہ مچھلی پانی سے دور ہوکر جو تپتی ریت میں تڑپ رہی تھی پھر کسی نے پانی میں ڈال دیا تو کیسی حیات نو اسے معلوم ہوگی۔ (کشکول معرفت)

مردودیت کی علامت

ایک اللہ والے نے فرمایا کہ عشق صورت بھی ایک عذاب ہے عذاب۔ خصوص عشق امارد بڑا سخت مرض ہے ایک بزرگ کہتے ہیں کہ جب کسی کو مردود کرنا ہوتا ہے تو اس کو عشق امارد میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ پس یہ عشق صورت گویا علامت ہے مردودیت کی۔

چند باتیں قارئین کے فائدے کیلئے

☆ جن احباب کے دل میں اس کتاب کو پڑھ کر محبت الٰہی کی شمع روشن ہو چکی ہے اور وہ سالکین شمع کو مزید روشن کرنا چاہیں تو ان کو چاہئے کہ وہ بندے کی کتاب "اللہ تعالیٰ بندوں سے کتنی محبت کرتے ہیں" کا مطالعہ فرمائیں۔

☆ جو احباب اللہ سے محبت کرنے کی وجوہات جاننا چاہتے ہیں انہیں چاہئے کہ وہ بندے کی کتاب "بندے کی اللہ سے محبت کی وجوہات" کا مطالعہ فرمائیں۔

☆ جو احباب اس بات کو جاننا چاہیں کہ اللہ تعالیٰ کن بندوں سے محبت کرتے ہیں انہیں چاہئے کہ وہ بندے کی کتاب "اللہ تعالیٰ کی بندوں سے محبت کی علامات" کا مطالعہ فرمائیں۔

☆ جو احباب اس بات کو جاننا چاہیں کہ اللہ کے محبوب بندے اللہ سے کتنی محبت کرتے ہیں انہیں چاہئے کہ وہ بندے کی کتاب "اللہ کے عاشقوں کی عاشقی کا منظر" ملاحظہ فرمائیں۔

☆ جو احباب اللہ کی رحمت سے مایوس ہو چکے ہوں، انہیں چاہئے کہ وہ بندے کی کتاب "گناہوں کا سمندر اور رحمت الٰہی کی وسعت" کا مطالعہ فرمائیں۔

☆ جو احباب گناہوں سے بچنا چاہتے ہیں انہیں چاہئے کہ وہ بندے کی کتاب "گناہوں سے بچئے اور اللہ کے محبوب بنئے" کا مطالعہ فرمائیں۔

☆ جو احباب ہر وقت پریشان رہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان کی پریشانی دور ہو جائے انہیں چاہئے کہ وہ بندے کی کتاب "سکون قلب حاصل کرنے کے طریقے" کا مطالعہ فرمائیں۔

☆ جو احباب نماز میں اللہ اکبر کہنے سے لے کر سلام پھیرنے تک اپنے کاروبار میں مشغول رہتے ہیں اور نماز میں اللہ کے دھیان کے مشتاق ہوں تو انہیں چاہئے کہ وہ بندے کی کتاب "نماز میں خشوع و خضوع حاصل کرنے کے طریقے" کا مطالعہ فرمائیں۔

نوٹ: یہ فوائد اسی وقت حاصل ہونگے جب ان کتابوں کو عمل کرنیکی نیت سے پڑھا جائیگا

مؤلف کی دیگر تالیفات

(۱) اللہ تعالیٰ بندوں سے کتنی محبت کرتے ہیں؟
(۲) اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کی عاشقی کا منظر
(۳) علاماتِ محبت - اللہ کی بندے سے محبت کی علامات
(۴) وجوہاتِ محبت - بندے کی اللہ سے محبت کی وجوہات
(۵) گناہوں کا سمندر اور رحمت الٰہی کی وسعت
(۶) حصولِ ولایت اور محبت الٰہی کے ذرائع
(۷) نماز میں خشوع و خضوع پیدا کرنے کے طریقے
(۸) جوانی کو ضائع کرنے کے نقصانات

☆ زیرِ تکمیل کتب ☆

(۱) اللہ کے دوستوں کی صفات
(۲) صوفیاء اور سالکین کے لئے حسین تحفہ
(۳) سکونِ قلب حاصل کرنے کے طریقے
(۴) قرآن کے سائنسی انکشافات پر غور و فکر
(۵) مخلوقاتِ خداوندی پر غور و فکر
(۶) مطالعہ کتب کی اہمیت
(۷) وجودِ باری تعالیٰ کے دلائل
(۸) حصولِ قربِ الٰہی کے دو نسخے